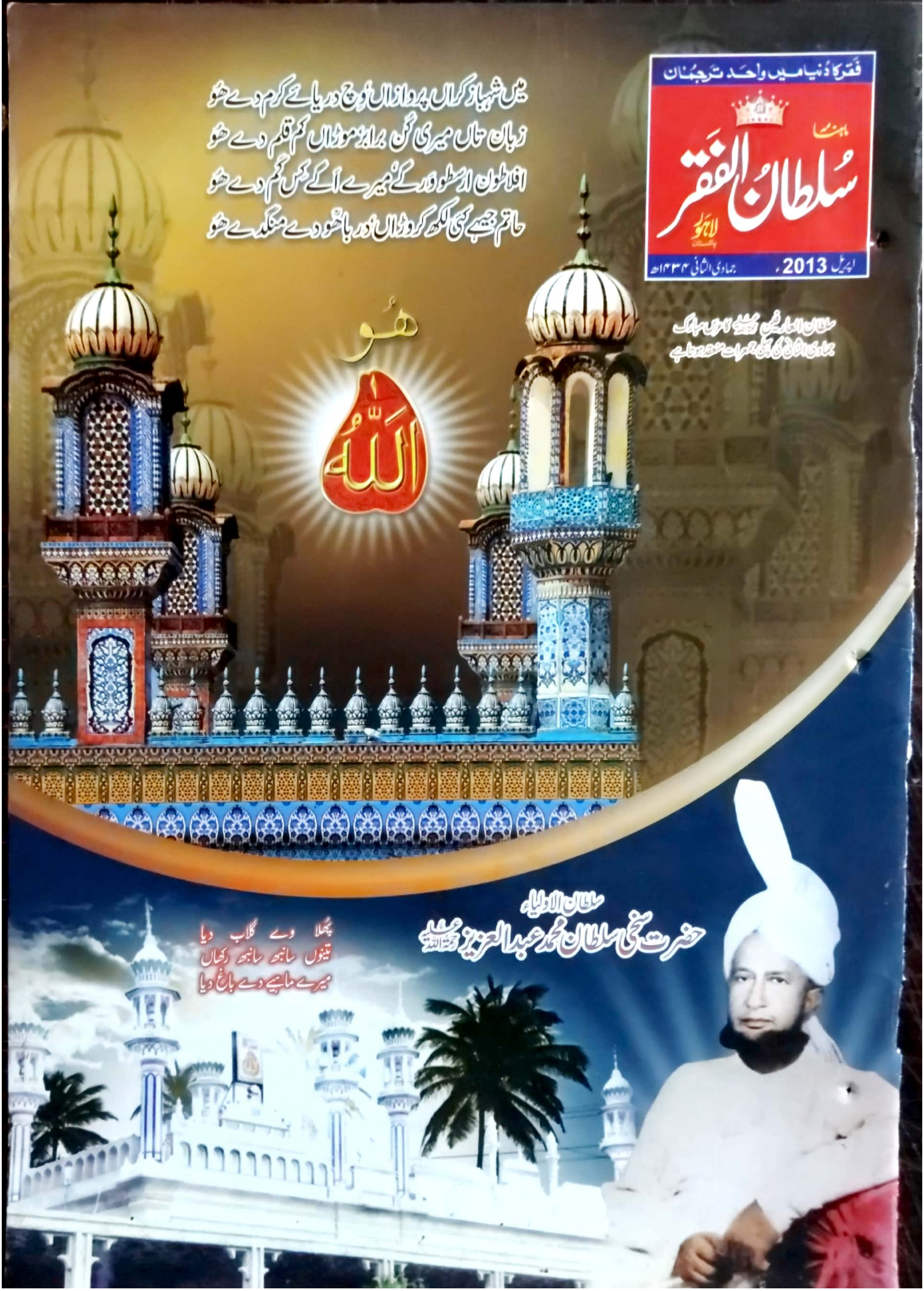
فقر کا دُنیا میں واحد ترجمان

ماہنامہ

سُلطانُ الفقَر

لاہور
پاکستان

اپریل 2013ء جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو لوگ ہماری طرف آنے کی جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں۔ پ سورۃ العنکبوت ۶۹

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے (الحدیث)

فقر کا دنیا میں واحد ترجمان

ماہنامہ

سلطان الفقر

لاہور پاکستان

شمارہ نمبر 09 | اپریل 2013 جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ | جلد نمبر 07

فیضانِ نظر

سلطان الفقر (ششم)
حضرت سخی
سلطان محمد اصغر علی
رحمتہ اللہ علیہ





زیرِ نگرانی

خادم سلطان الفقر
حضرت سخی
سلطان محمد نجیب الرحمٰن
سروری قادری مدظلہ الاقدس

فہرس

چیف ایڈیٹر
محمد مغیث افضل سروری قادری
0300-4737607

چیف ایڈیٹر
محمد اسد خان سروری قادری
0300-8891452

ایڈیٹر
محمد راشد سروری قادری
0345-4699975

اسسٹنٹ ایڈیٹر
عنبرین مغیث سروری قادری

محمد ناصر حمید سروری قادری

سرکولیشن
محمود احمد سروری قادری
0322-4722766

زرِ تعاون
فی شمارہ 30 روپے
سالانہ چندہ 350 روپے

مقامِ اشاعت اور پتہ برائے خط و کتابت

سلطان الفقر ہاؤس 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Tel: 042-35436600, Cell: 0322-4722766 E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

ہماری درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں:

● www.tehreek-dawat-e-faqr.com ● www.sultan-ul-faqr.com ● www.sultan-ul-faqr.tv

اس جریدے میں قرآنی آیات اور احادیث کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے تاہم اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو سہو ہوگی اور اسکی نشاندہی پر ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا۔ ادارہ کا مضمون اور مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

پبلشر ناصر حمید سروری قادری نے سلطان الفقر پبلیکیشنز لاہور کے زیرِ اہتمام آر۔ٹی۔ پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر سلطان الفقر ہاؤس 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور سے شائع کیا



اللہ محمد



حمدِ باری تعالیٰ

غریق اپنی محبت میں خدایا اس قدر کرنا
مرا ہو کام تجھ کو یاد ہی آٹھوں پہر کرنا

چمک جاؤں میں حمد ونعت کے آفاق پر یارب
ترا ہی کام ہے ذرات کو شمس و قمر کرنا

ڈھلی تھی نور میں جیسے بوصیریؒ کی شبِ فرقت
مری بھی شامِ غم کو اے خدا رشکِ سحر کرنا

مرے عصیاں زیادہ ہیں تیری رحمت بھی بے حد ہے
مرے مالک مرے مولا تُو رحمت کی نظر کرنا

مزید ہمت نہیں اب مجھ میں طوفاں سے لڑنے کی
میری کشتی کنارے پر خدائے بحر و بر کرنا

ہوائے گرم سے اس کو بچانا اپنی رحمت سے
میری شاخِ تمنا کو الٰہی باثمر کرنا

حفیظؔ آؤ خدا سے گڑگڑا کر یہ دعا مانگیں
ہماری سرزمیں کو یوں نہ پھر زیر و زبر کرنا

محمد حفیظؔ نقشبندی

نعت رسولِ مقبول ﷺ

رب کی رضا حبیبؐ کی چاہت میں ہے دیکھی
عاصی کی پناہ سایۂ دربار میں دیکھی

آقا کا حُسنِ خُلق ہے قرآن کی آیات
تفسیر مدینے میں ہے چلتے ہوئے دیکھی

اس حُسن کے چرچے ہیں عرب اور عجم میں
چہرۂ والضحیٰ کی مثل کوئی نہ دیکھی

پیشانی کا جھومر میرے آقا کا نقشِ پاء
یہ شانِ غلامی کبھی ایسی نہیں دیکھی

زاہد کی طلب خُلدِ بریں حور و غلماں
عُشاق کی جنت تو مدینے میں ہے دیکھی

ملتا ہے سکوں دیکھ کر روضے کی جالیاں
آغوشِ محبت کبھی ایسی نہیں دیکھی

انوار و تجلّی سے ہیں بے خود ہوئے جاتے
دیدار سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں دیکھی

آتی ہیں صدائیں 'یارسول اللہ' نظر ہو
خالی کسی سوالی کی جھولی نہیں دیکھی

ہو رازؔ پہ بھی نظرِ کرم ساقیٔ کوثر
یوں تشنگی کبھی لبِ دریا نہیں دیکھی

شاعرہ: طاہرہ مرزا چغتائی رازؔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف اللہ چنبے دی بُوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو

خیال خواندن چندیں کتب چرا است ترا
الف بس است اگر فہم ایں ادا است ترا

ترجمہ: تجھ پر اس قدر کتابیں پڑھنے کی دھن کیوں سوار رہتی ہے؟ اگر تو صاحبِ فہم ہے تو تیرے لیے "علم الف" (اسم اللہ ذات) ہی کافی ہے۔ (فرمانِ باھوؒ)

سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17۔جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقت فجر شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔صاحبِ مناقبِ سلطانی کے بیان کے مطابق حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا جب انگہ (وادی سون سکیسر) سے شورکوٹ پہنچیں تو اُمید سے تھیں اور انہیں الہاماً وکشفاً معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بچہ عارفین کا سلطان ہوگا اور اس کی ولادت وادی چناب میں ہوگی۔آپ رحمتہ اللہ علیہا چونکہ پیدا ہونے والے بچے کے مقام سے آگاہ تھیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہا کو نام بھی بتا دیا گیا تھا اس لیے بحکمِ خداوندی آپ ؒ کا نام ''باھُوؒ'' رکھا گیا۔آپ ؒ خود فرماتے ہیں:

نام باھُو مادر باھُو نہاد   زانکہ باھُوؒ دائمی با ھو نہاد

(ترجمہ: باھُوؒ کی ماں نے نام باھُو رکھا کیونکہ باھُو ہمیشہ ھُو کے ساتھ رہا)

آپ ؒ سے قبل تاریخ میں کسی بھی شخص کا نام باھو نہیں ہے۔سلطان العارفین ؒ اِسمِ ھُو کے عین مظہر ہیں اور اپنی تمام کتب میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھُو فنافی ھُو کہہ کر ذکر فرماتے ہیں اور جا بجا اپنی فنا اور بقا اسمِ ھُو میں بیان فرماتے ہیں۔چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''اگر بائے بشریت حائل نبودے باھُو عین یاھُو است'' (اگر بشریت کی با درمیان میں حائل نہ ہو تو باھو عین یاھُو ہے۔)

صاحبِ مناقبِ سلطانی سلطان العارفین ؒ کا پورا نام ''سلطان باھو ؒ'' لکھتے ہیں اور آج کل کچھ مصنفین آپ ؒ کا نام محمد باھو ؒ یا سلطان محمد باھو ؒ بھی لکھ رہے ہیں حالانکہ آپ ؒ نے اپنی تمام تصانیف میں اپنا نام ''باھُو'' تحریر فرمایا ہے۔آپ ؒ فرماتے ہیں:

- ''باھُو کی والدہ نے اس کا نام باھو (ؒ) اِس لیے رکھا کہ وہ ہر لحہ ھُو کے ساتھ رہتا ہے۔'' (محک الفقر کلاں)
- صد آفرین ہو باھو (ؒ) کی والدہ پر، باھو (ؒ) جو بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا بیٹا ہے ذکرِ یاھُو میں مسرور رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

جہاں تک ''سلطان'' کے آپ ؒ کے نام کا حصہ ہونے کا تعلق ہے تو انسانِ کامل کے بارے میں شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی ؒ فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل سے مراد قطبِ زماں ہے اور وہ اپنے وقت کا ''سلطان'' ہے۔'' (شرح فصوص الحکم والایقان)

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ کا فرمان ہے ''ذکرِ ھُو سلطان الاذکار ہے اور جو ھُو میں فنا ہو کر فنافی ھُو ہو جائے وہی 'سلطان' ہے''۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ تو سلطانوں (عارفین) کے سلطان ہیں یعنی سلطان العارفین ہیں اور مرتبہ آپ ؒ کا سلطان الفقر ہے اس لیے ''سلطان'' آپ ؒ کے نام کا حصہ بن گیا۔اور بعد میں بعض مصنفین اور محققین نے عقیدت کے طور پر ''محمد'' آپ ؒ کے نام کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا۔عوام الناس آپ ؒ کو ''حق باھُو'' کے نام سے پکارتے ہیں۔رسالہ روحی شریف میں آپ ؒ فرماتے ہیں: اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ۔ ترجمہ: ''حق کی طرف سے اُسے (باھُوؒ کو) یہ لقب ملا ہے کہ

وہ (باھُوؒ) حق کے ساتھ ہے''۔ یعنی بارگاہِ حق تعالیٰ سے آپؒ کو ''حق باھُوؒ'' کا لقب عطا ہوا ہے۔ اسی نسبت سے عوام الناس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ ''حق باھُوؒ'' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں میں بچپن سے ہی ازلی نور چمک رہا تھا اور پیشانی نورِ حق سے منور تھی۔ یہ نورِ ازل زمانہ شیر خواری میں ہی اپنے جوہر دکھانے لگا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ عبادت یا ذکر و تصور اسمِ اللہ ذات میں محو ہوتیں تو اس یقین کے ساتھ کہ یہ معصوم بچہ ان کی عبادت میں حارج نہیں ہو گا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرح رمضان المبارک کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت بچپن میں ہی اتنی پُرکشش تھی کہ جس پر نظر ڈالتے اس کی زندگی کو ہی بدل دیتے اور وہ خود بخود بغیر کسی ترغیب اور تبلیغ کے کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں آ جاتا۔ یہ ایک عجیب و غریب صورتحال تھی جس سے غیر مسلم صد درجہ خائف ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے باہمی صلاح مشورے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ جب بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا بچہ اکیلا یا کسی کے ساتھ گھر سے باہر نکلے تو براہِ مہربانی منادی فرما دیا کریں تاکہ ہم خود کو اس بچے کی نظر سے دور رکھ سکیں۔ پھر شورکوٹ کی فضائیں عجیب منظر دیکھتیں کہ جب بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے باہر نکلنے کا اعلان ہوتا تو غیر مسلم اپنے گھروں، دکانوں اور فصلوں میں چھپ جاتے لیکن جس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نظر پڑ جاتی وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری رہی کہ جس ہندو پر بھی حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی نظر پڑی وہ مسلمان ہو گیا۔ ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا قارورہ (وہ برتن جس میں پیشاب ڈال کر حکیم مرض کی تشخیص کرتے ہیں) یہاں بھیج دو۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قارورہ اس طبیب کے ہاں پہنچایا گیا تو طبیب اسے دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے قارورہ کا ذکر کیا ہے لیکن سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق اور میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ قارورہ کی بجائے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا کرتا بھجوایا گیا تھا۔

اوائل عمری میں ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی میں مستغرق رہتے۔ ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک راستہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ہندو سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا ان میں سے ایک نے بطور حقارت پاؤں کی ٹھوکر سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اٹھا کر کہا ''ہمیں راستہ بتاؤ'' آپؒ نے اٹھتے ہی فرمایا 'لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''۔ سنیاسیوں کا یہ گروہ آپؒ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی کلمہ طیبہ کی ایک ضرب اور ایک نگاہ سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس گروہ کا بعد میں اولیاء اللہ میں شمار ہوا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔

❁ آپ رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں: ''مجھے اور محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو ظاہری علم حاصل نہیں تھا لیکن وارداتِ غیبی کے سبب علمِ باطن کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتر درکار ہیں۔''

آپؒ فرماتے ہیں:

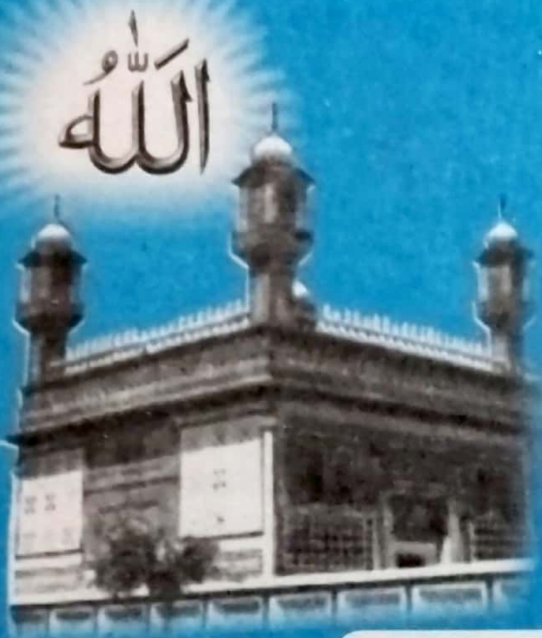
گرچہ نیست مارا علمِ ظاہر ز علمِ باطنی جاں گشتہ طاہر

ترجمہ: اگرچہ ظاہری علم میں نے حاصل نہیں کیا تاہم علمِ باطن حاصل کر کے میں پاک و طاہر ہو گیا اس لئے جملہ علوم میرے جسم میں سما گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں مکاشفات اور تجلیاتِ انوارِ ذاتی کے سبب علمِ ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا اور نہ ہی ہمیں ظاہری ورد و وظائف کی فرصت ملی ہے۔ اس قدر استغراق کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اس قدر ثابت قدم رہے کہ زندگی بھر آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر مراتب از شریعت یافتم پیشوائے خود شریعت ساختم

ترجمہ: میں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہر مرتبہ حاصل کیا اور اپنا پیشوا اور راہبر شریعت کو بنایا ہے۔ (خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس کی تصنیف ''شمس الفقرا'' سے اقتباس)



سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت پر تحقیق

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ آپ ؒ کی والدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں جن سے علومِ باطنی کی تحصیل آپ ؒ نے پنگھوڑے میں ہی شروع کر دی تھی۔ شباب میں قدم رکھا تو تلاشِ حق میں سرگرداں ہوئے۔ آپ ؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس (30) سال تک مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا۔

ایک دن دیدارِ الٰہی میں مستغرق آپ ؒ شورکوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا جس نے اپنائیت سے پکڑ کر آپ ؒ کو قریب کیا اور بڑے دلنشین انداز میں آگاہ کیا کہ میں علی ابنِ ابی طالب (ؓ) ہوں۔ آپ ؒ کم عمر تھے، کم علم نہیں۔ آپ ؒ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ خود کو آپ ؓ پر نثار کر دیتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ ؒ پر توجہ مرکوز کی اور فرمایا ''فرزند آج تم رسول اللہ ﷺ کے دربار میں طلب کیے گئے ہو''۔

پھر جیسے وقت تھم گیا ہر شے ساکت ہو گئی اور آپ ؒ نے ایک لمحے میں خود کو آقا پاک ﷺ کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہِ عالیہ میں حضرت صدیق اکبر ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت عثمان ؓ اور تمام اہلِ بیت ؓ حاضر تھے۔ آپ ؒ کو دیکھتے ہی پہلے حضرت صدیقِ اکبر ؓ نے مجلس سے اٹھ کر آپ ؒ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت عثمان ؓ بھی توجہ کے بعد مجلس سے رخصت ہو گئے تو مجلس میں صرف اہلِ بیت ؓ اور رسولِ مقبول ﷺ ہی رہ گئے۔ آپ ؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ''میرے ہاتھ پکڑو''۔ اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔

آپ ؒ فرماتے ہیں کہ ''جب آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اول و آخر یکساں ہو گیا۔ جب آنحضرت ﷺ سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ نے مجھے فرمایا ''تو میرا فرزند ہے''۔

آپ ؒ فرماتے ہیں ''میں نے حضرت امام حسن ؓ اور امام حسین ؓ کے قدم چومے اور اپنے گلے میں ان کی غلامی کا حلقہ پہنا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''مخلوقِ خدا کو خالقِ کائنات کی جانب بلاؤ اور انہیں تلقین و ہدایت کرو۔ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہوگا اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکم سروری وسرمدی ہے''۔ بعد ازاں آپ ؒ کو آقائے دو جہاں ﷺ نے غوث الاعظم، محبوبِ سبحانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کے سپرد فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر ؓ نے آپ ؒ کو باطنی فیض سے مالا مال کرنے کے بعد خلقت کو تلقین وارشاد کا حکم دیا۔ آپ ؒ فرماتے ہیں ''جب فقر کے شاہسوار نے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالی تو ازل سے ابد تک کا تمام راستہ میں نے طے کر لیا''۔

آپ ؒ حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اس ظاہری بدن کے ساتھ دیکھا اور مشرف ہوا۔''

رسالہ روحی شریف میں آپ ؒ فرماتے ہیں:-

دست بیعت کرد مارا مصطفیؐ — خواندہ است فرزند مارا مجتبیٰؐ
شد اجازت باھُو را از مصطفیؐ — خلق را تلقین بکن بہرِ خدا

ترجمہ: مجھے حضرت محمد ﷺ نے دستِ بیعت فرمایا اور انہوں نے مجھے اپنا نوری حضوری فرزند قرار دیا۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی کہ میں خلقِ خدا کو تلقین کروں۔

آپ ؒ فرماتے ہیں:-

فرزندِ خود خواندہ است مارا فاطمہؓ — معرفتِ فقر است برمن خاتمہ

ترجمہ: حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ نے مجھے اپنا فرزند بنایا ہے۔ اس لیے معرفتِ فقر کی مجھ پر انتہا ہو گئی۔

ظاہری دستِ بیعت

اس باطنی مہربانی کے بعد جب آپ ؒ واپس گھر پہنچے تو والدہ محترمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرہ

آپ رحمتہ اللہ علیہا کے گوش گزار کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہا نے سارا ماجرہ سن کر فرمایا اب تمہیں کسی مرشد کامل سے ظاہری دست بیعت کر لینی چاہیے۔ ''بیعت تو میں کر چکا ہوں'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا ''اویسی طریقہ کے مطابق مجھے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست فیضان حاصل ہوا ہے، حضور غوث الاعظم ؓ نے مجھے باطنی فیض سے مالا مال کیا ہے اور تلقین وارشاد کی اجازت بھی عطا فرمائی ہے''۔ لیکن آپ ؒ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ یہ باطنی بیعت ہے راہ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے اور اس کیلئے مرشدِ کامل تلاش کرو۔ آپ ؒ نے فرمایا ''تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ ہی میری مرشد ہیں''۔ آپ ؒ کی والدہ محترمہ نے جواب دیا ''بیٹا عورتوں کو بیعت اور تلقین کرنے کا حکم نہیں۔ کیونکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے بیعت و تلقین نہیں کی۔'' حضرت سخی سلطان باھو ؒ نے عرض کیا کہ ''کہاں تلاش کروں؟'' فرمایا: ''روئے زمین پر ڈھونڈ'' اور اشارہ مشرق کی طرف فرمایا۔ یوں آپ ؒ مرشدِ کامل کی تلاش میں ایک بار پھر گھر سے نکل پڑے۔ آپ ؒ تجسس کی مسافت کے راستوں کو طے کرتے مختلف درویشوں اور فقیروں سے ملے لیکن کوئی بھی آپ ؒ کی طلب پوری نہ کر پا رہا تھا۔ آپ ؒ نے لاتعداد فقراء سے گڑھ بغداد (میاں چنوں ضلع خانیوال) راوی کے کنارے ایک گاؤں میں رہائش پذیر شاہ حبیب اللہ قادری ؒ[1] کا شہرہ سنا تو ان سے ملاقات کی خواہش دل میں پیدا ہوئی۔ چنانچہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری ؒ سے ملاقات کیلئے آپ گڑھ بغداد تشریف لے گئے۔ جیسے ہی خانقاہ میں داخل ہوئے تو دیکھا خانقاہ درویشوں، فقیروں اور خدام سے پُر ہے۔ لوگ جوق در جوق ایک جانب آگ پر رکھی پانی سے بھری دیگ میں ہاتھ ڈالتے جاتے ہیں اور مرادیں پاتے جاتے ہیں۔ آپ ؒ نے خاموشی سے یہ منظر دیکھا اور چپ چاپ ایک طرف بیٹھ گئے۔ دفعتاً شاہ حبیب اللہ قادری ؒ کی نظر آپ ؒ پر پڑی تو انہوں نے حضرت سخی سلطان باھو ؒ سے کہا کہ ''تیری ظاہری حالت سے تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تو طویل مسافت طے کر کے یہاں تک پہنچا ہے پھر اب خاموش اور علیحدہ کیوں بیٹھا ہے؟ اُٹھ تو بھی دیگ میں ہاتھ ڈال کر اپنی مراد پا۔'' فقر کے شہسوار حضرت سخی سلطان باھو ؒ نے خاموشی سے ان کی بات سنی اور ادب سے بولے۔ ''مجھے کشف وکرامت کے یہ کھلونے متاثر نہیں کرتے اور نہ میری مراد ایسی ہے جو اس طرح بر آئے''۔ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری ؒ نے چونک کر آپ ؒ پر نظر ڈالی اور کہا ''بے شک تمہاری مراد اور طلب بلند تر ہے لیکن تو یہ بھی جانتا ہے کہ بلند آرزو کی تکمیل کیلئے کٹھن مراحل طے کرنا پڑتے ہیں''۔ ''بے شک'' حضرت سخی سلطان باھو ؒ نے جواب دیا ''اور میں نے یہ طویل مسافت بے سبب طے نہیں کی، آپ حکم دیجئے'' شاہ حبیب اللہ قادری ؒ کچھ دیر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نظریں جمائے آپ ؒ کو دیکھتے رہے پھر بولے ''اچھا فی الحال تو حوض میں پانی بھر۔'' یہ کہہ کر انہوں نے ایک خادم کو بلایا جس نے ایک مشکیزہ لا کر آپ ؒ کے حوالے کر دیا۔ حضرت سخی سلطان باھو ؒ نے وہ مشکیزہ اٹھایا اسے پانی سے بھرا اور لے جا کر حوض میں ڈالا، حوض ایک ہی مشکیزہ پانی سے لبالب بھر گیا۔ شاہ حبیب اللہ ؒ سمیت تمام حاضرین نے حیرت سے آپ ؒ کو دیکھا۔ پھر شاہ حبیب اللہ ؒ حضرت سخی سلطان باھو ؒ سے مخاطب ہوئے:

''کیا تو آزمائش کیلئے خود کو آمادہ پاتا ہے؟'' آپ ؒ نے فوراً آمادگی ظاہر کی۔ شاہ حبیب اللہ ؒ نے پوچھا ''تیرے پاس کوئی دنیاوی مال واسباب بھی ہے۔'' آپ ؒ نے اثبات میں سر ہلایا۔ شاہ حبیب اللہ قادری ؒ برجستہ بولے ''درویش اور دنیاوی مال کا آپس میں کیا تعلق؟ ایک میان میں دو تلواریں کیسے رکھی جا سکتی ہیں۔ تو ایک دل میں دو محبتیں جمع کرنا چاہتا ہے۔''

یہ سن کر حضرت سخی سلطان باھو ؒ فوراً گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر جا کر انہوں نے تمام مال اکٹھا کیا اور باہر پھینک دیا حتیٰ کہ پنگھوڑے میں سوئے ہوئے اپنے شیر خوار بچے کی انگلی سے سونے کی انگوٹھی بھی اتار کر باہر اچھال دی۔ اگلی صبح طویل مسافت طے کر کے گڑھ بغداد پہنچے اور سیدھے شاہ حبیب اللہ ؒ کے سامنے پیش ہو گئے۔ شاہ حبیب اللہ ؒ نے انہیں دیکھتے ہی اُٹھ کر ان کا استقبال کیا اور بولے ''بے شک تو نے دنیاوی مال سے تو نجات حاصل کر لی مگر ابھی عورتوں سے آزادی حاصل نہیں کر پائے۔ دونوں میں سے کس کا حق ادا کرنے کا ارادہ ہے؟ خدا کا یا بیویوں کا؟''

یہ سننا تھا کہ حضرت سخی سلطان باھو ؒ کچھ کہے اور کچھ آرام کیے بغیر ایک بار پھر طویل سفر کیلئے تیار ہو گئے۔ ایک بار پھر گھر جا پہنچے۔ آپ ؒ کی والدہ ماجدہ الہاماً جانتی تھیں کہ آج بیٹا کس غرض سے گھر واپس آیا ہے مگر انجان بنتے ہوئے بولیں ''کیوں باھو (ؒ) بیٹے اب کیسے آنا ہوا؟'' آپ ؒ نے نرمی سے سر جھکا کر مقصد بیان کیا۔ آپ ؒ کی والدہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا نے آپ ؒ کو اپنے قریب بٹھایا اور آہستگی سے مخاطب ہوئیں ''اے بیٹا باھو (ؒ) تمہاری بیویوں کے جو حقوق تم پر ہیں آج سے تم ان سے آزاد ہو اور تمہارے جو حقوق بیویوں کے ذمے ہیں وہ بدستور قائم رہیں گے۔ اگر تم حقیقی معرفت کے حصول میں کامیاب ہو گئے تو بہتر ہے لیکن محض بیویوں کے حقوق پورے کرنے کی خاطر گھر آنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اب طلاق کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔''

والدہ محترمہ کی یہ قابلِ قبول تجویز سن کر آپ ؒ پرسکون اور مطمئن انداز میں دوبارہ شاہ حبیب اللہ ؒ کے پاس جا پہنچے۔ شاہ حبیب اللہ ؒ نے آپ ؒ کا پرتپاک استقبال کیا اور نظر سے ان پر توجہ کی پھر پوچھا ''اے باھُو مطمئن بھی ہو کچھ مشاہدہ بھی کیا؟'' آپ ؒ نے ادب سے سر جھکا کر کہا ''شیخ جو کچھ آج مجھ پر منکشف ہوا اس سے تو میں پنگھوڑے میں ہی آشنا ہو گیا تھا میری تمنا اس سے زیادہ کی ہے۔'' شیخ حبیب اللہ ؒ نے جواب تو نہ دیا البتہ بیٹھے بیٹھے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ ؒ بھی خوب سمجھتے تھے کہ اس عمل کا مقصد امتحان ہی ہے۔ چنانچہ آپ ؒ بھی جھٹ ان کے تعاقب میں پہنچے اور ایک کھیت میں ضعیف کاشتکار کی شکل میں شاہ حبیب اللہ ؒ کو محنت مشقت کرتے پایا۔ آپ ؒ نے نزدیک جا کر فرمایا ''ضعیفی اور یہ مشقت؟ آپ آرام کریں میں کام کرتا ہوں۔'' شاہ حبیب اللہ ؒ اپنے اصل روپ میں آئے اور ہنس کر انہیں ساتھ لیا اور آگے بڑھے مگر چند قدم چلنے کے بعد پھر غائب ہو گئے۔ آپ ؒ نے بھی ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور اب کی مرتبہ انہیں ایک آبادی میں ایک بوڑھے برہمن پنڈت کی شکل میں 'لوگوں کو تلک لگاتا پایا۔ حضرت سخی سلطان باھو ؒ مسکرا کر نوجوان کی شکل میں ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔ 'بابا میرا ماتھا تو خالی ہے کیا یہ میرے بھاگ میں نہیں کہ میرے ماتھے پر بھی آپ تِلک لگائیں۔'' دوسرے لمحے شاہ حبیب اللہ ؒ پھر اپنی اصلی شکل میں حضرت سخی سلطان باھو ؒ کے سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے حضرت سخی سلطان باھو ؒ کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھ گئے مگر تیسری مرتبہ پھر وہی عمل کیا یعنی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے لیکن حضرت سخی سلطان باھُو ؒ کہاں پیچھا چھوڑنے والے تھے۔ ان کے پیچھے لپکے اور ایک مسجد میں انہیں جا ڈھونڈا جہاں شاہ حبیب اللہ ؒ ایک معمر امام مسجد کے روپ میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ چنانچہ حضرت سخی سلطان باھو ؒ بھی جھٹ ایک بچے کے روپ میں قاعدہ پکڑے ان کے سامنے جا بیٹھے اور ایک حرف پر انگلی رکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھنے لگے ''بابا یہ کیا ہے؟'' اس بار شیخ حبیب اللہ ؒ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ انہوں نے آب دیدہ ہو کر حضرت سخی سلطان باھو ؒ کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگے۔ ''بس باھُو بہت ہو چکا'' لیکن سلطان باھو ؒ نے اپنی حالت نہ بدلی۔ آپ ؒ بدستور اسی

---

[1] شاہ حبیب اللہ قادری حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولادِ پاک سے تھے اور شاہجہان کے دور میں ہندوستان تشریف لا کر سید عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ سرّ الحبیب کے مطابق شاہ حبیب اللہ قادری کا شجرہ نسب اس طرح سے ہے۔ شاہ حبیب اللہ قادری بن سید فتح اللہ بن عبدالغنی بن عطا اللہ بن جہاں عالم بن احمد ابدال الحق بن اسحاق بن حضرت محبوب گنج اسرار بن محمد بن سلطان رحمٰن بن حضرت تاج الدین بن حضرت سید موسیٰ بن سید اسمٰعیل بن شہاب الدین بن حضرت محی الدین داؤد بن ابونصر موسیٰ بن سید عبدالرزاق بن سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ جن کا دریائے راوی کے کنارے گڑھ بغداد موضع عبدالحکیم تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال میں ہے۔

حرف پرانگلی جمائے پوچھنے لگے ''بابا بتاؤ یہ کیا ہے؟'' شیخ حبیب اللہؒ بیچارگی سے بولے ''سلطان میں تجھے کیا بتاؤں یہ تو میرے بس کا کام نہیں۔ تمہارا نصیب حضرت شیخ عبدالرحمٰن جیلانی قادریؒ کے پاس ہے جو دہلی میں ہیں۔''

ایک اور روایت کے مطابق غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ نے سلطان العارفینؒ کو باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلویؒ کی دستِ بیعت کا حکم دیا۔ سلطان العارفینؒ حکم ملتے ہی فوراً دہلی کی طرف روانہ ہوگئے۔ ابھی آپؒ دہلی سے دور ہی تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آپؒ کے پاس آیا اور آگے بڑھ کر حضرت سلطان باھوؒ کے پاؤں عزت سے چھونے کے بعد عرض کیا کہ اس کو شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادریؒ نے ان کے استقبال کیلئے روانہ کیا ہے۔ 29 ذیقعد 1078ھ (11 مئی 1668ء) بروز جمعۃ المبارک آپؒ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی آپؒ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادریؒ کی بارگاہ میں پہنچے، وہ آپؒ کو پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔ پس آپؒ نے مرشد کامل سے اپنا ازلی نصیبہ اسم اَللّٰہُ ذات کی صورت میں ایک قدم میں ہی ایک دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے مل گیا اور اسی وقت آپؒ کو رخصت کیا گیا۔ آپؒ الستی فیض سے مستفیض، نعمت سے پُر اور فیض رسانی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ہر خاص و عام پر توجہ کرنے لگے۔ خلقِ خدا کیلئے آپ نے فیض عام کر دیا اور آپؒ کے اردگرد خلقت کا اس قدر ہجوم ہوگیا کہ راستے بند ہوگئے، شہر میں شور مچ گیا۔ حتیٰ کہ یہ معاملہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادریؒ کی بارگاہ میں پہنچا۔ آپؒ کو بلایا گیا۔ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادریؒ نے جواب طلبی فرمائی کہ ''ہم نے تجھے یہ خاص نعمت عنایت کی اور تو نے عام کر دی۔'' عرض کیا! ''یا پیر و مرشد جب بڑھیا عورت روٹی پکانے کا توا بازار سے خریدتی ہے تو اسے ٹھونک بجا کر دیکھتی ہے کہ کیسا کام دے گا آیا درست ہے یا نہیں اور جب ایک لڑکا لکڑی کی کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھتا ہے کہ اس میں لچک کافی ہے کہ نہیں۔ پس آپ سے جو نعمتِ عظمیٰ حاصل کی میں نے بھی اس نعمت کی آزمائش کی کہ مجھے آپؒ سے کس قدر نعمت حاصل ہوئی ہے۔ پس جس طرح حضرت سیّد المرسلین احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور سے مجھے حکم ہوا ہے کہ خلقِ خدا کو تلقین کروں اور فیض کو عام کروں انشاء اللہ قیامت تک یہ نعمت ترقی پر ہوگی۔'' حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادریؒ یہ دلیل سن کر مسکرا اُٹھے اور کہنے لگے ''باھو (ؒ) میں تجھے منع نہیں کرتا مگر اس کا خیال رکھا کر کہ ہر شخص اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔'' اس کے بعد آپؒ دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اورنگ زیب ارکانِ حکومت سمیت جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں مشغول تھا۔ مسجد میں اس قدر بھیڑ تھی کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی اس لئے حضرت سخی سلطان باھوؒ سب سے پیچھے جہاں جوتیاں رکھتے ہیں کھڑے ہوگئے اور جب آپؒ نے توجہ کی تو تمام مسجد میں شور اور وجد برپا ہوگیا۔ یہاں تک کہ صرف تین آدمی اورنگ زیب، قاضی اور کوتوال جذبہ کی تاثیر اور نگاہ کے اثر سے محجوب رہے۔ جیسے ہی حضرت سلطان باھوؒ نے توجہ منقطع کی اور مجمع اپنی حالت میں واپس آیا تو وہ تینوں حضرت سخی سلطان باھوؒ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ ''ہمیں کیوں نعمت سے محروم رکھا گیا؟'' آپؒ نے فرمایا کہ ''ہم نے توجہ یکساں کی تھی۔ تم پر اس واسطے اثر نہیں ہوا کہ تمہارے دل سخت تھے۔'' انہوں نے دست بستہ ہو کر فیض کیلئے التجا کی تو آپؒ نے فرمایا کہ ''اس کیلئے یہ شرائط ہیں کہ تم اور تمہاری اولاد، ہماری اولاد اور پس ماندگان کیلئے دنیاوی مال و متاع سے مروت نہ کریں اور ہمارے مکان اور گھر نہ آئیں تا کہ تمہارے دنیاوی امور کے سبب ہماری عیال اور اولاد میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں۔''

فرمانِ باھوؒ

معرفت بیج کے دانے کی مثل ہے اور علم پودے کی مثل ہے جب پودہ پانی سے پرورش پا کر خوشے تک پہنچتا ہے اور خوشے میں دانہ پکتا ہے تو دانہ زمین میں بوئے جانے کا امیدوار ہو جاتا ہے۔ فرزند آدم کا معاملہ بھی اسی قسم کا ہے کہ اس کی انتہا ابتدا کی امیدوار ہوتی ہے۔ ابتدا و انتہا عالم باللہ اولیائے اللہ کی نظر میں ایک ہی شے ہے کہ وہ خدا سے علم غیب پڑھتے اور جانتے ہیں۔ جس آدمی پر ظاہر و باطن عیاں ہو جائے اس کے لیے غیب کچھ بھی نہیں رہتا کہ اس پر کتاب کی برکت سے علم واردات غیبی جیسا علم لاریب کھل جاتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

آپؒ نے اورنگ زیب سے یہ اقرار لیکر اس پر توجہ کی اور خاص فیض تک پہنچایا۔ بعد ازاں جب وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا تو اورنگ زیب نے آپؒ سے یادگار کیلئے التجا کی تو آپؒ نے وہیں کھڑے کھڑے کتاب ''اورنگ شاہی'' تصنیف فرمائی جسے شاہی محرروں نے اسی وقت تحریر کرلیا۔

اسکے بعد وطن واپس آکر آپؒ نے رشد و ہدایت کا کام شروع کر دیا۔ اس روز سے آپ پر ذاتِ الٰہی کے جذبات و انوار اس طرح متجلی ہونا شروع ہوئے کہ سینکڑوں آدمیوں کو ایک ہی نگاہ سے ایک ہی قدم میں واصل باللہ کر دیتے۔

دوسری روایت کے مطابق باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری دستِ بیعت کا حکم فرمایا تا کہ سلسلہ کی وہ کڑی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیّدنا عبدالرحمٰن جیلانی دہلویؒ تک پہنچتی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے متصل ہو جائیں اور ''مرشدِ اتصال'' ہو جائیں۔

کچھ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے منکر ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''توفیق الہدایت'' میں خود فرماتے ہیں:

''جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو اور اسے مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہو اور جناب رسولِ کریم ﷺ سے تعلیم، تلقین اور دست بیعت حاصل ہو اور جس نے ظاہر و باطن میں ہدایتِ نبوی ﷺ کو اپنا رفیق بنایا ہوا ہو، اس کو ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے؟ یہ میرا کہنا کسی کی حالت کے واسطے نہیں بلکہ خود میری یہ حالت ہے یا اس کی حالت کے واسطے جس پر یہ باتیں میں منکشف کر دوں۔''

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا بیان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض سوانح نگار یہ مراد لیتے ہیں کہ شاید آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری دستِ بیعت کیا ہی نہ تھا کیونکہ آپؒ کو ظاہری مرشد کی حاجت ہی نہ تھی۔ اگر حاجت ہی نہ تھی تو تیس سال تک مرشد کی تلاش و جستجو کی ہی کیوں؟ اپنی تصنیف ''قربِ دیدار'' میں آپؒ فرماتے ہیں ''یہ فقیر باھو تیس سال تک مرشد کی جستجو میں پھرتا رہا ہے۔'' حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ باطنی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت تھے اور انہی سے اویسی طریقہ پر فیض و تلقین حاصل کر رہے تھے، لیکن ظاہری مسند تلقین و ارشاد سنبھالنے کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ''شیخ اتصال'' ہونا اور ظاہری مرشد کا بیعت ہونا ضروری تھا تا کہ سند رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی بیعت پر بھی کوئی انگشت نمائی نہ کر سکے۔

اپنی تصنیفات میں ظاہری مرشد کی تلاش پر جس قدر زور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے شاید ہی کسی اور نے دیا ہو۔ یہ بات بھی بعید از قیاس نظر آتی ہے کہ تیس سال کی محنت شاقہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی 'مراد' سے فیض یاب نہ کیا ہوگا یا یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے (نعوذ باللہ) مایوس ہو کر اپنی جستجو کو ادھورا چھوڑ دیا ہوگا۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، جن کا قدم مبارک تمام اولیاء کرام کی گردن پر ہے' نے بھی ظاہری طور پر اپنے وقت کے ولی کامل حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کی حالانکہ مراتب و درجات میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی ولی نہیں۔

طریقت کی بیشتر کتب میں شجرہ طریقت حضرت علی ؓ سے شروع ہو کر حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ' حضرت حبیب عجمیؒ سے ہوتا ہوا حضرت ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ سے پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور پھر آگے چلتا ہوا حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے جن کے مبارک نام سے پہلے واضح طور پر حضرت عبدالرحمٰن قادریؒ کا نام مذکور ہے۔

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کی سوانح حیات پر کامل تحقیق

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کے ظاہری مرشد ہیں۔ آپ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کی اولادِ پاک میں سے ہیں۔ آپ ؒ کی ذات پاک پر اَسرار کے وہی پردے پڑے ہوئے ہیں جو سروری قادری مشائخ کا خاصہ ہیں یعنی دنیا سے مخفی اور پوشیدہ رہنا۔ صاحبِ مناقبِ سلطانی کے مطابق ''سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ سلطنتِ دہلی میں منصب دار تھے اور شاہی خزانہ کے امانت دار اور کلید دار تھے جس کے باعث محفوظ اور مناسب عمارت کے ساتھ کئی مسلح پہرہ داروں کا انتظام آپ ؒ کو حاصل تھا۔ آپ ؒ جب مریدین سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو چہرہ مبارک پر ایک نقاب ڈال لیتے تھے کیونکہ آپ ؒ کے چہرہ مبارک پر جو جلال و جمالِ الٰہی کے انوار تاباں تھے لوگ ان کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔ گویا آپ ؒ فقر کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دنیاوی منصب پر بھی فائز تھے۔''

مناقبِ سلطانی کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل الجھنیں جنم لیتی ہیں:

1۔ چونکہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ فقر کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اس لیے ادنیٰ و اعلیٰ طالبانِ مولیٰ فقر کی نعمت کے لیے آپ ؒ تک پہنچتے ہوں گے اور آپ ؒ کی صحبتِ عالیہ سے بھی مستفید ہوتے ہوں گے' ہندوستانی مصنفین کے مطابق لاکھوں لوگوں نے آپ ؒ سے فیض پایا' اگر آپ ؒ اعلیٰ شاہی منصب پر فائز ہوتے تو ایسا ممکن نہ ہو پاتا کیونکہ پھر آپ ؒ اپنے اس دنیاوی منصب کے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ مصروف رہتے۔ پھر شاہی منصب دار کی حیثیت سے آپ ؒ کا تذکرہ کسی مؤرخ نے نہیں کیا۔ ہندوستانی مصنفین نے بھی آپ ؒ کا تذکرہ صرف آپ ؒ کے مزار کے ضمن میں کیا ہے جو صرف چند سطروں پر مشتمل ہے۔ دوسری طرف اگر آپ ؒ اعلیٰ دنیوی منصب پر فائز تھے اور شاہی خزانہ کے انچارج و نگران تھے تو شاہی خاندان کے ہر فرد اور دربار کے ہر ملازم کا آپ ؒ سے واسطہ رہتا ہوگا۔ شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں درجنوں مؤرخین تاریخ کا ایک ایک لمحہ قلمبند کرنے پر مامور تھے لیکن کسی نے بھی آپ ؒ کا تذکرہ نہیں کیا جو عجیب سی بات محسوس ہوتی ہے۔

2۔ جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ آپ ؒ سے ملاقات کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور سب پر نگاہ فرمائی سب پر اس کا اثر ہوا لیکن اورنگ زیب عالمگیر اور کوتوال پر نہیں ہوا جس پر اورنگ زیب عالمگیر نے فیض کی درخواست کی اور آپ ؒ نے ''رسالہ اورنگ شاہی'' تصنیف فرمایا۔ کیا اس ملاقات میں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ ؒ سے یہ سوال نہیں کیا ہوگا کہ آپ ؒ دہلی کیسے تشریف لائے؟ اور جواب میں آپ ؒ نے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہوگا، اگر سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ شاہی ملازم ہوتے تو اورنگ زیب عالمگیر فوراً سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ کو پہچان جاتا اور پھر سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ سے مسلسل ملاقات رکھتا اور آپ ؒ کو اپنے مشیروں میں شامل کرتا۔

3۔ پھر چہرے پر نقاب ڈالنا سروری قادری مشائخ کی خصوصیت نہیں ہے۔ اس طرح سے انسان زیادہ مشہور اور معروف ہوتا ہے اور اس کی شہرت جلد پھیلتی ہے جبکہ سروری قادری شیخ گمنامی اور خمول کو پسند کرتا ہے اور حکمرانوں سے دور بھاگتا ہے اور عوام میں رہتا ہے۔

4۔ آپ ؒ کا مزار مبارک پرانی دہلی میں لاہوری دروازہ سے کافی فاصلے پر باہر واقع ہے اور ساتھ ہی مسجد شاہ عبدالرحمٰن بھی ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ؒ قلعہ کے اندر نہیں بلکہ باہر عوام الناس میں رہے اور عوام الناس ہی آپ ؒ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

❁ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ثابت یہی ہوتا ہے کہ صاحب مناقب سلطانی نے تحقیق نہیں کی اور نہ ہی اس غرض سے دہلی کا سفر فرمایا۔ جو روایت خاندان میں کسی سے سنی درج فرما دی۔ 1934ء میں سیّد تجمل شاہ نقوی اچوی کی کتاب ''باغِ سادات[1]'' شائع ہوئی۔ 1947ء میں بار سوم شائع ہوا۔ اب یہ کتاب نایاب ہے اس کتاب کا بارِ اوّل تو 1934ء ہی میں شائع ہوا کیونکہ ''شریف التواریخ'' جو 1934ء میں شائع ہوئی تھی، میں اس کتاب کا حوالہ موجود ہے۔ اس کتاب کے صفحہ 61 پر سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کا شجرہ نسب اس طرح درج کیا گیا ہے:

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ

سیّد عبدالرزاق جیلانی ؒ

ابو صالح نصر

سیّد یٰسین

سیّد احمد شاہ

سیّد عبدالقادر

سیّد عبداللطیف

سیّد عبدالرحمٰن عرف بھولو شاہ مدفن دہلی پیشوا سلطان باھو ؒ

یہ شجرہ نسب آگے اس طرح چلتا ہے:

پیر حبیب شاہ

پیر رجب شاہ

عبداللہ

محمد شاہ

پیر اللہ بخش

پیر کریم شاہ

حضور شاہ

نور شاہ

زمان شاہ

اس نسب نامہ پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کا لقب کبھی بھی بھولو شاہ نہیں رہا۔ بھولو شاہ ؒ دہلی میں 1200ھ میں ایک اور قادری بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کے مزار سے دو یا تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور ان کا تذکرہ ہندوستان کی موجودہ اور قدیم کتب میں ملتا ہے۔

---

[1] مملوکہ غلام محمد ولد خلیفہ منظور احمد اوچ شریف

ان کو تمام مصنفین نے بھولو شاہ ؒ، مگر غلام یحییٰ انجم نے تاریخ مشائخ قادریہ جلد سوم میں شاہ بھلن عرف بھولو شاہ لکھا ہے۔ بھولو شاہ ؒ ایک مجذوب قادری بزرگ تھے اور پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے تھے سلسلہ قادریہ میں آپ عبد الحمید کے مرید و خلیفہ تھے۔ ''واقعات دار الحکومت دہلی'' (جلد دوم) میں ہے:

''بھولو شاہ ؒ کا مزار 1201ھ۔ کابلی دروازہ تو اب نہیں رہا مگر اس کی جگہ سب کو معلوم ہے اسی کے پاس آپ کا مزار ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے 1201ھ میں انتقال کیا، مست روز الست تاریخ وفات ہے۔ آپ ؒ کے مزار کے برابر ہی آپ ؒ کے خاص مرید شاہ محمد حفیظ صاحب کا مزار ہے جن کے برابر ان کے صاحبزادے شاہ غلام محمد مدفون ہیں۔ 19 محرم کو بھولو شاہ صاحب کا عرس ہوتا ہے''۔ (صفحہ 473)

محمد عالم شاہ فریدی کی کتاب ''مزارات اولیاء دہلی'' اولین کتاب ہے جو 1927ء میں دہلی کے مزارات کے بارے میں شائع ہوئی اس کا دوسرا ایڈیشن 1930 میں طبع ہوا۔ 1947ء میں مصنف اور پبلیشر پاکستان ہجرت کر آئے۔ 2006ء میں ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی نے اضافہ و تصحیح کے ساتھ اسے دوبارہ دہلی سے شائع کیا ہے۔ اس میں درج ہے:

''بھولو شاہ ؒ 1789ء نزد کابلی دروازہ پرانی دہلی۔ آپ ؒ پنجاب کے رہنے والے تھے سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں شاہ عبد الحمید ؒ کے خلیفہ ہیں اور مولانا فخر الدین چشتی و شاہ نانو کے صحبت یافتہ ہیں۔ آپ ؒ مجذوب سالک تھے آپ ؒ نے 20 محرم 1204ھ بمطابق 1789ء کو بعہد شاہ عالم ثانی انتقال فرمایا۔ آپ ؒ کا مزار کابلی دروازہ کے باہر ہے''۔ (صفحہ 157۔158)

راہنمائے مزاراتِ دہلی میں ہے:

''آپ (حضرت بھولو شاہ ؒ) سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں حضرت شاہ عبد الحمید ؒ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ ؒ کا اصلی وطن پنجاب تھا اور حضرت شیخ نانو و حضرت شاہ فخر الدین رحمتہ اللہ علیہم کے صحبت یافتہ تھے۔ 20 محرم 1204ھ میں وفات پائی۔ آپ ؒ کا مزار مٹھائی پل پر داہنی طرف نیچے اتر کر ریلوے لائن کے پاس ہے (لاہوری گیٹ 4 پرانی دہلی 6) قریب میں مسجد بنی ہوئی ہے۔ حضرت شاہ حفیظ الرحمٰن ؒ حضرت شاہ بھولو ؒ کے خاص مریدوں میں تھے۔ آپ ؒ نے اکبر شاہ ثانی کے دورِ حکومت میں 30 ذیقعد 1236ھ میں وفات پائی اور اپنے مرشد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ حضرت شاہ غلام محمد آپ ؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے ان کا مزار اپنے مرشد والد کی پائنتی کی طرف ہے''۔ (صفحہ 284 تا 286)

غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخ قادریہ (جلد سوم) میں رقمطراز ہیں:

''حضرت شاہ بھلن عرف بھولو شاہ ؒ۔ آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ رزاقیہ سے ہے اس سلسلہ میں آپ ؒ شاہ عبد الحمید ؒ کے مرید و خلیفہ تھے مولانا فخر الدین چشتی ؒ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ آپ ؒ کی کیفیت مجذوب سالک کی سی تھی۔ 19 محرم 1204ھ (1789ء) کو وصال ہوا۔ مست روز الست تاریخ سنہ ولادت ہے۔ دہلی میں کابلی دروازہ سے متصل ''تکیہ بھولو شاہ'' میں دفن ہوئے مزار مقدس پر موسم بہار میں بسنت کا میلہ بڑی دھوم دھام سے آپ ؒ کے عقیدت مند مناتے ہیں''۔ (صفحہ 291)

ان تمام تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ صاحب باغ سادات نے سیّد عبد الرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کا جو شجرہ نسب بھولو شاہ صاحب کے نام سے درج کیا ہے وہ سیّد عبد الرحمٰن دہلوی ؒ کا نہیں بلکہ بھولو شاہ ؒ کا ہے جن کا تعلق پنجاب سے تھا اور آپ ؒ پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے اور شاہ عبد الحمید ؒ سے قادریہ سلسلہ کا فیض حاصل کیا۔ آپ ؒ کی اولاد پنجاب میں ہی رہی اس لیے آپ ؒ کے خلیفہ شاہ محمد حفیظ صاحب اور اس کے بعد ان کے صاحبزادے شاہ محمد صاحب سجادہ نشین ہوئے جن کے مزارات حضرت بھولو شاہ صاحب ؒ کے ساتھ ہی ہیں۔ سیّد عبد الرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کا مزار مبارک ان کے مزار سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر لاہوری گیٹ صدر بازار ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹرز پرانی دہلی 6 میں واقع ہے۔

ہندوستانی کتب میں سیّد عبد الرحمٰن دہلوی ؒ کا تذکرہ

مزارات اولیاء دہلی میں ہے:

''آپ ؒ بڑے مستند اولیاء میں سے ہیں قادریہ خاندان میں سیّد عبد الجلیل ؒ کے مرید و خلیفہ ہیں اور سلطان باھُو ؒ پنجاب کے مشہور بزرگ کے پیر و مرشد ہیں۔ صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آپ ؒ کا مزار ریلوے سٹیشن صدر بازار کے مسافر خانہ کے پیچھے ایک احاطہ میں ہے آپ ؒ کا انتقال آخر زمانہ شاہجہاں یا شروع زمانہ عالمگیر میں ہوا سنِ وفات معلوم نہیں۔ (طبع اول 1927) [1]

راہنمائے مقاماتِ مقدس دہلی میں درگاہ سیّد عبد الرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کے بارے میں درج ہے:

''یہ درگاہ متصل صدر سٹیشن دہلی ہے آپ ؒ اولاد سیّدنا عبد القادر جیلانی ؒ سے ہیں۔ اعظم اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ سلطان باھُو ؒ جو بڑے اولیاء اللہ پنجاب میں مشہور ہیں آپ ؒ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ یہ آپ ؒ کا تصرفِ ولایت ہے کہ گورنمنٹ نے آپ ؒ کی درگاہ کو سڑک اور ریل سے بچایا بلکہ اس کا احاطہ بہت پختہ ریختہ کا اور جنگلہ آہنی اور درگاہ شریف میں جانے کا راستہ بنوا دیا ہے۔'' (طبع 1914 دہلی)

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخ قادریہ جلد سوم میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت سیّدنا شیخ عبد الرحمٰن گیلانی ؒ کا شمار دہلی کے اہم مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ ؒ کا نسبی رشتہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی ؒ کی اولاد سے ہے۔ تقویٰ، تدوین اور زہد و ریاضت میں ممتاز تھے کشف و کرامات میں آپ ؒ کا پایہ بہت بلند تھا۔ حضرت سیّد عبد الرحمٰن گیلانی ؒ کو سلسلہ قادریہ کی دولت سیّد عبد الجلیل ؒ سے حاصل ہوئی تھی اس سلسلہ میں آپ ؒ انہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ دہلی اور اس کے اطراف و نواح میں آپ ؒ کی ذات سے سلسلہ قادریہ کو بے حد فروغ حاصل ہوا۔ بے شمار بندگانِ خدا آپ ؒ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے اور کتنوں کو اجازت و خلافت کا منصب عطا ہوا۔ مشہور بزرگ حضرت سلطان باھُو ؒ آپ ؒ ہی کے خلیفہ تھے۔'' (طبع دہلی 2006)

راہنمائے مزاراتِ دہلی میں آپ ؒ کے مزار کے ضمن میں تذکرہ ہے:

''حضرت عبد الرحمٰن گیلانی ؒ پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت سلطان باھُو ؒ کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ ؒ صاحبِ تصرف و کرامات اور خاندانِ قادریہ کے مستند بزرگ تھے''۔ (طبع دہلی 2007ء)

❁ بیلی (Bale) نے اورینٹل بائیوگرافیکل ڈکشنری (Oriental Biographical Dictionary) میں تحریر کیا ہے کہ ''سیّد عبد الرحمٰن گیلانی ؒ وہی ہیں جو عبد العزیز نقشبندی کے فرزند تھے اور جن کی بیٹی کی شادی دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ سے ہوئی''۔ ڈاکٹر راما کرشنا کا بھی یہی موقف ہے لیکن یہ بات قیاس لگتی ہے کیونکہ ایک تو سیّد عبد الرحمٰن جیلانی ؒ نسبی جیلانی سادات ہیں اور دوسرے آپ سلسلہ فقر میں پشت ہا پشت سے قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اُن کے والد نقشبندی سلسلہ سے ہوں اور یہ بات بھی حتمی ہے کہ آپ ؒ ہی ہند تشریف لائے تھے آپ ؒ کے والد نہیں آئے تھے اور پھر بیلی (Bale) کی اس رائے کو کسی نے بھی مستند نہیں سمجھا اور نہ ہی یہ سلسلہ سروری قادری یا قادری سلسلہ میں کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ قدیم اور جدید مصنفین میں سے کسی نے اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

سیّد عبد الرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کے بارے میں ہندوستانی اور پاکستانی مصنفین کی تمام تحقیق ہم نے واضح طور پر بیان کر دی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستانی مصنفین وہی درج کرتے چلے آ رہے ہیں

[1] اور اسی کتاب کے بعد شائع ہونے والی کتب میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی اسی طرح نقل در نقل ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

جو 1914ء میں آثارِ دہلی یا 1927ء میں مزارات اولیاء دہلی میں شائع ہو چکا ہے اور پاکستانی مصنف وہی درج کرتے چلے آرہے ہیں جو مناقب سلطانی میں شائع ہو چکا ہے۔ تحقیق کرنا تو دور کی بات ہے کسی نے آپ ؒ کے مزار مبارک تک جانے کی کوشش نہیں کی۔

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کے متعلق حقائق سے پردہ اُٹھانے کے لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ مزید تحقیق کی جاتی تاکہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کی درست سوانح حیات مرتب کی جاسکے۔ اس سلسلہ میں سب سے مشکل کام ہندوستان آنے جانے اور وہاں تحقیق کرنے کا تھا۔ نومبر 2008ء میں عاجز نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ کے خاص مرید اور محب محمد اسد خان سروری قادری سے اس سلسلے میں ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ایک دوست محمد عامر الیاس ہیں جن کی لاہور میں آٹو ورکشاپ ہے، اُن کی شادی پرانی دہلی میں ہوئی ہے اور اُن کے برادرِ نسبتی مجیب الرحمٰن اکثر پاکستان آتے جاتے رہتے ہیں اگر ان کے ذریعے کوشش کی جائے تو شاید کوئی حل نکل آئے۔ بھائی مجیب الرحمٰن سے بھائی محمد اسد خان نے فون پر بات کی تو انہوں نے حامی بھر لی۔ سب سے پہلا مرحلہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کے دربار پاک کی تلاش کا تھا کیونکہ دہلی اب بہت پھیل چکی ہے۔ پہلے تو بھائی مجیب الرحمٰن نے کچھ کتب بھجوائیں اور انہیں مزار کا محلِ وقوع سمجھایا گیا لیکن اس کے باوجود دربار کی تلاش میں دو ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ مزار مبارک کا پتہ چلا تو معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں تو داخلہ مشکل ہے غیر مسلک کے لوگ آباد ہیں اور 1947ء سے قبضہ گروپ دربار اور اس سے ملحقہ زمین پر قبضہ در قبضہ کرتا چلا آرہا ہے۔ پھر وہ اپنی والدہ کو ساتھ لے کر گئے اور مزار مبارک سے ملحقہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن میں چلے گئے۔ وہاں اُن کی ملاقات سنّی سیّد سلیم الزماں ہاشمی ولد حافظ قاری سیّد احسان اللہ ہاشمی ولد حکیم سیّد عبدالرحمٰن ہاشمی سے ہوئی جو کہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن کی امامت اور دربار کی دیکھ بھال و خدمت رضا کارانہ طور پر سرانجام دیتے تھے۔ تفصیلاً مدعا اُن کے گوش گزار کیا گیا اور موبائل پر بھائی محمد اسد خان کی بات بھی کروائی گئی۔ انہوں نے ایک تو یہ گلہ کیا کہ کوئی یہاں آکر حالات کی تحقیق نہیں کرتا اور لوگ گھروں میں بیٹھ کر پرانی کتابیں دیکھ کر کتابیں لکھ دیتے ہیں۔ اُن کو تازہ ترین کتاب راہنمائے مزارات دہلی دکھائی گئی جو 2007ء میں طبع ہوئی تھی تو انہوں نے بتایا کہ کتاب میں سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کی تربت مبارک کی جو تصویر دی گئی ہے وہ چالیس سال پرانی ہے۔ خیر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی خاندانی یادداشتیں اور کاغذات جو عربی یا فارسی میں ہیں، تلاش کریں گے اور پھر کچھ تحریر کر کے دے سکیں گے۔ اسی دوران ایک سال کا عرصہ گزر گیا انہوں نے موبائل پر تو بھائی محمد اسد خان کو سب کچھ بتا دیا تھا لیکن ابھی انہوں نے کچھ بھی تحریر کرنا شروع نہیں کیا تھا کہ 2009ء میں اُن پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور اُن کے جسم کے دائیں حصہ نے کام کرنا بند کر دیا۔ اس دوران اُن کا علاج وغیرہ ہوتا رہا اور ہم لوگ اُن کے تندرست ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ 2010ء کے اوائل میں انہوں نے بھائی مجیب الرحمٰن کو کہا کہ لگتا ہے میرا آخری وقت ہے میں نے جو کچھ تم لوگوں کو بتایا ہے خود لکھ لو۔ بھائی مجیب الرحمٰن کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اردو نہیں لکھ سکتے تھے صرف ہندی لکھ سکتے تھے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ تمام معلومات کو اردو میں کمپوز کروالیا جائے۔ بھائی مجیب الرحمٰن نے تمام معلومات کو ہندی میں لکھا اور فروری 2010ء میں پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں پر تمام معلومات کو اردو میں ٹائپ کروایا گیا اور سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کے مزار مبارک کے لیے خصوصی طور پر تیار کروائی گئی چادر جس پر اسم اللہ ذات کندہ تھا، ان کے حوالہ کی گئی۔ بھائی مجیب الرحمٰن 21 فروری 2010ء کو یہ دونوں اشیاء لے کر انڈیا چلے گئے اور 23 فروری 2010ء کو سیّد سلیم الزمان ہاشمی کے پاس پہنچے۔ سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کو بڑی مشکل سے مزار تک لایا گیا۔ انہوں نے اپنے دست مبارک سے بڑی مشکل اور تکلیف سے دستخط / نام لکھ کر یہ نسخہ اس وصیت کے ساتھ بھائی مجیب الرحمٰن کے حوالہ کیا کہ تحقیق کے لیے جو طلب کرے دے دینا۔ 25 فروری 2010ء کو سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ بھائی مجیب الرحمٰن نے نسخہ میں یہ لکھا ہے کہ شاید دو دن وہ یہ نسخہ میرے حوالہ کرنے کے لیے ہی زندہ تھے۔ 13 مئی 2010ء کو بھائی مجیب الرحمٰن لاہور تشریف لائے اور سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کا دستخط شدہ نسخہ گواہان کی موجودگی میں بھائی محمد اسد خان کے حوالے کیا اور اس نسخہ پر ہی وہ تمام حالات و واقعات جو اس نسخہ کو ترتیب دینے کے دوران پیش آئے تھے گواہان کے سامنے ہندی میں قلمبند کیے جن پر بھائی مجیب الرحمٰن نے تصدیق کے طور پر دستخط کیے اور ان کی راہنمائی میں ہندی کی اس عبارت کا اردو ترجمہ بھی قلمبند کیا گیا۔ اب یہ نسخہ محمد اسد خان سروری قادری صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ اس نسخہ کے مطابق سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کی سوانح حیات درج کی جارہی ہے:-

سوانحِ حیات سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ

سلسلہ نسب

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القار جیلانی ؓ کی اولاد پاک سے ہیں آپ ؒ کا شجرہ نسب اس طرح حضرت غوث الاعظم ؓ سے جا ملتا ہے:

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی بن سیّد عبدالقادر بن شرف الدین بن سیّد احمد بن علاؤ الدین ثانی بن سیّد شہاب الدین ثانی بن شرف الدین قاسم بن محی الدین یحیٰی بن بدرالدین حسین بن علاؤ الدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحیٰی بن ظہیرالدین بن ابی نصر بن ابوصالح نصر بن سیّدنا عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ [1]

ولادت سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ شام کے شہر حماہ میں 1024ھ (1615ء) میں پیدا ہوئے آپ ؒ کے والد سیّد عبدالقادر ؒ درویش منش انسان اور ولیٔ کامل تھے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد سے ہی حاصل کی۔ آپ ؒ 35 سال کی عمر میں حماہ سے بغداد تشریف لائے اور جدِ امجد غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کے مزار شریف پر معتکف ہوگئے۔ تین سال تک آپ ؒ مزار شریف پر معتکف رہے تین سال بعد آپ ؒ کو غوث الاعظم ؓ کی جانب سے باطنی حکم ملا کہ ہندوستان میں سیّد عبدالجلیل ؒ کے پاس چلے جاؤ۔ آپ ؒ 38 سال کی عمر میں شاہ جہاں کے دورِ حکومت میں 13۔ ذیقعد 1062ھ (15۔ اکتوبر 1652ء) بروز منگل براستہ ایران اور افغانستان ہندوستان تشریف لائے اور برہان پور، عادل پور یا دریائے سندھ کے کنارے مقیم سیّد عبدالجلیل ؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اُن کے دستِ مبارک پر 10۔ ذوالحجہ 1062ھ (10 نومبر 1652ء) بروز سوموار بیعت کی اور سیّد عبدالجلیل ؒ کے حکم پر آپ رحمتہ اللہ علیہ 9 صفر 1063ھ (8 جنوری 1653ء) بروز بدھ دہلی تشریف لائے اور اب جہاں آپ ؒ کا مزار مبارک ہے، وہاں اپنا مکان اور خانقاہ تعمیر کرائی اور اردگرد کی زمین خرید کر سالکین کے لیے حجرے بنوائے اور ایک مسجد تعمیر کروائی جو اب بھی مسجد شاہ عبدالرحمٰن کے نام سے موجود ہے۔ موجودہ صدر سٹیشن پرانی دہلی اور مسلم وقف بورڈ کوارٹرز آپ ؒ کی زمین پر بنائے گئے ہیں۔

---

[1] اس شجرہ نسب کی تصدیق سیّد محمد عبداللہ شاہ ؒ (احمد پور شرقیہ) کے شجرہ نسب سے ہو جاتی ہے سیّد محمد عبداللہ ؒ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ کی اولاد پاک میں سے تھے اُن کا شجرہ نسب سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ سے اس طرح ملتا ہے:
سیّد محمد عبداللہ شاہ جیلانی بن سیّد عبدالرحیم بن سیّد محمد عبدالعزیز بن سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ

تلقین وارشاد

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ نے خمول وگمنامی کی زندگی گزاری شہرت سے آپ ؒ کو سخت نفرت تھی کبھی شاہی دربار اور درباری حکام سے ملاقات کے لیے نہیں گئے۔ آپ ؒ صاحب تصرف قادری فقیر تھے دہلی اور اس کے گرد و نواح میں لاکھوں لوگوں نے آپ ؒ سے فیض پایا اور لاکھوں لوگ آپ ؒ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ آپ ؒ قائم مقام فقیر تھے یعنی وہ فقیر جو ایک ہی جگہ مقیم رہ کر فیض تقسیم کرتا ہے۔ اس بات کے کوئی شواہد نہیں ہیں کہ دہلی آمد کے بعد آپ ؒ کبھی دہلی سے باہر تشریف لے گئے ہوں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ ؒ کی دہلی آمد کے دو مقاصد تھے ایک تو سلسلہ کو ظاہری طور پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کے حوالہ کرنا تھا کیونکہ اس سلسلہ نے قیامت تک جاری رہنا تھا اور سلطان العارفین ؒ سے اسے عروج حاصل ہونا تھا۔ دوسرے اورنگ زیب عالمگیر کی باطنی امداد کرنا تھا تا کہ اورنگ زیب عالمگیر کو برسرِ اقتدار لا کر شریعتِ محمدی ﷺ کو زندہ اور قائم کیا جا سکے۔ عالمگیر کو فتوحات دلانے اور اس دور میں رائج بدعات کو ختم کرنے کے پیچھے آپ ؒ ہی کی باطنی قوت کارفرما تھی۔ آپ ؒ کے وصال کے بعد یہ فریضہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کے حوالہ ہوا اور اورنگ زیب عالمگیر نے مغلیہ خاندان کی سب سے بڑی سلطنت قائم کی اور شریعتِ محمدی ﷺ کو زندہ اور قائم کیا۔

حسن وجمال

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا رنگ گندمی، قد میانہ اور آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔ آپ ؒ کے چہرہ مبارک پر اتنا نور ہوتا تھا کہ طالبِ مولیٰ کے لیے زیادہ دیر آپ ؒ کے چہرہ مبارک پر نگاہیں جمائے رکھنا ممکن نہ تھا۔

ازواج واولاد

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ نے 6 جمادی الثانی 1065ھ (12۔ اپریل 1655ء) بروز سوموار دہلی میں جیلانی سادات میں سیّدہ زاہدہ خاتون سے نکاح فرمایا۔ 1070ھ (1660ء) میں آپ ؒ کے ہاں پہلے فرزند سیّد تاج العارفین کی ولادت ہوئی جن کا 1075ھ (1665ء) میں مرضِ اسہال سے وصال ہو گیا۔ 1082ھ (1671ء) میں آپ ؒ کے ہاں دوسرے فرزند سیّد عبدالعزیز ؒ[1] کی ولادت ہوئی۔ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کے وصال کے بعد آپ ؒ کی زوجہ محترمہ سیّدہ زاہدہ خاتون رحمتہ اللہ علیہا 10 سال حیات رہیں اُن کا وصال 1098ھ (1687ء) میں ہوا۔

آپ ؒ کا سلسلہ فقر

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ کا سلسلہ فقر حضرت غوث الاعظم ؓ تک اس طرح پہنچتا ہے:

آپ مرید تھے سیّد عبدالجلیل ؒ کے وہ مرید تھے سیّد عبدالبقا ؒ کے وہ مرید تھے سیّد عبدالستار ؒ کے وہ مرید تھے سیّد عبدالفتاح ؒ کے وہ مرید تھے سیّد نجم الدین برہان پور والے کے، وہ مرید تھے سیّد محمد صادق یحییٰ جیلانی ؒ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالجبار بن ابوصالح نصر کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالرزاق جیلانی ؒ کے اور وہ مرید تھے سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کے۔

خلفاء

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی ؒ کے خلیفہ اکبر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ ہیں۔ خلفاء اصغر میں شاہ حبیب اللہ قادری ؒ ہیں اور دوسرے خلیفہ اصغر سیّد محمد صدیق ؒ تھے جو پہلے سجادہ نشین ہوئے اور لاولد فوت ہوئے۔

وصال مبارک

دورِ عالمگیری میں 21۔ رمضان المبارک 1088ھ (16 نومبر 1677ء) شب جمعہ وصال فرمایا اور اپنے حجرہ میں مدفون ہوئے۔

عرس مبارک

آپ ؒ کا عرس مبارک 21۔ رمضان المبارک کو ایک عرصہ تک بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوتا رہا ہے اور اب بھی عقیدت مند ہر سال 21 رمضان المبارک کو آپ ؒ کا عرس مبارک مناتے ہیں۔

مزار مبارک

آپ ؒ جس حجرہ میں رہائش پذیر تھے وصال کے بعد آپ ؒ کو وہیں دفن کیا گیا۔ آپ ؒ کے خلیفہ سیّد محمد صدیق دربار کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے لیکن دورِ عالمگیری میں ہی وہ لاولد فوت ہو گئے۔ اُن کا کب وصال ہوا اور تربت مبارک کہاں ہے کچھ پتہ نہیں چل سکا برطانوی دورِ حکومت میں جب اس علاقہ سے سڑک اور ریل کی پٹڑی گزاری گئی اور صدر ریلوے سٹیشن بنایا گیا تو آپ ؒ کے مزار کو محفوظ بنانے کے لیے پٹڑی کا رخ بدلا گیا اور ایک احاطہ بنا کر آپ ؒ کے دربار کو اس نظام سے علیحدہ رکھا گیا۔

1947ء میں تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے آہستہ آہستہ آپ ؒ کی زمین پر مسلم وقف بورڈ کے عملہ کی ملی بھگت سے قابض ہوتے چلے گئے۔ یوں تو اُن کی دست برد سے کوئی بھی مزار اور خانقاہ محفوظ نہ رہی لیکن آپ ؒ کے مزار کے اردگرد کی وسیع زمین اُن لوگوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ اب ایک مختصر کمرہ میں آپ ؒ کا مزار اور تعمیر کردہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن موجود ہے باقی تمام زمین ناجائز قابضین کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ مزار سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کی تمام زمین پر اور دیگر مزارات اور مسلم املاک پر یہ لوگ کس طرح قابض ہوئے اس کا تذکرہ ہندوستانی کتب ہی سے کرتے ہیں۔

حضرت فریدالدین شاہ بلند شہر یو۔ پی انڈیا ''راہنمائے مزاراتِ دہلی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''افسوس ہے کہ تقسیمِ وطن کے مضر اثرات سے عبادت گاہوں، خانقاہوں کا تقدس بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ مسلمان کثیر تعداد میں پاکستان چلے گئے۔ ہزاروں درگاہوں اور موقوفہ جائیدادوں پر غاصبانہ قبضے ہو گئے اور اُن کی شکل وصورت بھی تبدیل کر دی گئی۔ رفتہ رفتہ ان کی صحیح تاریخ اور نام ونشان کو بھی اہلِ دنیا نے فراموش کر دیا''۔ (راہنمائے مزاراتِ دہلی طبع 2007 صفحہ 7)

ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمٰن صدیقی مزاراتِ اولیاء دہلی میں بیان فرماتے ہیں:

---

1 آپ ؒ اوائل عمری میں ہی حجاز تشریف لے گئے اور مدینہ شریف میں مستقل سکونت اختیار کی۔ سیّد عبدالعزیز ؒ کی اولاد میں سے سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی ؒ مدینہ سے ہند تشریف لائے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ سے امانتِ الٰہیہ حاصل کی اور ریاست بہاول پور کے شہر احمد پور شرقیہ میں سکونت اختیار کی۔ سیّد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی ؒ کا مزار مبارک احمد پور شرقیہ میں مرجع خلائق ہے۔

''1947ء کے بعد دہلی میں جو افراتفری مچی تو زیادہ تر مسلمان پاکستان چلے گئے اور دہلی پر پاکستان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں کے مذہبی مقامات کا بہت برا حال ہوا اور اُن کا کوئی پرسان حال نہ رہا۔ درگاہ قدم شریف، درگاہ شاہ مرداں اور چراغ دہلی اور قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی فصیل پر پاکستان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں نے قبضہ کر لیا۔ کسی طرح سے حکومت نے ان درگاہوں کے خاص مقام کو خالی کروایا، باقی پوری فصیل پر آج بھی اُن ہی کا قبضہ ہے۔ باقی درگاہوں پر خود مسلمانوں نے قبضہ کر کے اپنے گھر بنا لیے ہیں۔ ان درگاہوں کی چار دیواریاں جو بہت وسیع تھیں اور اُن میں بھی بڑے بڑے اولیاء کرام دفن تھے ان سبھی مزاروں پر لوگوں نے قبضہ کر کے گھر، مکان اور دکانیں بنا لی ہیں۔ آج بھی شیخ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ جو ساوتری نگر، شیخ سرائے میں ہے اس میں دکان چل رہی ہے۔ اسی جگہ ان کے خاندان کے ایک بزرگ کی درگاہ میں بڑھئی کا کام چل رہا ہے۔ درگاہ شیخ سلیمان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ظفر محل پورب نند و فروٹ والے کے مکان کے سامنے ہے، اس میں دکان کھول دی گئی ہے اور قبر کا تعویز اکھاڑ دیا گیا ہے۔ اس کے قریب دو اور مزاروں پر گنبد تعمیر ہیں جو کسی ہندو کے قبضہ میں ہیں۔ اسی طرح حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے چاروں طرف آرام فرما ہے صوفیاء کرام کے مزاروں پر مکان تعمیر ہو گئے ہیں۔

ان مزاروں اور درگاہوں کی اپنی الگ الگ چار دیواری اور وسیع زمین تھی جو قبرستان کے طور پر استعمال کے لیے تھی' ان ساری زمینوں پر حکومت نے قبضہ کر لیا اور دہلی کے زیادہ تر مزاروں اور قبرستان کی زمینوں پر (دہلی کے محکموں) ڈی۔ڈی۔اے کا قبضہ ہے اور کچھ پر ایم۔سی۔ڈی نے قبضہ جما رکھا ہے اور باقی پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا قبضہ ہے۔ اوبرائے ہوٹل (دہلی کا مشہور ہوٹل)، دہلی پبلک سکول یہ سب قبرستان کی زمین پر واقع ہیں۔ سیّد محمود نجار کیلوکھری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی زمین جو قبرستان کے استعمال کے لیے وقف تھی وہاں مزارات ختم کیے جا رہے ہیں جبکہ یہ وقف بورڈ[1] کی نگرانی میں ہے۔ افسوس اب وقف بورڈ کی نگرانی میں بھی مزارات اور ان کی زمینیں محفوظ نہیں ہیں''۔ (مزاراتِ اولیاء دہلی، طبع دہلی 2006ء)

اسی کتاب میں خواجہ سیّد اسلام الدین نظامی سجادہ نشین و امام خلجی مسجد دربار حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ تحریر فرماتے ہیں:

''دہلی کی زیادہ تر پرانی آبادی پاکستان چلی گئی اور دہلی کی درگاہوں، مزاروں اور دیگر مسلم عمارتوں پر پاکستان سے آئے ہوئے مہاجرین کا قبضہ ہو گیا۔ بعد میں ان میں سے کچھ مقامات کو مولانا ابوالکلام آزاد نے خالی کرایا اس دوران زیادہ تر مزارات کے کتبے توڑ دیئے گئے جس کی وجہ سے ان بزرگوں کے مزاروں کو پہچاننا دشوار ہو گیا بہت سارے مزاروں پر قبضہ کر کے مکان بھی بنا لیے گئے''۔ (9 مئی 2006ء)

ان عبارات سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ تقسیم برصغیر کے بعد ہندوستان میں مزارات کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ مسلمانوں کی چھوڑی ہوئی زمینوں کی حفاظت کے لیے مسلم وقف بورڈ قائم کیا گیا جس پر مسلمانوں کے اس مذہبی طبقہ کا قبضہ تھا جس کا سیاسی تسلط اور غلبہ ہندوستان میں کانگرس کے اتحادی ہونے کی وجہ سے قائم تھا۔ یہ لوگ اپنے فکری اور اعتقادی نقطہ نگاہ سے تصوف و روحانیت سے نہ صرف نابلد تھے بلکہ ذہنی طور پر اس کے مخالف بھی تھے۔ انہوں نے اپنوں میں درگاہوں اور مزارات کی زمینیں ریوڑیوں کی طرح تقسیم کیں اور یوں یہ طبقہ مسلم ورثہ کی تباہی کا باعث بنا۔ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے ملحقہ بھی وسیع زمین تھی جہاں ناجائز قابضین نے اپنے مکانات کی تعمیرات شروع کر دیں۔ یوں یہ پورا علاقہ ''مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی نمبر 6'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چھوٹا سا مزار اور ملحقہ مسجد عبدالرحمٰن ہے باقی تمام زمین ان قابضین کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ اب مزار کی جگہ پر قبضہ کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ مزار اب بھی مسلم وقف بورڈ کی تحویل میں ہے اور مزار کی نگرانی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ سیّد سلیم الزمان ہاشمی خود مخطوطہ میں مختلف جگہوں پر لکھتے ہیں:

''یہ خادمِ سادات سیّد سلیم الزمان ہاشمی ولد حافظ قاری سیّد احسان اللہ ہاشمی جو کہ دربار سیّد عبدالرحمٰن جیلانی کے گرد و نواح میں رہائش پذیر ہے، اب تو یہ آثم اکیلا ہی فتنہ گروں کے درمیان اس دربار کی حفاظت پر مامور ہے کمزور اور ناتواں عمر کے اس حصہ میں فتنوں میں گھرا ہوا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد اس علاقہ پر فتنہ گروں اور قبضہ گروپوں نے قبضہ کر لیا ہے اور ان کے ڈر کی وجہ سے کوئی یہاں نہیں آتا اور پھر کوئی سجادہ نشین بھی نہیں ہے جو لوگوں کو معلومات مہیا کر سکے۔ دربار پر فتنہ پرور قبضہ کرنے اور اسے ختم کرنے کی عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں اور دربار کی کافی زمین پر قابض ہو چکے ہیں لیکن اللہ کے خاص فضل و کرم سے کسی کی نگرانی اور سجادگی کے نہ ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار محفوظ ہے۔''

مزار کا پتہ: پرانی دہلی 6۔ لاہوری دروازہ سے مشرق کی جانب نزد صدر ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی 6۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے بارے میں اختلاف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ پر تحقیق کرنے والوں میں سب سے زیادہ اختلاف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سید عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت کے معاملہ پر پایا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیعت فرمایا اور آپ کو غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو ہی ''شیخِ ما'' فرمایا ہے، اس بات کا تذکرہ ہم بھی پچھلے صفحات میں کر چکے ہیں۔ دوسری دلیل یہ لوگ یہ لاتے ہیں کہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی کسی کتاب میں بھی اس ظاہری بیعت کا تذکرہ نہیں کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے فیض حاصل کریں اور اُس کا تذکرہ بھی نہ کریں۔ اگر ان لوگوں کی یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو سیّد حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب سِرّ الحبیب میں کہیں بھی اپنے مرشد سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کا ذکر صرف ''مناقبِ سلطانی'' میں شجرۂ طریقت کے ساتھ مذکور ہے اور چونکہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر یہ اوّلین تصنیف ہے اس لیے اس پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے اور اختلاف تو تب کیا جائے جب کوئی دوسری وجہ یا ثبوت موجود ہو۔ اب ہم اس سلسلہ میں اختلافات کا ذکر کرتے ہیں۔

❁ سب سے زیادہ حیرانگی ہمیں فقیر نور محمد کلاچوی صاحب پر ہے کہ وہ محض محقق نہیں تھے اور ان کے مطابق انہیں براہِ راست فیض حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور اُن کے بقول وہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی وارث ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنی کتب میں بہت سی روحانی ملاقاتوں کا ذکر بھی فرماتے ہیں اور کسی کتاب میں اپنی ظاہری بیعت کا ذکر نہیں کرتے لیکن اُن کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروری قادری ''حیاتِ سروری'' میں فقیر نور محمد کلاچوی کی ظاہری بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابتداء میں آپ (فقیر نور محمد کلاچوی) نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین سوم حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد صاحب آپ کو دربار شریف لے گئے اور اپنے پیر و مرشد حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پیش کر کے بیعت کرنے کی درخواست کی۔ حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت سے آپ کو بیعت کیا۔ اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد جب آپ کالج چھوڑ کر درویش کی صورت میں

1 مسلم وقف بورڈ کو مسلمانوں کی مذہبی املاک، درگاہوں، مزارات، مساجد، قبرستانوں و دیگر املاک کی حفاظت اور انتظام کے لیے قائم کیا گیا تھا لیکن یہ بورڈ خود بہت بڑا مافیا بن گیا اور اس کی زیر نگرانی مسلمانوں کی نشانیاں، مزارات، مساجد کی وقف جائیدادوں اور قبرستانوں تک پر قبضہ کرایا گیا اور انہیں مسمار کرایا گیا۔

دربار پر قیام پذیر ہوئے تو حضرت صالح محمد ؒ وفات پا چکے تھے اور حضرت نور محمد ؒ صاحب سجادہ نشین تھے۔ حضرت نور محمد ؒ صاحب اکثر دورے پر دامان کے علاقے میں آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ موضع مُڈی تشریف لائے۔۔۔ فقیر نور محمد صاحب کلاچی سے آپ کی زیارت کے لیے اپنے والد صاحب کے ہمراہ مُڈی گئے اور وہیں آپ سے بیعت کی تجدید کر لی''۔ (صفحہ 56)

اب اگر فقیر نور محمد کلاچوی صاحب کو براہِ راست فیض اویسی طریقہ سے حضرت سلطان العارفین ؒ سے مل گیا تھا تو اُن کو ظاہری بیعت، وہ بھی ایک دفعہ نہیں دو دفعہ، کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

❁ فقیر نور محمد کلاچوی مخزنِ اسرار میں حضرت سلطان العارفین ؒ کی ظاہری بیعت کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کی ظاہری بیعت کا کہیں سراغ نہیں ملتا اور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا۔ (مخزن الاسرار صفحہ 259-260)

لیکن فقیر نور محمد کلاچوی مرحوم ہی اپنی کتاب انوارِ سلطانی پنجابی شرح اشعارِ سلطانی میں صفحہ 8 پر سلسلہ سروری قادری کا شجرہ طریقت درج فرماتے ہیں اس میں حضرت سخی سلطان باھو ؒ کے مبارک نام سے پہلے ''پیر رحمن'' (سیّد عبدالرحمن دہلوی ؒ) کا نام موجود ہے۔ یعنی دوسری کتاب میں خود اپنی ہی بات کو ردّ فرما رہے ہیں۔

اور پھر فقیر نور محمد کلاچوی صاحب کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروری قادری (جو اُن کے جانشین بھی ہیں) نے حیاتِ سروری کے صفحہ 132' 133 اور 219 پر جو شجرہ طریقت قادریہ سروریہ دیا ہے اس میں سید عبدالرحمن دہلوی کا نام ''پیر رحمن'' کے نام سے موجود ہے۔ راہِ سلوک کے مسافر جانتے ہیں کہ شجرہ طریقت بیعت کرتے وقت مرشد پڑھتا ہے۔ اب فقیر نور محمد کلاچوی کی بات کو اُن کے جانشین فرزند ہی ردّ فرما رہے ہیں۔

❁ ڈاکٹر سلطان الطاف علی جن کا تعلق خانوادہ سلطان باھو ؒ سے ہے ''دیوانِ باھُوؒ'' میں سلطان العارفین ؒ کو ظاہری مرشد سے بے نیاز فرماتے ہیں اور ''شرح ابیاتِ باھُوؒ'' کے دیباچے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان باھو ؒ کے شیخ وہی تھے جن کو آپ ؒ نے اپنی کتب میں جابجا ''شیخِ ما'' لکھا ہے یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، لیکن اپنی کتاب مرآتِ سلطانی (باھو نامہ کامل) میں اپنی اس بات سے مراجعت فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''شاہ حبیب اللہ قادری ؒ نے فرمایا اے فقیر تو جو کچھ چاہتا ہے میرے پاس نہیں۔ البتہ آپ ؒ میرے مرشد کے پاس دہلی چلے جائیں جن کا نام پیر سیّد عبدالرحمن گیلانی ؒ ہے۔ حضرت سلطان العارفین ؒ جب دہلی پہنچے تو سیّد السادات حضرت پیر عبدالرحمن دہلوی ؒ کو اپنا منتظر پایا انہوں نے سلطان العارفین ؒ کو فوراً ہی فیضِ ازلی عطا فرما دیا۔'' (صفحہ 114)

پھر پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب اسی کتاب کے صفحہ نمبر 120 اور 121 پر سلسلہ قادریہ کے جو شجرہ ہائے طریقت درج فرماتے ہیں اُن میں حضرت سلطان العارفین ؒ کے نام مبارک سے پہلے سیّد عبدالرحمن دہلوی ؒ کا نام درج کرتے ہیں۔ اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ؒ نے ظاہری بیعت سید عبدالرحمن دہلوی ؒ کے دستِ مبارک پر کی تھی۔

❁ اس سلسلہ میں سب سے سخت موقف پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کا ہے انہوں نے ''شیخِ ما حضرت سلطان العارفین ؒ کے مرشد'' کے عنوان سے اپنی کتاب سلطان العارفین حضرت سلطان باھو ؒ (حیات وتعلیمات) میں تفصیلی بحث کی ہے۔ اس بحث سے پہلے انہوں نے مناقبِ سلطانی کی عبارت درج کی ہے۔ پہلے ''مناقبِ سلطانی'' کی عبارت درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دریائے راوی کے کنارے واقع گڑھ بغداد میں ایک شیخ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری ؒ مشہور تھے۔ اُن کی خدمت میں آپ ؒ حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مختلف انداز سے حضرت سلطان العارفین ؒ کو آزمانے کی کوشش کی مگر ہر بار حضرت سلطان العارفین ؒ کو قوت وہمت میں خود سے بڑھ کر پایا۔ آخر کو آپ ؒ سے درخواست کی کہ میرے شیخ حضرت پیر سیّد عبدالرحمن قادری دہلوی (ؒ) کی خدمت میں تشریف لے جایئے''۔ ''صاحبِ مناقب سلطانی'' کے بیان کے مطابق دہلی کے اس سفر میں بھکر کے ایک درویش سلطان حمید آپ ؒ کے ساتھ تھے۔ وہ آپ ؒ کے خلیفہ بھی تھے۔ آپ ؒ حضرت پیر عبدالرحمن قادری ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیر صاحب آپ ؒ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔۔۔ پس آپ ؒ نے مرشدِ کامل سے اپنا ازلی نصیبہ ایک قدم سے ایک ہی دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے مل گیا۔''

پھر پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب مناقب سلطانی سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مناقبِ سلطانی'' کے مصنف نے انہی عبدالرحمن قادری ؒ کو حضرت سلطان العارفین ؒ کا ظاہری مرشد مانا ہے اور ایک شجرۂ طریقت بھی نقل کر دیا ہے مگر مذکورہ واقعہ بیان کرنے سے قبل انہوں نے حضرت سلطان باھو ؒ کا ایک کشف بھی لکھا ہے' جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سلطان العارفین ؒ کو سب مطلوبہ فیض اویسی طور پر مل چکا تھا اور بارگاہِ نبوی ﷺ سے بوسیلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ خلقِ خدا کو ہدایت دینے کا حکم صادر ہو چکا تھا۔ کشف کا یہ واقعہ مصنف مناقبِ سلطانی حضرت سلطان حامد صاحب نے اپنے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ سنا ہے۔ یہ کشف عین بیداری میں ہوا۔ آپ ؒ ایک دن شورکوٹ کے آس پاس کہیں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور' صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ ؒ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھالیا۔۔۔۔۔ یہ حضرت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ تھے۔۔۔۔۔ (بعد ازاں جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل گذشتہ سطور میں نقل کی جا چکی ہے۔) رسول کریم ﷺ کی مجلس میں حاضری اور صحابۂ کبار اور اہلِ بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی برکت سے مملو ہو کر آپ ؒ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سپرد کیا گیا۔'' رسالہ روحی شریف'' میں حضرت سلطان العارفین ؒ جب ارواح سلطان الفقر کا ذکر کرتے ہیں تو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (ؓ) کے بارے میں فرماتے ہیں: ''یکے روحِ شیخِ ما حقیقت الحق' نورِ مطلق' مشہود علی الحق' حضرت محبوبِ سبحانی'' (ایک روح ہمارے شیخ، حقیقت الحق' نورِ مطلق' مشہود علی الحق حضرت محبوبِ سبحانیؓ ہیں) اب اگر اس کشف کے بیان اور پیر عبدالرحمن قادری ؒ کی ملاقات کی روایت کا موازنہ کیا جائے تو تضاد ظاہر ہو جاتا ہے۔ جب اس ''فتحِ کبیر'' کے بعد حضرت سلطان العارفین ؒ پر تجلیاتِ ذاتی وارد ہونے لگیں اور خود ارواحِ جلیلہ نے آپ ؒ کو رشد وہدایت کی اجازت سے سرفراز کر دیا تھا پھر کسی پیر سے ''ازلی نصیبہ'' پالینے کا کیا سوال ہے؟ آپ تو خود ہی شروع سے مرشدِ کامل کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔'' اس کے بعد پروفیسر احمد سعید ہمدانی مزید لکھتے ہیں:

''مناقبِ سلطانی'' میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''چونکہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ مادر زاد ولی تھے اس لیے روزِ پیدائش سے ہی صاحبِ اسرار تھے۔ نیز آپؒ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انوارِ ذات کی تجلیات کے مکاشفات کے سبب ظاہری علم اور ورد وظیفہ کے لیے فرصت نہیں۔ میں ہر وقت وحدانیت میں مستغرق اور سیر فی الذات میں رہتا ہوں۔ اگر ظاہری علم یا وِرد وظیفہ کی فرصت وضرورت نہ تھی تو پھر ظاہری مرشدی کی ضرورت سے بھی آپ ؒ اسی طرح بے نیاز تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے تہذیبی زوال کے دور میں مختلف حلقوں اور شعبوں کے متاخرین کے ہاں صرف ظاہری نظام کے قواعد کا التزام اور اس کی غیر ضروری تاکید ہی باقی رہ گئی تھی' اسی طرح طریقت میں بھی روایت کی ظاہری صورت کی اہمیت کچھ زیادہ ہی بڑھا دی گئی تھی۔ شاعری میں اگر کوئی کسی کو اپنا استاد ظاہر نہیں کر سکتا تھا تو اس کو بے اُستاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا' اسی طرح

طریقت میں جو اپنے تئیں کسی پیر سے منسلک ظاہر نہ کر سکتا تھا' وہ بے پیر کہلاتا تھا۔ جہاں تک حضرت سلطان العارفین سلطان باھو ؒ کا تعلق ہے انہوں نے تو اس کی ہرگز پرواہ نہیں کی اور اپنے رسائل و کتب میں کسی حبیب اللہ شاہ اور پیر سیّد عبدالرحمٰن قادری کا ذکر نہیں فرمایا اس کے برعکس اپنے اویسی فیض اور مذکورہ کشف کا اکثر ذکر کیا ہے مگر شاید بعد میں آنے والوں نے ضروری سمجھا کہ اس دور کے مخصوص تہذیبی پس منظر میں اپنے جدِ امجد کو کسی نہ کسی روایتی شجرۂ طریقت سے منسلک دیکھیں اور دکھائیں۔ یوں ظاہری مرشد کا حوالہ اُن کے نزدیک لازمی ٹھہرا۔" (صفحہ 46-50)

❁ ممتاز بلوچ "ٹھودے بیت" میں فرماتے ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن دہلوی ؒ ہوراں دے ہتھیں آپ ؒ دی بیعت دا تذکرہ محض قیاسی اے جیہدا حقیقت نال کوئی تعلق نہیں بن دا تے نہ ای اجیہا کوئی تعلق نظر آندا اے۔ (صفحہ 61)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کے دستِ مبارک پر آپ ؒ کی بیعت کا تذکرہ محض قیاس آرائی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق بنتا ہوا نظر نہیں آتا اور نہ ہی ایسا ممکن دکھائی دیتا ہے۔

ممتاز بلوچ صاحب ایک تو صرف محقق ہیں اس لیے ان کی کتاب میں فقر کے بارے میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ صرف علم کی حد تک ہے۔ پھر اس عبارت کے سلسلہ میں بھی انہوں نے فقیر نور محمد کلاچوی' سلطان الطاف حسین اور پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی اُن تحریروں کا سہارا لیا ہے جن میں وہ لوگ اس ظاہری بیعت کے مخالف نظر آتے ہیں۔

❁ مولوی محمد دین گجراتی نے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ پر ایک رسالہ 1927 میں طبع کرایا تھا۔ شدید کوشش اور تلاش کے باوجود نہ مل سکا لیکن اس کی عبارت جس کی تلاش تھی وہ پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی کتاب "سلطان العارفین حضرت سلطان باھو ؒ حیات و تعلیمات" کے صفحہ 49 پر مل گئی۔ وہیں سے ہو بہو نقل کر رہے ہیں اور یہی عبارت ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔

"مولوی محمد دین گجراتی نے پیر عبدالرحمٰن قادری ؒ سے حضرت سلطان العارفین ؒ کے تعلق کو محض "بشارت" دینے کی حد تک مانا ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے کہ" پیر عبدالرحمٰن قادری ؒ نے آپ ؒ کا ہاتھ پکڑا اور حجرے کے اندر لے گئے اور فرمایا: تُو تو مالا مال فیضانِ توحیدی سے ہے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور حضرت پیرانِ پیر دستگیر ؓ کا تو تربیت یافتہ ہے' پس حضرت سلطان باھو ؒ نے یہ بشارت پا کر بازار دہلی میں تشریف لا کر بازاریوں پر توجہ فرمائی۔ پس دوکانداز خاص و عام کو ایک عالم جذب کا ظہور میں آیا۔"

❁ میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ جو صاحب مسمّٰی اسم ذات مرشد امانت الٰہیہ' خلافت الٰہیہ کے حامل اور سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اُن کا تعلق بھی خانوادہ سلطان باھو ؒ سے ہے' فرمایا کرتے تھے:

"سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کی سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی ؒ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت فقر کی ضروریات کی تکمیل تھی۔ پس آپ ؒ ایک دن حاضر ہوئے بیعت کی اور واپس آ گئے"۔ آپ ؒ کا فرمانا تھا کہ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ اگر آپ ؒ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت نہ کرتے تو سلسلہ سروری قادری کی کڑی جو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ سے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ تک پہنچی تھی وہ ٹوٹ جاتی اور آپ ؒ مرشد اتصال نہ رہتے۔ آپ ؒ نے فرمایا کہ سیّد محمد بہادر علی شاہ ؒ کو تمام فیض اور خزانہ فقر چالیس سال تک دربار حضرت سلطان باھو ؒ پر قیام کے دوران مل گیا پھر جب علوم باطنی میں آپ ؒ کی تکمیل ہو گئی تو آپ ؒ کو حکم ہوا کہ ظاہری بیعت جا کر پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب ؒ کے ہاتھ پر کرو۔ اسی طرح آپ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز ؒ بغداد جا کر حضور غوث پاک ؓ کی آل کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے تھے اور سیّد پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی صاحب ؒ نے سلطان العارفین ؒ کے مزار پاک پر اُن کی بارگاہ میں عرض بھی کی کہ حضور آپ کی آل ہے اور آپ ؒ ہی ان کو بیعت فرمائیں لیکن سلطان العارفین ؒ نے سلطان محمد عبدالعزیز ؒ کو سیّد بہادر علی شاہ ؒ کی ظاہری بیعت کا حکم دیا۔ فقر میں ظاہری بیعت اور مرشد ضروری ہے۔ پھر میرے مرشد پاک جو سلسلہ شریف بیعت کرتے وقت پڑھا کرتے تھے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شروع ہو کر حضرت غوث الاعظم ؓ تک پہنچتا ہے پھر کڑی در کڑی حضرت سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ تک پہنچتا ہے پھر وہاں سے آگے چلتا ہوا اُن کے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز ؒ تک پہنچتا ہے۔ اس میں حضرت سلطان العارفین ؒ سے پہلے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کا نام آتا ہے اور یہ عاجز بھی وہی سلسلہ پڑھتا ہے۔ صرف دو اشعار کا اضافہ کیا ہے جو میرے مرشد کے بارے میں ہیں۔

ہندوستان سے شائع ہونے والی تمام کتب آثار دہلی، راہ نمائے مزارات دہلی، مشائخ قادریہ، مزارات اولیاء دہلی اور بہت سی کتب میں جہاں سیّد عبدالرحمٰن دہلوی ؒ کا تذکرہ آیا ہے اس میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ آپ (سیّد عبدالرحمٰن دہلوی) ؒ پنجاب کے مشہور صوفی حضرت سلطان باھو ؒ کے مرشد ہیں۔

جن لوگوں نے حضرت سلطان العارفین ؒ کی ظاہری بیعت سے اختلاف کیا ہے یہ اُن کی تحقیق ہے جو انہوں نے اپنے علم اور موجود کتب سے کی لیکن ہماری تحقیق کا مقصد اُن کی مخالفت نہیں ہے بلکہ اُن کے کام کو مزید آگے بڑھانا ہے۔ اس سلسلہ میں اتنا عرض ہے کہ محقق صرف تحقیق ہی کر سکتا ہے اور اس میں غلطی کا امکان رد نہیں کیا جا سکتا۔ اصل مسئلہ راہِ فقر میں عملی طور پر کسی مرشد کامل اکمل صاحب مسمّٰی کی راہبری میں تصور اسم اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ فقر کے سفر کو طے کرنا ہے۔ اصل حقیقت سفر کی تکمیل کے بعد سمجھ میں آتی ہیں جو صرف ظاہری علم سے نہیں آ سکتی۔ یہ عاجز اپنی ایک مثال پیش کرتا ہے کہ جب یہ عاجز 1998ء میں بیعت ہوا تو عین الفقر کا پہلا صفحہ پڑھا تو کچھ اور سمجھ آیا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ ایک صفحہ ہی نئے سے نئے معارف واکرتا چلا گیا' باقی کتب کا تذکرہ تو چھوڑیں۔ اسی لیے سلطان العارفین ؒ نے اسی صفحہ پر فرمایا ہے کہ "یہ کتاب مبتدی اور منتہی دونوں کے لیے کامل راہبر ہے۔" اس لیے عقل اور علم اس راہ میں لنگڑا گھوڑا ہے۔ اور صرف علم ہی راہِ فقر میں راز عطا کر دیا کرتا تو مرشد اور فقر کی ضرورت ہی نہیں تھی پھر ظاہری علم اور شریعت ہی کافی تھی۔

لیکن پھر بھی ان محققین کی بات علم کی حد تک درست ہے کیونکہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ فرماتے ہیں:

1. سروری قادری اسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت فرماتے ہیں۔ اس کے وجود سے بدخلقی کی خوبو ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرع محمدی ﷺ کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

2. ایک اس (اعلیٰ) مرتبے کے سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین رسول رب العالمین سرورِ دو عالم ﷺ اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر ؓ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ اُسے ایک لمحہ بھی خود سے جدا ہونے نہیں دیتے۔ (محک الفقر کلاں)

جنہوں نے ظاہری بیعت کو رد کیا ہے انہوں نے اویسی سلسلہ یا طریقہ کا سہارا لیا ہے۔ اویسی سلسلہ یا طریقہ موجود ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ اویسی طریقہ وہ ہے جس میں فیض براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی کامل جو وصال پا چکا ہو سے ملتا ہے۔ اس میں تین طریقے ہیں:

1۔ جن عظیم ہستیوں کو تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز کیا جاتا ہے ان کیلئے اویسی طریقہ سے براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض حاصل کرنے کے باوجود ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ ان کا مرشد اتصال ہونا ضروری ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ جن کا قدم ہر ولی

کی گردن پر ہے' جن کو معراج کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت فرمایا' مادرزاد ولی ہیں اور جن کی مہربانی اور کرم کے بغیر کوئی فقر کی خوشبو تک کو نہیں پا سکتا، جن کو اویسی طریقہ سے سب کچھ عطا ہو چکا تھا جیسا کہ ہمعات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد اولیاء کرام اور اصحاب طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسن طے کر کے نسبتِ اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؓ کی ذاتِ گرامی ہے۔'' یعنی حضرت غوث الاعظم ؓ نے سب کچھ اویسی نسبت سے حاصل کیا اور سلطان العارفین ؒ ان ہی کو اپنا مرشد مانتے ہیں اور ''شیخِ ما'' فرماتے ہیں۔ اگر حضرت غوث الاعظم ؓ کو سب کچھ اویسی طریقہ سے مل چکا تھا تو انہیں پھر ظاہری بیعت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؓ کی حضرت شیخ مبارک مخزومی ؒ سے ظاہری بیعت مستند روایات کے ساتھ کتبِ سیر و تصوف میں منقول ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ آپ ؓ کی بیعت اس طرح ہوئی کہ آپ ؓ اپنے مرشد حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی ؒ کی بارگاہ میں گئے۔ انہوں نے آپ ؓ کو کھانا کھلایا' خرقہ پہنایا اور بات ختم ہوگئی۔ اسی دن سے آپ ؓ نے تلقین وارشاد کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کی ظاہری بیعت بھی اسی طرح ہے اور مولوی محمد دین گجراتی کی عبارت سے ہماری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے اور ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ آپ ؒ اپنے ظاہری مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیعت کی اور تمام فیض یک دم پالیا کیونکہ فقر کی تمام منازل تو آپ ؒ اویسی طریقے سے طے کر چکے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ تلقین وارشاد کی مسند کے لیے ظاہری بیعت ہونی کیوں ضروری ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقر میں سلاسل کا ایک نظام قائم کیا گیا ہے جو درجہ بدرجہ حضورِ اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ ہر مرشد کامل کو ''شیخِ اتصال'' ہونا چاہیے یعنی حضورِ اکرم ﷺ تک شجرۂ طریقت پہنچنے تک سلسلے کا کہیں ''انقطاع'' نہیں ہونا چاہیے اور شجرۂ طریقت بابِ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے گزر کر مدینۃ العلم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک سلسلہ پہنچنے تک درمیان سے کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے ورنہ بڑے بڑے فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہے۔ اگر لوگ نبوت اور جعلی مہدی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو کوئی گمراہ کسی گدی پر بیٹھ کر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اُسے براہِ راست فیض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی سے مل گیا ہے اور اسے ظاہری بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ گمراہ ہے اور اُسے جوتے مارو۔ آج کل گلی گلی جو جعلی پیر پھیلے ہوئے ہیں اُن سب کا کہنا ہے کہ اُن کو براہِ راست فیض ملا ہوا ہے اور ظاہری بیعت سے انکاری ہیں اور کچھ جدی اور پیدائشی پیر ہیں۔ حضور غوث الاعظم ؓ اور سلطان العارفین ؒ کی ظاہری بیعت رسماً اسی نسبت سے ہے۔ اور تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہونے کے لیے ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ انہوں نے تلقین وارشاد کے فرائض ادا کرنے تھے اور ایک زمانے کو فیض پہنچانا تھا اور آپ ؒ کے سلسلہ نے تا قیامت قائم رہنا ہے۔ دوسری وجہ آپ ؒ کی ظاہری بیعت کی یہ ہے کہ مستقبل میں کوئی گمراہ آپ ؒ جیسی ہستیوں کو مثال بنا کر اویسی طریقہ کا سہارا لے کر مسندِ تلقین وارشاد پر نہ بیٹھ جائے۔ تاریخ میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے کہ کوئی تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہوا ہو اور مرشدِ اتصال نہ ہو اور ظاہری بیعت سے بے نیاز ہو۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؓ فرماتے ہیں ''مشائخ عظام کہ جن کا سلسلہ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک تسلسل کے ساتھ پہنچتا ہے بابِ علم (حضرت علی المرتضیٰ ؓ) سے گزر کر علم کے صدر مقام (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچتا ہے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت کے ذریعہ بلاتے ہیں''۔ (سرّ الاسرار فصل 5)

اس عبارت سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ صاحب تلقین وارشاد ہونے کے لیے ''مرشد اتصال'' ہونا ضروری ہے۔

2۔ دوسرا اویسی طریقہ وہ ہے' جس میں تلقین وارشاد کا کام نہیں لیا جاتا صرف دین کا کوئی کام لینا مقصود ہوتا ہے اس کی مثال علامہ اقبال ؒ کی ہے جن کو مولانا روم ؒ کی روح سے اویسی طریقہ سے فیض ملا حالانکہ اوائل عمری میں آپ ؒ قادری سلسلہ میں ظاہری بیعت بھی کر چکے تھے لیکن اپنے کلام میں کہیں بھی ظاہری مرشد کا ذکر نہیں کرتے بلکہ مولانا رومؒ کو ہی اپنا مرشد قرار دیتے ہیں۔

3۔ تیسرا اویسی طریقہ وہ ہے' جس کے تحت ابتدائے حال میں کسی طالب کی راہِ حق میں تربیت کی جاتی ہے۔ اب اس طالب کو اس کا علم ہو یا نہ ہو یہ ضروری نہیں۔ پھر ظاہری مرشد کی بارگاہ میں مکمل تربیت کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔

امید ہے اس تحریر سے حضرت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کی ظاہری بیعت کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہوگئی ہوں گی۔

(خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصنیف ''مجتبیٰ آخر زمانی'' سے انتخاب)

فرمانِ باھُوؒ

اللہ کی نظر طبقاتِ عرش و کرسی اور لوح و قلم پر نہیں، صورتِ انسان پر نہیں، علم و زبان و عبادت و اعمالِ جن و دیو و ملائکہ پر نہیں بلکہ اس کی نظر انسانِ کامل کے دل پر ہوتی ہے اور انسانِ کامل انبیاء و اولیائے اللہ ہوتے ہیں کہ ان کے دل تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں غرق رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دل عظمت و بزرگی و معرفتِ الٰہی کے باعث جملہ عالمِ خلق سے زیادہ وسیع ہے۔ تفکرِ دل، صاحبِ دل اور مراتبِ دل پر پہنچنا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''دل اللہ تعالیٰ کا عرشِ اعظم ہے''، کرم و رحمتِ ازلی دل ہے کہ دل خزانۂ حق ہے۔ (محک الفقر کلاں)



سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ؒ سلسلہ سروری قادری کے انتیسویں شیخِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی ؒ کے بعد امانتِ فقر آپ کو منتقل ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی وہ ہستی ہیں کہ جن سے امانتِ فقر دوبارہ خاندانِ باھو ؒ میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ کے حوالے کرنے کے لیے منتقل ہوئی۔

سلسلہ نسب

سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ؒ کا تعلق قبیلہ اعوان سے ہے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کی اولاد پاک سے ہیں۔ آپ ؒ کا شجرہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت سخی سلطان باھو ؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ ؒ کا شجرہ نسب اس طرح سے ہے:-

سلطان محمد عبدالعزیز ؒ بن سلطان فتح محمد ؒ بن سلطان غلام رسول ؒ بن سلطان غلام میراں ؒ بن سلطان ولی محمد ؒ بن سلطان نور محمد ؒ بن سلطان محمد حسین ؒ بن سلطان ولی محمد ؒ بن سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ۔

ولادت باسعادت

حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ؒ کی ولادت باسعادت 12 مارچ 1911ء (12۔ربیع الاوّل 1329ھ) بروز اتوار بوقتِ سحر قصبہ سمندری دربار حضرت سخی سلطان باھو گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ یعنی جس دِن لوگ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منانے کی تیاریاں کر رہے تھے اسی رات آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ ؒ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کی بشارت کے مطابق ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

پہلی نظر دیدارِ مرشد

ولادت باسعادت کے بعد سات دِن تک آپ ؒ نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ آپ کے والدِ محترم سلطان فتح محمد ؒ آپ ؒ کو دربار حضرت سخی سلطان باھو ؒ پر لے گئے شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ کاظمی ؒ اس وقت دربار شریف پر قیام پذیر تھے۔ سلطان فتح محمد ؒ نے ان کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میرا بیٹا آنکھیں نہیں کھولتا آپ ؒ مہربانی فرمائیں۔ جونہی سیّد محمد بہادر علی شاہ ؒ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب کو گود میں لیا تو آپ ؒ نے آنکھیں کھول دیں اس طرح گویا آپ ؒ کی پہلی نظر ہی مرشد کے دیدار کے لیے کھلی۔

بچپن اور شباب

بچپن سے ہی آپ ؒ کی شخصیت میں ایک نورانی وقار تھا۔ جو بھی آپ ؒ سے ملتا آپ ؒ کے اخلاق وگفتار سے بہت متاثر ہوتا۔ آپ ؒ کا بچپن اور شباب عام لوگوں سے بہت مختلف تھا۔ کم گو، سنجیدہ مزاج اور متین شخصیت کے مالک تھے۔ فضول کھیلوں، کاموں اور گفتگو سے گریز فرماتے۔ آپ ؒ کا اکثر وقت غور وفکر میں صرف ہوتا تھا۔

فرمانِ باھُوؒ

نقل ہے کہ ایک نیک و پارسا آدمی کہیں جارہا تھا، اتفاق سے اس کے سامنے ایک ایسا فاسق آدمی آگیا جو اپنی عمر کا قیمتی سرمایہ فسق وفجور میں برباد کر چکا تھا، اپنے سانسوں کی نعمت جاودانی کو خاک میں ملا کر سیاہ کر چکا تھا اور اپنے خرمنِ حیات کو آگ لگا کر جلا چکا تھا حتیٰ کہ اپنی آبرو بھی گنوا چکا تھا۔ پارسا آدمی نے از روئے عجب اُسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور بولا ''الٰہی! مجھے اور اس فاسق کو کہیں جمع نہ کرنا۔'' اسی دوران وہ فاسق غفور الرحیم پروردگار کی طرف متوجہ ہوا اور خائف ہو کر اپنے عجز پر نظر ڈالی اور جوئبارِ اعمالِ شائستہ کی ٹہنی پکڑنا چاہی مگر نہ پکڑ سکا، اس کے دِل سے درد بھری آہ نکلی، چشمِ گریاں سے اشکِ حرمان بہا کر عرض کی ''پروردگار اس عاجز پر رحم فرما کہ تیرے سوا اس کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہیں۔'' بالائے عرش غیب سے ندا آئی کہ میں نے دونوں کی دعا قبول کی۔ چونکہ فاسق نے نیاز مندی و عاجزی کے ساتھ میرے دامنِ فضل کو اپنے دستِ اُمید سے پکڑا ہے اس لیے میں نے اسے اپنے دامنِ عفو میں چھپا کر بخش دیا ہے زاہد نے راہِ عجب اختیار کر کے اُس کمتر کو نگاہِ حقارت سے دیکھا حالانکہ عُجب مہلکِ دِل اور منشائے آب و گِل ہے۔ پس وہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں اس سے برتر ہوں) کے ناکام مرتبے پر پہنچا اور میں نے اسے مردود کر دیا کہ جب بھی کوئی یہ شامت انگیز کلمہ کہتا ہے میں اس متکبر کو یہی مقام دیتا ہوں۔ جو ریاضت عُجب آلودہ ہو جائے وہ کوئی مرتبہ حاصل نہیں کر سکتی۔ (محک الفقر کلاں)

ظاہری و باطنی تعلیم

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی طرح کوئی ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔ باطنی تعلیم آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت کے بعد اپنے مرشد سیّد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

بیعت

سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ نے 13۔مارچ 1932ء (6۔ذیقعد 1350ھ) بروز اتوار بعد نمازِ عشاء سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی، اس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک 21 سال تھی۔

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سلطان پیر بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کے واقعہ کو اس طرح روایت فرمایا ہے ''میرے حضور (سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ) بغداد شریف جا کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ پیر بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ دربار حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ بعد نمازِ عشاء دربار حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ ظاہری دستِ بیعت حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے کروں اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد شریف جا کر دستِ بیعت کا فرض ادا کر آؤں۔ اس پر حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ مزار مبارک سے باہر تشریف لائے اور اپنے دائیں ہاتھ سے حضرت سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی دائیں کلائی پکڑ لی اور فرمایا کہ آپ بغداد شریف چلے جائیں یا مدینہ شریف تشریف لے جائیں، ہوگا وہی جس کا فیصلہ بہت پہلے ہو چکا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس پر مہر لگا چکے ہیں اور وہ یہ کہ آپ کی بیعت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کے ہاتھ پر ہوگی اور اس فیصلے پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بھی اپنی مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں لہٰذا ابھی اور اسی وقت آپ کی دستِ بیعت سلطان پیر محمد بہادر علی شاہ (رحمتہ اللہ علیہ) سے کرائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے حضور پیر صاحب کو آواز دی کہ پیر صاحب جلدی تشریف لے آئیں آپ کا شکار ہم نے پکڑ رکھا ہے۔ حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جو مزار مبارک کے باہر تشریف فرما تھے تجدید وضو کیلئے تالاب کی طرف لپکے تو حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''پیر صاحب آپ کا وضو تو ازل سے قائم چلا آ رہا ہے آپ تیمم فرمالیں'' چنانچہ سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب تیمم فرما کر فوراً تشریف لے آئے۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب کا ہاتھ سلطان پیر بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب کے ہاتھ میں دے کر فرمایا ''پیر صاحب آپ انہیں دستِ بیعت فرمائیں'' حضرت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب نے عرض کی ''حضور آپ کی اولاد ہے آپ خود ہی انہیں دستِ بیعت فرمائیں'' حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے پھر فرمایا ''پیر صاحب آپ انہیں دستِ بیعت فرمائیں'' اسی طرح جب تیسری بار حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے حکم فرمایا تو حضرت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب کو دستِ بیعت فرمالیا۔[1]

[1] اس گفتگو کا ویڈیو کلپ سلطان الفقر ٹی وی www.sultan-ul-faqr.tv پر موجود بھی ہے۔

آپ ؒ کا لقب

آپ ؒ کا لقب ''سلطان الاولیاء'' ہے جو بیعت کے بعد آپ ؒ کو بارگاہِ غوث الاعظم ؓ سے عطا ہوا۔

آپ ؒ کا فقہی مسلک اور سلسلہ فقر

آپ ؒ مسلکاً اہلِ سنت والجماعت سے تھے اور فقہ میں حضرت امام ابو حنیفہ ؒ کے پیروکار تھے۔ حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی ؒ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں۔

عشقِ مرشد

❁ آپ ؒ کا مرشد سے عشق کمال کو پہنچا ہوا تھا ہمیشہ مرشد کی ہمراہی میں رہنے کی کوشش کرتے لیکن پھر بھی جب کبھی گھر تشریف لاتے اگلے ہی لمحے مرشد کے عشق میں تڑپ کر واپس مرشد کے پاس فرید محمود کاٹھیہ چلے جاتے۔ ایک دفعہ آپ ؒ گھر سے مرشد کے پاس تشریف لے گئے وہاں سے پتہ چلا کہ پیر صاحب ٹینڈر والا چلے گئے ہیں جو کہ وہاں سے تقریباً 40 کلومیٹر دور ہے۔ آپ نے بغیر آرام کئے ٹینڈر والا کی طرف سفر شروع کر دیا۔ آپ کے پاؤں میں نیا جوتا تھا جو تنگ تھا اور کاٹتا تھا۔ جب آپ ٹینڈر والا پہنچے تو پتہ چلا کہ حضور پیر صاحب تلمبہ تشریف لے گئے ہیں۔ تلمبہ بھی ٹینڈر والا سے تقریباً 30 کلومیٹر دور ہے۔ ٹینڈر والا میں مریدین نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ ؒ یہاں آرام فرمائیں لیکن مرشد کے عشق میں آپ ؒ اس قدر بے چین تھے کہ ایک لمحہ آرام نہ کیا۔ مریدین نے جب رہائش کیلئے مجبور کیا تو آپ ؒ بہانہ سے باہر تشریف لے گئے اور اوجھل ہو گئے اور تلمبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ سخت اور نئے جوتوں کی وجہ سے آپ ؒ کے پاؤں میں چھالے (آبلے) پڑ گئے اور ان سے خون رسنا شروع ہو گیا۔ لیکن کوئی بھی تکلیف اور رکاوٹ آپ ؒ کو عشق کے سفر سے روکنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ ادھر حضرت پیر صاحب ؒ کو کشف سے پتہ چل گیا کہ میرا عاشق اور محبوب تقریباً 100 کلومیٹر سفر طے کر کے زخمی پاؤں سے ہر رکاوٹ کو توڑتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ حضور پیر صاحب ؒ نے بستر لگوایا اور زخموں کے علاج کیلئے مرہم تیار کروایا۔ جب آپ ؒ حضور پیر صاحب ؒ کے پاس پہنچے تو حضور پیر صاحب ؒ نے خود قینچی سے آبلے کاٹ کر ان پر مرہم لگایا اور آرام کرنے کا حکم دیا۔ اور مرشد کی طرف سے یہ حکم بھی ملا کہ آئندہ جب بھی ملنے آنا ہو گھوڑے پر سوار ہو کر آنا۔[1]

❁ آپ ؒ کو مرشد کی محبت اور غلامی سے سکون حاصل ہوتا تھا اور کوشش کرتے کہ مرشد کا ہر کام خود کریں۔ حضور پیر صاحب ؒ کے گھوڑوں کا بھوسہ بڑی چھلنی سے رگڑ کر چھانا جاتا تھا۔ جب رات کو سب لوگ سو جاتے تو آپ ؒ اٹھ کر رات کو بھوسہ چھان کر رکھ دیتے۔ یہ مشہور ہو گیا کہ حضور پیر صاحب ؒ کے گھوڑوں کا بھوسہ فرشتے چھان کر جاتے ہیں۔ ایک رات حضور پیر صاحب ؒ نے کسی مرید کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ رات کو نگرانی کرے اور دیکھے کہ یہ کام کون کرتا ہے۔ رات کو مرید نے دیکھا کہ یہ کام حضرت سلطان محمد عبدالعزیز صاحب ؒ کرتے ہیں تو آپ ؒ نے اس مرید کی منت کی کہ حضور پیر صاحب ؒ کو یہ نہ بتایا جائے۔ صبح جب حضور پیر صاحب ؒ نے مرید سے رات کے واقعہ کے بارے میں دریافت کیا تو مرید نے بتایا کہ یہ کام ساری رات سلطان محمد عبدالعزیز صاحب ؒ کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد حضور پیر صاحب ؒ نے آپ ؒ کو یہ کام کرنے سے منع کر دیا۔

❁ جب آپ ؒ اپنے مرشد کے عشق میں فنا ہوئے اور مقامِ حقیقت تک پہنچے تو بے ساختہ آپ ؒ کی زبان مبارک پر یہ کلام آ گیا:

اَج ملے سوہنا پیر مینوں، اکھیں ویکھن کارن بے قرار ہویاں
سوہنا پیر ویکھن تاں قرار پاون، اے تاں ہر دم وچ انتظار ہویاں
سلطان بہادر شاہؒ دی صورت، ویکھ کارن ہر وقت طرف دربار ہویاں
سلطان محمد عبدالعزیزؒ دا یار سلطان بہادر شاہ ہویا، اکھیں اس جہان توں بیزار ہویاں

ترجمہ: آپ ؒ اپنے مرشد کی دید و زیارت کیلئے بے تاب ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں راہ تک رہی ہیں اور صورتِ محبوب دیکھنے کیلئے بیقرار ہیں۔ چونکہ پیر بہادر علی شاہ ؒ کا تعلق دربار شریف حضرت سخی سلطان باھُو ؒ سے ہے اس لئے میری آنکھیں بھی دربار شریف کی طرف لگ چکی ہیں اور سلطان محمد بہادر شاہ ؒ ہی میرا یار اور میرا محبوب ہے۔ اس محبوب کو میری آنکھوں نے اپنے اندر اس قدر بسا لیا ہے کہ اب وہ دنیا و جہان کی کوئی چیز بھی دیکھنے کے لئے تیار نہیں یعنی میری آنکھوں نے دنیا سے بیزاری اختیار کر لی ہے۔

آپ ؒ اپنے مرشدِ کامل حضور پیر صاحب ؒ کے طرزِ تلقین اور فیضِ سلطانی اسم اَللّٰہُ ذات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

آوَ سہیلیو میریو نی جیں دیکھنا نور اللہ والا
ایہو اسم مبارک چا لکھ سینے میرے پیر بہادر شاہؒ والا

فرمانِ باھُوؒ

جان لو کہ فقیر دو قسم کا ہے ایک سالک دوسرا عاشق۔ سالک صاحبِ ریاضت و مجاہدہ ہوتا ہے۔ اور عاشق صاحبِ راز و مشاہدہ۔ سالک کی انتہا عاشق کی ابتدا ہوتی ہے۔ کیونکہ عاشق کی خوراک مجاہدہ اور اس کی نیند مشاہدہ ہوتی ہے۔ عاشقوں کے جسم تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن دل آخرت میں۔ (محکم الفقراء)

---

[1] کچھ لوگوں نے اس واقعہ کو حسو والی سے منسلک کیا ہے کہ آپ ؒ حسو والی تشریف لے گئے پھر وہاں سے یہ سفر شروع ہوا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جب 1932ء میں سلطان محمد عبدالعزیز ؒ سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب ؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے تو پیر صاحب اس سے کافی عرصہ قبل فرید محمود کاٹھیہ میں رہائش پذیر ہو چکے تھے۔

اللہ، ھُو یاھو جسم اسدا ایہو نور ہے خاص بارگاہ والا
سلطان محمد عبدالعزیز دا یارؔ نہیں شک بے شک
جانے اسنوں نور ظہور کبریا والا

ترجمہ: آپؒ مرشد کامل کی شان بتانے کیلئے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو دعوت عام دیتے ہیں کہ آؤ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نور کی ایک جھلک دیکھنی ہو وہ آ جائے اور دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور کائنات کے تمام حسن کو اکٹھا کر کے میرے محبوب میں رکھ دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر دل کی آنکھ منور ہو تو دیکھ کہ آپؒ ہی اسم ذات ہیں اور خاص بارگاہِ الٰہی کا نور ہیں۔ پھر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں لیکن اس نور کی حقیقت کو وہی تسلیم کرے گا جس پر یہ ظاہر ہو گا۔

آپؒ اپنے مرشد کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اٹھیا شعلہ نوری حسُو والیو وچ نہنگ دے آیائی
کالی رات جہالت اندر آ کر چانن لایائی

اوّل سب تھیں صفت خدا دی
پچھے نعت رسول ہدیٰ دی
آئے جو اساں ول ہادی
مولا کرم کمایائی

اوس[1] شعلے نور خدائی
کر انسانی شکل وکھائی
چار چوفیروں[2] ہوئی روشنائی
جلوہ حسن وکھایائی

بہادر شاہؒ سدائس ناںواں[3]
دین دُنی[4] وچ پاس ناںواں
وانگوں یوسف وچ بھرانواں
کیتا رب سوایائی

صورت سوہنی خوش گفتاراں
شعلے نور پوون رخساراں
داڑھی وال تلے دیاں تاراں
رونق حسن چڑھایائی

کھلا متھا خوش پیشانی
چمکے جیونکر چن اسمانی
گوڑھے نین مریندے کانی
دنداں رُوپ سوایائی

قد سرو دے وانگ دسیوے
صورت دی کیا صفت کچیوے
ویکھن والا صدقے تھیوے
ہر کوئی گھول گھمایائی

عالم فاضل کامل قاری
عابد زاہد ولی غفاری
کامل عامل راہبر قاری
لکھ بھلیاں راہ لایائی

سوہناں چہرہ نور چمکدا
جیونکر روشن چن فلک دا
صاحب حلم احسان خُلق دا
جس نے ملک رجھایائی[5]

ہر صفتوں موصوف کمالی
تاریا جنہیں نوں سلطان باھُوؒ عالی
ڈھیا[6] حضوروں منصب عالی
مولا تخت بہایائی

جاں سوہنا تشریف لے آیا
ہک پل ہویا عین سوایا
سارا جگ سلامی آیا
مرشد رب ملایائی

بخت کاٹھیاں[7] دے رب تارے
آ گئے جس دم لعل سوہارے
وچ جہالت جنگل بارے
دینی باغ لگایائی

خبراں ملیاں ہر ہر تھائیں[8]
چار چوفیرے شہر گرائیں[9]
خاص نہنگ والیاں تے رب سائیں
رحمت مینہہ برسایائی

گہن مرید چمن دا مالی
گھلیا[10] سانوں پیر مُد سیالی
جیوں ملیا شان کمالی
مولا قرب ودھایائی

کھڑیا باغ ٹلی خوشبوئی
وچ ٹھینی[11] دے رونق ہوئی
دوروں آون لگا ہر کوئی
ملکیں نام پایائی

بلبل کوئلاں بن گئی ڈاراں[12]
بھج بھج آون بنھ قطاراں
سوہنا باغ لگایا یاراں
بھوراں جھرمٹ پایائی

جو آون سو فیض اٹھاون
باغ سجن تھی خوشبو پاون
اس سوہنے تھی صدقے جاون
جس اے گلشن لایائی

کچھ دن سوہنی رونق لا کے
چھوڑ گئے پھر دل چرا کے
مگروں عاشق رووَن آ کے
کیوں جانی چت[13] چایائی

گھلی وا[14] وچھوڑے[15] والی
چلے چھوڑ چمن دے والی
سنجاں باغ گئے کر خالی
ہر شے رنگ وٹایائی

جس دم جانی چھوڑ سدھائے
ڈگے پتے پھل کُرمائے[16]
بلبل کوئلاں رونے پائے
بھوراں شور مچایائی

1 اُس 2 اردگرد، چاروں طرف 3 نام 4 دنیا 5 رغبت، توجہ 6 ملا، حاصل ہوا 7 مراد موضع فرید محمود کاٹھیہ جہاں آپؒ حسو والی سے ہجرت کر کے آباد ہوئے 8 جگہ
9 اردگرد، ہمسایہ 10 بھیجا 11 بیٹھک، ڈیرہ 12 قطار 13 دل 14 ہوا 15 دوری، ہجر 16 پریشان ہوئے

روون عاشق سب مشتاقی
کرکر سوز آواز فراقی
چھپ گئے جام وصل دے ساقی
ہر دا دل ترپایائی

خلافت پیر بہادر شاہ والی
پیر عبدالقادر[1] شاہ[2] سمہالی[3]
صاحب صورت حسن کمالی
نوروں نور لگایائی

عبدالقادر شاہ پیر پیارا
بخشیا مولا نور ستارا
حضرت وانگوں چہرہ سارا
سگویں[4] شکل لیایائی

شکر ہے مولا کرم کمایا
جس اے سوہنا بوٹا لایا
آ چاچے دا باغ سوہایا
رونق رنگ سجایائی

عالم فاضل کیتا مولے[5]
صاحب خُلق مِٹھا منہ بولے
سارے طالب جاون گھولے
ہر اک سیس نوایائی

یا رب صاحبزادیاں تائیں
بخشیں لمی[6] عمر خوشائیں
نالے اگوں[7] بوٹا لائیں
رکھ رحمت دا سایائی

شالا ایہہ گھر فیضاں والا
آخر نوری رہے اجالا
جس تھیں جگ ہویا خوشحالا
لکھاں فیض اٹھایائی

پیر قاسم[8] شاہ دی واری آئی
چاچے دی گدی سوہائی
عالم فاضل نور الٰہی
کل مریداں شکر بجایائی

محبوب مرشد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد سے عشق تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے مرشد کے محبوب تھے۔ حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ''حضرت صاحب'' کہہ کر پکارا کرتے تھے اور ہمیشہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگاتے تو فرماتے:

پُھلا وے گلاب دیا
تینوں سانبھ سانبھ رکھاں
میرے ماہیے دے باغ دیا

''کراماتِ عزیزیہ'' میں سلطان محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کو جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے مزار مبارک پر حاضر ہوکر ان سے فوراً حل کروالیتے یہ آپ کی شانِ محبوبیت ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے وصال کے بعد اکیس اکیس دن وہاں قیام فرماتے اور اس دورانیہ کو ''اکیہہ'' فرماتے تھے اسی طرح ''نو راتہ'' یعنی نو رات کا قیام ''پنج راتہ'' پانچ رات کا قیام ''تن راتہ'' تین رات کا قیام فرماتے۔ سیّد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں تین کمرے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بنوائے تھے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ قیام فرمایا کرتے تھے۔ یہ کمرے پہلے سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زیر استعمال رہے۔ اس کے بعد میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر استعمال رہے۔ فروری، مارچ 2001ء میں انہیں گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا گیا اور اب سلطان محمد علی صاحب کے زیر استعمال ہیں۔ شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک کے سجادہ نشینوں کی ایک عظمت یہ بھی ہے کہ 1934ء سے لے کر آج تک انہوں نے نہ تو کبھی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے کسی کو دربار پاک پر آنے سے روکا اور نہ ہی وہ کمرے دوبارہ واپس لیے۔

ازدواجی زندگی اور اولاد

خاندان کے بزرگ اور رشتہ دار جب بھی شادی کیلئے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مجبور کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ خاموشی اختیار فرماتے۔ آخر خاندان کے تمام بزرگ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کی شادی کیلئے عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خاموشی اختیار فرمائی۔ رات کو حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نکاح پڑھا رہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شادی کا حکم دیا۔ اس حکم کی تعمیل میں 1933ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انگہ شریف (خوشاب وادی سون) میں اپنی ہم کفو خاتون محمودہ بیگم سے نکاح فرمایا۔ اولادِ نرینہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے ہوئے:

۱۔ سلطان محمد صفدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔[8]
۲۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ۔[9]
۳۔ سلطان محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔[10]
۴۔ سلطان محمد معظم علی مدظلہ الاقدس۔[11]

---

[1] پہلے سجادہ نشین سیّد عبدالقادر علی شاہ [2] سنبھالی [3] وسی [4] مولا [5] لمبی [6] آگے [7] دوسرے سجادہ نشین سیّد قاسم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ [8] سید امیر خان نیازی مرحوم ومغفور نے صراط الصالحین جلد اول میں سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 13۔ نومبر 1986 جبکہ سلطان الطاف علی نے مرات سلطانی (باھُوؒ نامہ) میں 28۔ اکتوبر 1986 درج کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے بائیں طرف (جانب غرب) قدموں کے قریب دفن کیا گیا۔ [9] سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو امانت فقر منتقل ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے تیسویں امام ہیں۔ [10] سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں 17۔ جولائی 2000ء کو ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 18 جولائی 2000ء کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد دربار سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اندر مشرقی دیوار کے ساتھ دفن کیا گیا۔ [11] بقید حیات ہیں

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ خود باطنی تعلیم و تلقین سے نوازتے رہے اور سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان محمد معظم علی صاحب کو دینی درسگاہ میں تعلیم کے حصول کیلئے داخل فرمایا جہاں سے دونوں صاحبزادگان نے قرآنِ پاک حفظ کیا پھر سلطان معظم علی صاحب نے درسِ نظامی کی سند حاصل کی۔

ہجرت

27 فروری 1934ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت پیر محمد بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سمندری (گڑھ مہاراجہ جھنگ) سے حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے شمال مشرق کی طرف نصف کلومیٹر کے فاصلے پر منتقل ہوگئے جواب آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے معروف ہے اور اس منتقلی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے "ہجرت" کا نام دیا۔ یہاں آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پکے مکانات کی بجائے "چھپڑ" (جھونپڑے) بنا کر رہائش اختیار کر لی۔ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ اپنے بہترین گھروں کو چھوڑ کر "چھپڑوں" (جھونپڑوں) میں رہائش اختیار کرنا عجیب ہے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر کیلئے مکان ضروری نہیں ہے۔

وظائف اور روزانہ مصروفیات

پابندی وقت کا یہ عالم تھا کہ ایک لمحہ کی کمی بیشی بھی طبیعت پر گراں گزرتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ صبح تین بجے اُٹھ کر چائے پیتے اور وظائف پڑھتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور نماز فجر کے بعد ایک گھنٹہ کیلئے تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد ملاقاتیں اور طالبانِ مولیٰ کو تلقین وارشاد فرماتے۔ پھر دن کے معمولات جاری رہتے۔ وقت کی اس قدر پابندی اور کبھی نماز قضا نہ ہونے دینا ایک کرامت سے کم نہیں۔ صبح وشام کے وقت طویل چہل قدمی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معمول میں شامل رہی اس چہل قدمی میں سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہمراہ ہوا کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں عین الفقر، نور الہدیٰ اور شمس العارفین کا درس دیا کرتے تھے۔

تلقین وارشاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہر طرح کے لوگ آتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو ان کی طلب کے مطابق فیض عطا فرماتے اور اسم اَللّٰہُ ذات کی تلقین فرماتے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسم اَللّٰہُ ذات ہر کسی کو عطا نہیں فرماتے تھے بلکہ صرف خاص طالبانِ مولیٰ کو عطا فرماتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تلقین وارشاد کا انداز بھی روایتی طریقے سے ہٹ کر تھا۔ آپ جس کسی کو بھی کوئی بات سمجھانا چاہتے اس حکمت سے سمجھاتے کہ وہ سمجھ بھی لیتا اور مشکور بھی رہتا۔ بیعت کے بعد کا واقعہ ہے کہ آپ ابھی پیر محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم وتلقین حاصل کر رہے تھے کہ ایک مسئلہ پیر صاحب کے ہاں پہنچا۔ ان دنوں دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ حبیب[1] سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "عین الفقر" کے ترجمہ کیلئے حافظ محمد رمضان[2] خطیب دربار سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا۔ وہ کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے جب اس فقرہ تک پہنچے "مرشد ابتدائی مقام پر ہو اور طالب انتہا پر تو مرشد اپنے طالب کو اعلیٰ مقام تک لے جاتا ہے۔" یہ فقرہ پڑھ کر حافظ صاحب پریشان ہوئے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے اس فقرہ کو صاحبزادہ حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کر کے پوچھا کہ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر یہ کتابت کی غلطی ہے تو اسے کاٹ دیتے ہیں۔ یہ فقرہ پڑھ کر صاحبزادہ حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر حافظ صاحب کو سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا۔ جب حافظ صاحب نے حضور پیر محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ کر مسئلہ پیش کیا تو آپ نے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس فقرہ کا مطلب بتایئے تو سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ مرشد ابتدا یعنی مقامِ ازل پر ہوتا ہے جہاں صرف وحدت ہی ہوتی ہے۔ اس وحدت ہی سے تمام کثرت پیدا ہوتی ہے۔ اور موجودہ جہان یعنی کثرت اس وحدت کی آخری صورت اور انتہا ہے۔ اور طالب اس انتہائی منزل عالم کثرت میں ہوتا ہے۔ اب یہ مرشد کا کمال ہے جو اپنے اس طالب کو مقامِ دنیا، جو آخری مقام اسفل سافلین ہے، سے نکال کر اعلیٰ مقام وحدت تک لے جائے۔

حُسن اور صورت وسیرت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور صورت مبارکہ اس قدر جامع اور دلکش تھی کہ جو کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا اور زیارت کرتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامِ غلامی میں آجاتا تھا۔ آپ کے منور چہرہ مبارک کو کوئی ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھ سکتا اور نہ کسی کو بات کرنے کی جرأت ہوتی یعنی بات حلق میں اٹک جاتی حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود پوچھ لیتے۔ ریش مبارک گھنی تھی اس کو طول و عرض میں برابر رکھتے تھے اور اس میں کنگھی اس طرح فرماتے کہ بال کانوں کی دونوں لوؤں کی طرف ہو جاتے اور درمیان میں سیون (مانگ) بن جاتی اس طرح ریش مبارک بہت دلکش اور خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر رقیق القلب اور نرم خو تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو بھی حاجت مند آجاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے خالی نہ لوٹاتے بلکہ ہر حال میں اسے خوش کرنے کی پوری کوشش کرتے اور اگر پاس کچھ نہیں ہوتا تو گھر سے کپڑے وغیرہ لا کر اسے دے دیتے۔ کئی دفعہ اپنے غلاموں اور حاجت مندوں کو خود کھانا کھلاتے اور انہیں خوش کرنے کیلئے ہلکا سا مزاح بھی پسند فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سفید تہبند اور کرتہ استعمال فرمایا کرتے تھے،

---

[1] 'صاحب لولاک' میں اور بعض رسائل میں یہاں سجادہ نشین کا نام امیر سلطان تحریر کیا گیا ہے۔ امیر سلطان صاحب 1338ھ تا 1350ھ (1920ء تا 1931ء) تک سجادہ نشین رہے اس وقت تک تو سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت بھی نہیں ہوئے تھے۔ [2] بعض روایات میں یہاں مترجم کا نام مولوی نظام الدین لکھا گیا ہے اور 'صاحب لولاک' میں بھی یہی تحریر ہے لیکن درست نام حافظ محمد رمضان ہے کیونکہ حافظ محمد رمضان صاحب نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب کے تراجم کیئے اور انہیں دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے شائع کیا تھا۔

سر پر سفید دستار اور پاؤں میں کھسہ استعمال فرماتے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کی طرح آپؒ اکثر سفر میں رہتے تھے اور خاص طور پر گرمیوں میں کوئٹہ کی طرف جانا آپ کا معمول تھا۔ آپؒ نے قیام پاکستان سے قبل دہلی اور کابل کا سفر بھی فرمایا۔

آپؒ کے خلفاء

آپؒ کے ایک خلیفہ اکبر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ ہوئے جن کو آپؒ نے امانتِ فقر منتقل فرمائی اور پانچ خلفاء اصغر ہوئے جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

1۔ سلطان صفدر علیؒ

پہلے خلیفہ اصغر آپؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان صفدر علیؒ ہیں۔

2۔ غلام محمدؒ (جنوبی افریقہ)

ایک بار آپؒ کھوہار (ضلع جہلم) تشریف لے گئے وہاں آپؒ کے ایک مرید نے عرض کی کہ حضور میرا ایک بیٹا غلام محمد ہے جو اس وقت جنوبی افریقہ میں مقیم ہے۔ میں نے اسے بارہا کہا کہ تو کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہو جا مگر وہ ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہاں پاکستان میں آ کر بیعت نہیں ہونا اگر کوئی مرشد کامل ہے تو وہ مجھے پاکستان سے ہی افریقہ میں بیعت کر لے۔ میں اسے ہی اپنا مرشد تسلیم کروں گا۔ یہ بات سن کر آپؒ نے اپنے خلیفہ غلام یٰسین صاحب کو وضو کرنے کا حکم دیا اور اسم اللہ ذات کی تلقین فرمائی اور اپنے مرید سے فرمایا مبارک ہو ہم نے تمہارے بیٹے غلام محمد کو بیعت کر لیا ہے۔ پھر یہ وقت اور دن اپنے دوسرے خلیفہ ولایت شاہ کو حکم دے کر لکھوایا۔ کئی دن بعد غلام محمد صاحب کا افریقہ سے خط آیا جس میں اس نے دن، وقت اور اپنے مرشد کی صورت کی علامات لکھیں اور لکھا "میں پریشان بیٹھا تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ آج نماز پڑھوں۔ پھر نماز کیلئے وضو کر کے مسجد گیا نماز سے جب فارغ ہوا تو دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ ہیں اور میرے قریب آ کر بیٹھ گئے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بیعت کرتے ہیں اور اسم اللہ ذات کے متعلق تلقین کر کے چلے جاتے ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ایسی صورت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔"

جب کچھ عرصہ بعد غلام محمد صاحب پاکستان آئے تو ان کے والد انہیں آپؒ سے ملوانے کیلئے دربار شریف لے آئے لیکن پہلے وہ غلام محمد صاحب کو جان بوجھ کر دوسرے صاحبزادوں کے پاس لے جاتے رہے جنہیں دیکھ کر وہ کہتے کہ یہ وہ بزرگ نہیں ہیں۔ پھر آخر میں سلطان محمد عبدالعزیزؒ کے پاس لایا گیا جونہی انہوں نے آپ کی صورت مبارک دیکھی تو پکار اٹھے کہ یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے بیعت فرما چکے ہیں۔

ایک دفعہ آپؒ اپنے مرشد سلطان محمد بہادر علی شاہ صاحبؒ کے مزار پر موجود تھے اسی مرید غلام محمد نے عرض کی کہ افریقہ میں تبلیغ اسلام کی بہت ضرورت ہے یا تو خود تشریف لے چلیں یا اپنے کسی خلیفہ کو مقرر فرمائیں۔ اس اپیل پر آپؒ خاموش رہے۔ پھر فرمایا کل کسی کو خلیفہ بنا دیں گے۔ اب خلفاء سوچنے لگے کہ کل کس کی ڈیوٹی افریقہ میں لگے گی صبح جب آپؒ نماز فجر کے بعد وظیفہ سے فارغ ہوئے تو غلام محمد کو مزار کے اندر بلا لیا اور انہیں مزار پاک پر ہی بیعت فرما کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

3۔ حضرت عبداللہؒ

تیسرے خلیفہ اصغر کھوہار (جہلم) کے حضرت عبداللہ صاحب ہیں۔

4۔ پیر سیّد ولایت شاہؒ

چوتھے خلیفہ اصغر کھوکھراں تحصیل دینہ ضلع جہلم کے پیر سید ولایت شاہ صاحب ہیں۔ سیّد ولائیت شاہ صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ ایام محرم قریب تھے اور دربار سلطان العارفینؒ اور قصبہ سمندری کے راستہ میں ایک بہت بڑا گڑھا پڑا ہوا تھا۔ سلطان محمد عبدالعزیزؒ نے اپنے خادمین اور مریدین سے فرمایا کہ یہ گڑھا بھر دیا جائے تو آنے جانے میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ ختم ہو جائے اور کوئی آنے جانے والا اس میں گر کر زخمی نہ ہو جائے۔ دو دن بعد آپؒ نے دیکھا تو گڑھا اسی طرح موجود تھا۔ جب وہاں سے گزرتے ہوئے ولایت شاہ صاحب نے اپنے مرشد کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے تاثرات دیکھے تو رات کو کسی کو بتائے بغیر گڑھا بھر دیا۔ اگلے دن حضرت صاحب جب وہاں سے گزرے تو یہ معاملہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ سب لوگ خاموش رہے تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد ولایت شاہ صاحب نے آگے بڑھ کر عرض کیا "حضور اس ناچیز نے یہ گڑھا بھرا ہے" تو آپؒ نے فرمایا "تو پھر سلطان العارفینؒ نے تمہیں بھر دیا ہے"، اور انہیں سینے سے لگا کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

5۔ میاں جیونؒ

پانچویں خلیفہ اصغر جنڈانوالہ (جھنگ) کے میاں جیونؒ ہیں۔

انتقالِ امانتِ فقر

13۔ اپریل 1979 (6 جمادی الاول 1399ھ) بروز جمعۃ المبارک اپنے وصال سے صرف دو سال قبل آپؒ نے اپنے مرشد حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہؒ کے مزار مبارک کے قریب بیٹھ کر اپنے دائیں طرف سلطان صفدر علی صاحبؒ اور بائیں طرف سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کو بٹھایا اور مزار مبارک پر ہاتھ رکھ کر بیعت فرمایا اور اپنے سر سے دستار مبارک اتار کر سلطان محمد صفدر علی صاحبؒ کے سر پر رکھی اور خرقہ خلافت عطا فرمایا اور شور کوٹ سے دستار منگوا کر سلطان محمد اصغر علیؒ کو پہنائی اور امانتِ فقر منتقل فرمائی۔ چونکہ امانت (فقر) دل (باطن) میں منتقل کی جاتی ہے اور دستار ظاہری خلافت یا نظام چلانے کے لیے سر پر سجانے کے لیے ہوتی ہے اس لیے سلطان محمد عبدالعزیزؒ نے اپنے سر کی ظاہری دستار سلطان محمد صفدر علیؒ کو عطا فرمائی جبکہ سلطان محمد اصغر علیؒ کو رازداری سے امانت منتقل فرمائی اور اس منتقلی کے راز کو عوام الناس کی نظر سے پوشیدہ رکھنے کے لیے ان کو اپنے سر کی دستار عطا کرنے کی بجائے ان کے لیے، دستار شور کوٹ سے منگوائی۔

کرامات

❁ ایک دن آپؒ بارہ ٹالیاں (جھنگ) میں تشریف فرما تھے اور اپنے ایک مرید غلام محمد عرف دھوتو کو دربار شریف بھیجا کہ وہ گھوڑے کی زین وغیرہ لے آئے۔ جب دھوتو فقیر بارہ ٹالیاں سے چلا تو اس وقت دن ڈھل رہا تھا، دھوتو فقیر مغرب سے پہلے دربار شریف پہنچا اور وہاں گھر سے زین وغیرہ سر پر اٹھا کر واپس چل پڑا اور سوچنے لگا کہ اب تو سواری نہیں ملے گی کیونکہ اس زمانہ میں مغرب کے بعد اس روڈ پر ٹریفک بند ہو جاتی تھی۔ پھر یہ فیصلہ کیا کہ دریا کے راستے شورکوٹ چلا جائے لیکن دریا کے قریب پہنچا تو پریشان ہو گیا کہ یہاں تو کشتی بھی نہیں ہے اور دریا میں پانی بھی گہرا ہے۔ پھر یہ سوچتے ہوئے کہ دریا میں پانی برابر نہیں ہوتا گہرے پانی میں تیر لوں گا اور کم گہرے پانی میں دریا چل کر عبور کر لوں گا، سامان اور کپڑوں کی گٹھڑی سر پر رکھ کر دریا میں چھلانگ لگا دی ابھی چند قدم ہی دریا میں چلا تھا کہ ڈوبنے لگا، پھر کوشش کر کے دریا سے باہر نکل کر کنارے پر بیٹھ کر رونے لگا کہ آج یہ مجھ پر کیسا امتحان ہے۔ کافی دیر تک گریہ زاری کرتا رہا پھر دل کو مضبوط کر کے یہ فیصلہ کیا کہ میرا مرشد کامل ہے مجھے اس نے حکم سے دربار شریف بھیجا ہے اب میرے پاس ان کا سامان بھی ہے۔ میری موت دریا میں ہے تو ہو میں مرشد کے حکم کو درمیان میں نہیں چھوڑوں گا بیشک مر جاؤں۔ یہ سوچ کر وہ دوبارہ دریا میں داخل ہو گیا اس بار وہ پورا دریا پار کر گیا اور پانی پنڈلیوں سے بھی نیچے رہا۔ پھر رات تقریباً 12 بجے بارہ ٹالیاں پہنچا۔ اسے دیکھتے ہی حضرت صاحب مسکرا دیئے اور فرمایا "دھوتو اگر تو پہلی بار کامل یقین اور توکل کے ساتھ چلا آتا تو تب بھی پار ہوتا لیکن تجھے اس وقت دریا کا گہرا پانی خوف دلا رہا تھا اس لئے ڈوب گیا جب تو نے یقین کامل کر کے مکمل توکل اور بھروسہ کیا تو کامیاب ہو گیا۔"

❁ آپؒ اکثر فرماتے کہ قادری فقیر کامل تصرف کا مالک ہوتا ہے اس کی نگاہ نشانہ پر لگنے والے تیر کی مثل ہوتی ہے یعنی جتنا بھی بڑا مجمع ہو وہ جس کو چاہے فیض سے نواز دے اسے حجروں میں چھپنے کی ضرورت نہیں۔ آپؒ سے ملنے والے ہزاروں لوگ ہوتے تھے لیکن آپؒ دلوں کے حال دیکھ کر خاص بندوں پر مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؒ اپنے مرشد کے دربار شریف پر تشریف فرما تھے کہ آپؒ کا مرید لالہ احمد خان پٹھان کڑی خیسور (ڈیرہ اسماعیل خان) آکر گریہ کرنے لگا "جناب والا! ہماری دوسرے خاندان سے دشمنی ہے اور وہ بہت طاقتور ہیں انہوں نے پیغام بھیجا ہے کہ ہم چند دنوں میں حملہ کے لیے آئیں گے اور تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ آپ مہربانی فرمائیں ہمارے حق میں دعا فرمائیں۔ اللہ ہمیں دشمن سے محفوظ رکھے۔" آپؒ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ انشاءاللہ میرے مرشد پاک کے وسیلہ سے تم لوگ خیریت سے رہو گے۔ پھر اگلے دنوں جب دشمنوں نے لالہ احمد خان پر کڑی خیسور میں حملہ کیا اور لالہ احمد پر سیدھے دس فائر کر کے چلے گئے لیکن لالہ احمد مکمل امن و امان سے رہے اور انہیں یہ گولیاں کوئی گزند نہ پہنچا سکیں۔ کچھ دنوں بعد سلطان محمد عبدالعزیزؒ اپنے مرشد سلطان محمد بہادر علی شاہؒ کے پاس تشریف لے گئے وہاں سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہؒ نے آپؒ کو ان دس گولیوں کے سکے دے کر فرمایا کہ یہ گولیاں ہم نے اپنے ہاتھ پر روکیں ہیں۔ یہاں آپؒ نے مولانا رومؒ کے اس شعر کو ثابت کر دیا کہ:

اولیاء را ہست قدرت از اللہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

یعنی اولیاء کاملین کو بارگاہِ الٰہی سے وہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس موڑ لیتے ہیں۔ اس طرح ہی پیر صاحب نے کیا۔

❁ ایک دفعہ آپؒ اپنے مرشد سلطان محمد بہادر علی شاہؒ کے مزار پاک کی طرف جا رہے تھے کہ ہاتھی خیل میانوالی سے رب نواز خان اپنی کار سے اتر کر دوڑتا ہوا آیا اور آپؒ کے پاؤں میں سر رکھ دیا۔ آپؒ نے پوچھا "بتاؤ بھائی خیریت تو ہے؟" تو رب نواز خان نے رو رو کر عرض کی "جناب میرا بیٹا قتل کے ایک جھوٹے کیس میں ملوث ہے اگلے دن صبح اس کی آخری تاریخ ہے دعا کریں کہ اسے رہائی مل جائے۔" آپؒ نے فرمایا کہ صبر کرو میں اپنے مرشد حضور پیر صاحبؒ سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔ خان صاحب مزار شریف کے دروازے پر بیٹھ گئے اور آپؒ دروازہ بند کر کے مزار مبارک کے اندر تشریف لے گئے۔ جب آپ حاضری دے کر واپس آئے تو آپؒ نے رب نواز سے فرمایا "حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہؒ کی دعا کی برکت سے تمہارا لڑکا بری ہو گیا ہے لیکن نقرہ گھوڑہ شیرینی میں لگے گا۔" رب نواز نے عرض کیا "جناب ایک گھوڑا یا نو۔" تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا" آپ نے دینا تو ایک بھی نہیں لیکن یاد رکھو اگر عدالت جانے سے پہلے تیرے بیٹے عادل کی ہتھکڑی کھل کر نیچے گر جائے تو سمجھنا میرے مرشد کی دعا ہے اور اگر نہ گرے تو سمجھنا نہیں۔" اگلے دن جب اسے پیشی کے لیے پولیس والے لے گئے تو اس کے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں کھل کر گر پڑیں۔ پھر جب وہ عدالت میں پیش ہوا تو بری ہو گیا۔

❁ ایک دفعہ آپؒ گراکوڑ جو ٹانک (ڈیرہ اسماعیل خان) کے قریب ہے تشریف لے گئے۔ یہاں آپؒ کے ایک مرید ملک عمر دراز نے آپ کے پاس آکر عرض کی! جناب میری اولاد نہیں ہے دعا فرمائیں۔ تو آپؒ نے فرمایا اے عمر دراز اللہ تعالیٰ تمہیں دو بیٹے عطا کرے گا ایک کا نام عمر حیات اور دوسرے کا نام خضر حیات رکھنا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دو بیٹوں سے نوازا۔

❁ مارچ 1979ء کے آخری دنوں میں آپؒ کو گردوں کی شدید تکلیف ہوئی۔ آپ بارہ ٹالیاں جو کہ بھکر روڈ جھنگ سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مہر احمد خان[1] مگھیانہ کے ڈیرہ پر ڈاکٹر محمد یوسف سرجن کے زیر علاج رہے۔ ایک دن تکلیف زیادہ ہونے پر ڈاکٹر صاحب نے چیک اپ کرنے کے بعد مایوسی کا اظہار کیا لیکن آپؒ نے اگلے دن صبح سویرے سلطان الفقر سلطان محمد

[1] مہر احمد خان مگھیانہ ساکن بارہ ٹالیاں ضلع جھنگ، آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والے پہلے شخص ہیں۔

اصغر علیؒ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ کل ڈاکٹر صاحب نے میری صحت کے بارے میں مایوسی کا اظہار کیا ہے لیکن آپ مایوس نہ ہوں بلکہ آپ فوراً میرے مرشد پاک پیر بہادر علی شاہؒ کے دربارِ عالیہ پر حاضر ہوں اور وہاں مزار مبارک پر ہاتھ رکھ کر ان کی بارگاہ میں عرض کریں اور میری صحت کا سوال کریں اور پھر وہ ہاتھ کسی چیز کو لگائے بغیر واپس آجائیں۔ سلطان محمد اصغر علی صاحبؒ فوراً حضور پیر صاحبؒ کے دربار پر تشریف لے گئے اور دربارِ عالیہ پر حاضر ہوکر مزار پاک پر ہاتھ رکھا اور والد محترم کی صحت کا سوال عرض کیا پھر اسی حکم کے مطابق اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہوئے جب واپس پہنچے تو سلطان محمد عبد العزیز صاحبؒ نے سلطان محمد اصغر علی صاحبؒ کے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر لگایا اور پھر گردوں کے مقام پر پھیرا اس سے یہ اثر ہوا کہ فوراً تکلیف رفع ہوگئی۔

وصال مبارک

اپریل 1981ء کے آغاز میں ہی آپؒ کو آنکھوں کے آپریشن کیلئے لاہور میو ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ آپؒ نے 8 اپریل 1981ء کو فرمایا کہ مجھے آپریشن کی ضرورت نہیں کل 9 اپریل کو سلطان العارفینؒ کا عرس مبارک ہے میں اس میں ضرور شامل ہوں گا آپ لوگ مجھے گھر لے چلیں۔ سلطان محمد اصغر علی صاحبؒ اور سلطان محمد صفدر علیؒ نے اصرار کیا کہ آپریشن کرا کر ہی چلیں گے تو آپؒ نے فرمایا ''یاد رکھیں کہ میری موت لاہور میں لکھی جا چکی ہے۔'' آپؒ کے اصرار پر سلطان محمد اصغر علیؒ آپؒ کو واپس لے گئے۔ آپؒ نے تیاری کر کے 9 اپریل کو عرس مبارک میں شمولیت کیلئے دربار شریف پر حاضری دی۔

11 اپریل کو تکلیف بڑھ گئی تمام برادری نے مجبور کیا کہ لاہور چلے جائیں۔ جب آپ کو لاہور کیلئے لیکر چلنے لگے تو آپ نے فرمایا ''چلو رب کی رضا اسی طرح ہے''۔ آپ کو 12 اپریل کو صبح سات بجے لاہور میو ہسپتال دوبارہ داخل کروا دیا گیا۔ اچانک آپؒ پر غشی طاری ہوگئی دن کے وقت ایک بج کر پندرہ منٹ پر آپؒ نے آنکھ کھولی اور پوچھا کہ وقت کیا ہے؟ ایک مرید نے بتایا سوا ایک بج چکا ہے۔ استفسار کے انداز میں فرمایا کہ نماز کا وقت ہے۔ اس مرید نے عرض کی کہ ابھی کچھ دیر ہے۔ پھر فرمایا ہماری نماز کا ٹائم ہو چکا ہے آپؒ نے اشاروں سے تیمم فرمایا پھر ظہر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات لے آؤ تاکہ وظیفہ پڑھ لوں۔ جس پر یہ کہا گیا کہ وہ تو جلدی میں گھر رہ گیا ہے۔ اسی حالت میں 12 اپریل 1981ء بمطابق 7 جمادی الثانی 1401ھ بروز اتوار بعد نمازِ ظہر وصال فرما گئے۔ آپؒ کی زندگی میں اتوار کا دن بہت اہمیت رکھتا ہے آپ کی ولادت، بیعت اور وصال اتوار کے دن ہی ہوئے۔

وصال کے وقت آپؒ کی عمر 70 سال ایک ماہ تھی۔ وصال کے بعد 13 اپریل کو آپؒ کی نمازِ جنازہ حضرت سخی سلطان باھوؒ کے مزار پر ادا کرنے کے بعد آپؒ کو موجودہ مزار کی جگہ پر سپردِ خاک کیا گیا۔

مزار مبارک

آپؒ کا مزار مبارک حضرت سخی سلطان باھوؒ کے مزار مبارک سے شمال مشرق کی جانب تقریباً نصف کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، ساتھ ایک عظیم الشان مسجد ہے جو میرے مرشد پاک سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کے دور میں ہی مکمل ہو چکی تھی۔ مسجد اور آپؒ کا مزار سلطان العارفینؒ کے مزار کا عکس ہے۔

سجادہ نشین

آپؒ کے دربار پاک کے پہلے سجادہ نشین آپؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان محمد صفدر علیؒ مقرر ہوئے۔ اُن کے وصال کے بعد میرے مرشد پاک سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ متفقہ طور پر دوسرے سجادہ نشین مقرر ہوئے اب آپؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان محمد علی مدظلہ الاقدس سجادہ نشین ہیں۔

عرس پاک

آپؒ کے دربار پاک پر سال میں دو بڑے اجتماعات ہوتے ہیں۔ آپؒ کا عرس پاک آپؒ کے وصال کی ہجری تاریخ کے مطابق سلطان العارفینؒ کے عرس مبارک یعنی جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کے بعد پہلے اتوار اور سوموار کو منعقد ہوتا ہے۔ اور دوسرا بڑا اجتماع میلادِ مصطفیٰ ﷺ آپؒ کے وصال کی عیسوی تاریخ 12،13 اپریل کو ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ (خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصنیف لطیف ''مجتبیٰ آخر زمانی'' سے انتخاب)

فرمانِ باھو رحمتہ اللہ علیہ

جس طرح جانور کو اللہ اکبر کہہ کر چھری سے ذبح نہ کیا جائے وہ حلال نہیں ہوتا اسی طرح اگر نفس کو اللہ اکبر کی تکبیر سے ذبح نہ کیا جائے معرفتِ وصالِ حق تک ہرگز نہیں پہنچا جا سکتا۔ جو آدمی موت سے ڈرتا ہے وہ عاشق نہیں، ابھی خام ہے۔ جو طلبِ دیدار کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر خود کو مارتا نہیں وہ اہلِ دنیائے مردار ہے۔ (عقلِ بیدار)



اقوالِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ

محمد اسد خان سروری قادری

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند کے مشہور و معروف اولیاء اللہ میں سے ہیں جنہوں نے طالبانِ مولیٰ کی باطنی رہنمائی کے لیے کم وبیش 140 کے قریب کتب تحریر کیں جو مردہ قلوب کے لیے حیاتِ نو ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرب و وصال کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ہر ولی کامل کی تصانیف الہامی کلام ہی ہوتا ہے اسی طرح سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتب کے بارے میں فرمایا:

ہیچ تالیفے نہ در تصنیفِ ما
ہر سخن تصنیفِ ما را از خدا
علم از قرآن گرفتم از حدیث
ہر کہ منکر میشود اہل از خبیث

ترجمہ: میری تصنیف میں کسی قسم کی کوئی تالیف نہیں اور میری تصنیف کا ایک ایک لفظ خدا کی طرف سے ہے اور قرآن و حدیث کی گرفت میں لکھا گیا ہے۔ جو ان کتب کا انکار کرتا ہے وہ قرآن وحدیث کا انکار کرتا ہے اس لیے پکا خبیث ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی الہامی تصانیف ''رسالہ روحی شریف'' اور ''عین الفقر'' سے اخذ کیے گئے اقوال قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ گو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب اور ان کا ہر ہر لفظ راہِ حق کے طالبوں کے لیے بیش قیمت خزانہ ہے، اس خزانہ میں سے چند ہیرے آپ کے پیشِ خدمت ہیں۔

رسالہ روحی شریف

رسالہ روحی شریف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب میں نمایاں اور بلند مقام رکھنے والی تصنیف ہے اور طالبانِ مولیٰ اور راہِ حق کے مسافروں کے لیے اثرِ کیمیا رکھتی ہے۔ معرفتِ الٰہی حاصل کرنے والوں کے لیے ایسی نادر تصنیف کوئی اور نہ ہے۔ الفاظ کی شکل میں جو ہیرے جواہرات اس تصنیف لطیف میں موجود ہیں، ان میں سے چند سطریں درج ذیل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ اگر تو اپنے آپ سے (دوئی کا) حجاب ہٹا دے تو سب وہی ایک (اللہ کی) ذات ہے۔

❁ عارف واصل جس طرف بھی آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے سوائے اس (حق تعالیٰ) کے دیدار کے اُسے کچھ نظر نہیں آتا۔

❁ اگر راہِ سلوک کا طالب اس کتاب (رسالہ روحی شریف) کو مضبوطی سے تھام لے تو میں اس کتاب کے ہاتھ میں لیتے ہی اُسے زندہ دل اور روشن ضمیر بنا دوں گا۔

❁ جان لے کہ عارف کامل قادری ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔

عین الفقر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی مقبولِ عام کتاب عین الفقر ہے۔ راہِ سلوک کے مسافروں کے لیے نایاب تحفہ ہے جس میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے فقر سے متعلق اور فقر کی راہ پر چل کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کے تمام پہلوؤں کو بیان فرمایا ہے۔ اسی کتاب سے لیے گئے اقوال پیشِ خدمت ہیں جو

امید ہے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔

ابواب شروع کرنے سے پہلے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جس نے (اللہ کے سوا) کسی چیز کی جستجو کی اُسے اس چیز سے فائدہ نہ ہوا اور جس نے اللہ کی جستجو کی اسے ہر چیز میسر آگئی۔

❁ دانا بن اور یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ کا بھید صرف صاحبِ راز کے سینے میں پنہاں ہے۔

❁ جو شخص دل کا محرم ہو جاتا ہے وہ نعمتِ حق تعالیٰ سے ہرگز محروم نہیں رہتا۔

❁ مرشد کامل طالب اللہ کا ہاتھ پکڑتے ہی اسے امن الامان کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔

❁ اے مردک (نامرد، کمزور و کم ہمت آدمی) کوشش کر اور مرتبۂ مردک سے نکل کر مرتبۂ مرد حاصل کر۔

❁ اے عالم جاہل! مرشد کامل کی ایک نظر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

❁ شیطان اہلِ ہدایت (مرشد کامل) کی صورت ہرگز اختیار نہیں کر سکتا۔

❁ سن اے حق شناس! معیتِ حق تعالیٰ حاصل کر اور اللہ کے سوا ہر چیز کا نقش اپنے دل سے مٹا دے۔

❁ تلاوتِ قرآن اور جملہ ظاہری عبادات اگر چھوٹ جائیں تو ان کی قضا ممکن ہے لیکن دَم (سانس) کی قضا ہرگز ممکن نہیں۔

❁ پہلے علم (معرفت) حاصل کر پھر میدانِ معرفت میں قدم رکھ کہ حضورِ حق میں جاہلوں کی گنجائش نہیں۔

❁ اسرارِ معرفت اہلِ مدرسہ سے مت پوچھ کہ اگر کیڑا کتاب کو کھالے تو نکتہ دان نہیں بن جاتا۔

❁ انا ایک راز ہے جو اس راز کو فاش کر لیتا ہے وہ سب سے بڑے راز (یعنی اللہ) کو پا لیتا ہے۔

❁ مرشد کامل طالب اللہ کو پل بھر میں ہر جہان سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

❁ مرشد کامل کی پہچان کیا ہے؟ مرشد کامل کی ایک ہی نظر عبادت جاودانی سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

❁ مرشد کامل مکمل واصل اُسے کہتے ہیں جو طالب اللہ کو غیر ماسوی اللہ سے پاک کر کے اُس کی پریشانیوں کو ختم کر دے۔

❁ جب صاحب نظر مرشد طالب اللہ پر توجہ کرتا ہے تو طالب کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور خود بخود ذکرِ اَللّٰہُ میں محو ہو جاتا ہے۔

❁ فقیر وہ ہے جو آنکھیں بند کرے تو کونین کے اٹھارہ ہزار عالم کا مشاہدہ کرے۔

باب اوّل
شرح اسمِ اَللّٰہُ ذات اور توحید فنا فی اللہ کے بارے میں

❁ سن! توریت، زبور، انجیل اور اُم الکتاب یعنی فرقان یہ چاروں کتب محض اسمِ ''اَللّٰہُ'' کی شرح ہیں۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ عین ذات پاک ہے۔

❁ بندے اور مولیٰ (اللہ) کے درمیان رابطے کا وسیلہ یہ اسمِ اَللّٰہُ ہی تو ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر میں تفاوت وتجاوز استدراج ہرگز نہیں ہے۔

❁ مرشد کامل وہ ہے جو اسمِ اَللّٰہُ اور اسمِ مُحَمَّدْ کی راہ جانتا ہے۔

❁ مرشد کامل کی راہنمائی کے بغیر کبھی کوئی اللہ تک نہیں پہنچا اور نہ ہی پہنچ سکتا ہے۔

❁ جن لوگوں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کو اپنا جسم و جان بنا لیا وہ دونوں جہان میں غم والم سے آزاد ہو گئے۔

❁ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب روئے زمین پر اللہ کا نام لینے والا اور اُس کا چاہنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور ذکرِ اَللّٰہُ سے منع کرنے والا شخص دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ منافق ہوتا ہے یا حاسد ہوتا ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ دونوں جہان کی چابی ہے۔

❁ مرشد کامل جہاز کے دیدہ بان جہاز ران کی مثل ہوتا ہے جو جہاز رانی کے ہر علم و آفت سے واقف ہوتا ہے۔

❁ جن لوگوں نے اسم اَللّٰہُ کو اپنا جسم و جان بنا لیا وہ دونوں جہان میں غم والم سے آزاد ہو گئے۔

❁ جو شخص کلمہ طیبہ سے روگردانی کرتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

❁ نفس و زبان مخلوق ہیں اور قلب و جسم و روح بھی مخلوق ہیں جبکہ اسم اَللّٰہُ غیر مخلوق ہے۔ لہٰذا غیر مخلوق کو غیر مخلوق سے ہی یاد کرنا چاہیے۔

❁ مرشد ازل سے ابد تک کسی بھی مقام و منزل اور راہ و رسم سے ناواقف نہیں ہوتا۔ ازل و ابد کا تمام نظارہ اس کی ایک ہی نگاہ کی پہنچ میں ہوتا ہے۔

❁ ہر مسلمان اہلِ اللہ پر لازم ہے کہ وہ شیطان، دنیا اور اہلِ دنیا کے نام پر غصہ کرے۔

باب دوم
ذکرِ تجلیات و مقاماتِ فقر

❁ راہِ حق میں جتنے بھی مقامات آتے ہیں اُن میں سب سے سخت ترین مقام ''مقامِ تجلی'' ہے۔

❁ جب فقر کامل ہو جاتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔

❁ خاص الخاص تجلی وہ ہے جو حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نمودار ہوتی ہے۔

❁ جب تک طالب اللہ غرقِ وحدت نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ ہر مقام پر غمزدہ رہتا ہے۔

❁ مکانِ حق تعالیٰ لامکان میں ہے۔ یہ ایک مخفی راز ہے جو صرف عاشقوں پر کھولا جاتا ہے۔

❁ جو شخص صبح شام کسی فقیر کی زیارت کرتا ہے اُس پر آتشِ دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔

باب سوم
ذکرِ مرشد و طالب و فقر

مرشد کامل کسے کہتے ہیں؟ مرشد کن خواص و اوصاف کا مالک

ہوتا ہے؟ مرشد طالب کو کس طرح غرق توحید کرتا ہے اور کس طرح مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچاتا ہے؟ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے اور مرشد کس مقام اور کس درجے کا مالک ہوتا ہے؟ اس بارے میں اقوال باھُوؒ:

- مرشد صاحبِ تصرف فنا فی اللہ بقاباللہ فقیر ہوتا ہے جو مردہ قلب کو زندہ کرتا ہے اور زندہ نفس کو مارتا ہے۔
- مرشد لایحتاج ہوتا ہے۔
- مرشد صاحبِ خُلقِ عظیم ہوتا ہے۔
- وسیلت (مرشد) بہتر ہے فضیلت (علم) سے۔
- اگر تُو بے وسیلت ہے تو شیطان مردود کی راہ پر چل رہا ہے۔
- جس میں توکل نہیں وہ صاحبِ تلقین (مرشد) نہیں۔
- راہِ فقر میں دعا و بددعا کا کوئی کام نہیں کہ دعا و بددعا میں تاخیر ہو جاتی ہے۔
- ہر کوئی اپنے مرتبے کے لحاظ سے حقیقتِ احوال کو جانتا ہے لیکن فقیر فنا فی اللہ ہر مرتبے کی حضوری کے احوال جانتا اور پہچانتا ہے۔
- جو علم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر پڑھا جائے وہ مرتبۂ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پہنچاتا ہے۔
- جو علم روزگارِ دنیا کے حصول کے لیے پڑھا جائے وہ ابوجہل کے مرتبہ پر پہنچاتا ہے۔
- مرشد طبیب کی مثل ہوتا ہے اور طالب مریض کی مثل۔
- مرشد صاحب خُلق ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے خلق کا مالک ہوتا ہے۔
- مرشد اُس سنگ پارس کی مثل ہے جو اگر لوہے کو چھو جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے۔
- مرشد رفیقِ راہ کو کہتے ہیں۔
- مرشد کو چاہیے کہ وہ خدا بین ہو اور طالب کو چاہیے کہ وہ صادق الیقین ہو۔
- مرشد درخت کی مثل ہوتا ہے جو موسم کی سردی گرمی خود برداشت کرتا ہے لیکن اپنے سائے میں بیٹھنے والوں کو آرام و آسائش مہیا کرتا ہے۔
- مرشد کو نبی اللہ کی مثل ہونا چاہیے اور طالب کو ولی اللہ کی مثل۔
- مرشد اسے کہتے ہیں جو ایک ہی نظر سے علم کو بھلا دے اور دونوں جہان کی آشنائی بخش دے۔
- عارف مرشد کامل ہوتا ہے، معارف مرشد مکمل ہوتا ہے اور (اصل) مرشد وہ ہے جو کامل و مکمل ہو۔
- فقر میں دو راستے ہیں ایک کرم کا اور ایک کرامت کا۔
- فقراء کا جذب خدا کا قہر ہے، میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔
- وجودِ مرشد آئینے کی مثل ہے۔
- فقراء کا وہم خدا کی رحمت ہے جو ابدالآباد تک قائم ہے۔
- فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے، اگر کوئی اسے کچھ دے تو منع نہ کرے اور اگر اُسے کچھ ملے تو جمع نہ کرے۔
- عالم اُسے کہتے ہیں جو عین طالبِ حق ہے۔
- مولینا اُسے کہتے ہیں جو طالبِ مولیٰ ہے۔
- دانشمند اُسے کہتے ہیں جو اپنے نفس کے خلاف مدعی بن کر اُس کا محاسبہ کرے۔
- فاضل اُسے کہتے ہیں جو محبتِ الٰہی میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا رفیق باتوفیق بن جائے۔
- مرشد کو عالم ہونا چاہیے اور طالب کو متعلم، جاہل کی کوئی گنجائش نہیں۔
- جاہل وہ ہے جو حبِ دنیا میں گرفتار حرص و ہوا کا بندہ ہو۔
- اگر درویش نہ ہوتے تو تمام شہر و آبادیاں ویران ہو جاتیں۔
- جس مقام پر درویش بھوکا سو جائے وہاں خرابی و پریشانی ڈیرے ڈال دیتی ہے۔
- جو مرشد اہلِ فقر، اہل اللہ فنا فی اللہ بقاباللہ فقیر ہو وہ ہر وقت اللہ کی پناہ میں رہتا ہے۔
- مرشد اسباب کی بجائے مسبب کی راہ پر چلاتا ہے۔
- مراتب مرشدی باپ دادا کی میراث نہیں بلکہ سر قربان کر کے راہِ حق کی صرافی ہے۔

باب چہارم
توفیق الٰہی سے نفس کی مخالفت و تسخیر کے بارے میں

- جان لے کہ خوشنودیٔ خدا نفس کے خلاف چلنے میں ہے۔ نفس سانپ کی مثل ہے اور اس کے خصائل کفار جیسے ہیں۔
- طالب اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر دم، ہر گھڑی اور ہر وقت نفس کی مخالفت کرتا رہے۔
- صاحبِ نفسِ مطمئنہ اہلِ معرفت ہوتا ہے۔
- مناسب ہے کہ نفس کو کھانے کے لیے دائمی ذکر اَللّٰہُ کی خوراک دی جائے۔
- طالبِ اللہ فقیر کامل (مرشد) سے صرف ''اللہ'' مانگتا ہے۔
- نفس پر فولادی تلوار چلانا اہلِ دین، اہلِ اللہ کا کام ہے۔
- خدائے عزّوجل کی معرفت و پہچان دل کے نور سے ہوتی ہے۔
- اگر کسی کو طاعت و ریاضت اور پارسائی سے حق حاصل ہوتا تو ابلیس کو ہوتا کہ وہ زاہد و عابد اور اطاعت گزار تھا لیکن زہد و ریاضت سے اس کے وجود میں انا پیدا ہو گئی تھی جس سے وہ مردود ہو گیا۔
- اگر تُو اولادِ آدمؑ ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں کتے سے تو کمتر نہ ہو۔
- تجھے ایسے ذکر سے شرم آنی چاہیے کہ جس میں جسِ دم تو ہے لیکن حسبِ ذکر کچھ نہ ہو۔
- جس ذاکر کو حضوریٔ حق حاصل نہ ہو وہ خطرات میں گھرا رہتا ہے۔
- جس پر اللہ کا قہر نازل ہو جائے وہ اہلِ نفس، شہوت پرست، ہوا پرست اور طالبِ دنیا ہو جاتا ہے۔
- نفس طلبِ غیر کو کہتے ہیں۔

❁ نفس کسے کہتے ہیں؟ جو راہِ خدا سے روکے۔

❁ نفس کیا چیز ہے؟ نفس فربہ خنزیر کی مثل ہے جو کفار سے دوستی رکھتا ہے اور خودی وخود پرستی میں مبتلا رہتا ہے۔

❁ فقراء سے ڈرو کہ وہ حالتِ شہوت میں باشعور، فنافی اللہ حضور اور مدنظر اللہ منظور ہوتے ہیں۔

❁ جس دل میں حبِّ دنیا بس جائے وہ شیطان کا گھر ہے۔

❁ نفس بادشاہ ہے، شیطان اس کا وزیر ہے اور دنیا اُن دونوں کی ماں ہے جو اُن دونوں کی پرورش کرتی ہے۔

❁ طمع جال کی مثل ہے اور دنیا دانے کی مثل ہے۔ جس پر اہلِ حرص طالبِ دنیا دیوانہ ہو جاتا ہے۔

❁ جس آدمی کا نفس کمزور ہے اس کا دین مضبوط ہے۔

❁ جن لوگوں نے اپنے نفس کو آباد کر رکھا ہے وہ شیطان کے پیروکار ہیں۔

❁ خدائے عزوجل کی معرفت و پہچان دل کے نور سے ہوتی ہے نہ کہ دل کی ظلمت سے۔

❁ جس آدمی کے دل کا میلان نفس کی طرف ہو جاتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔

❁ جس دل پر رحمتِ خداوندی کی نظر ہے وہ نفس و شیطان سے جدا ہے۔

❁ نفس چور کی مثل ہے اور طالب اللہ چوکیدار کی مثل ہے جو خطراتِ چور سے خبردار کرتا ہے۔

❁ دنیا آگ کی مثل ہے اور حرص دوزخ کی مثل ہے۔

❁ حاصلیتِ حق کا راز اُس اخلاص و محبت میں پایا جاتا ہے جو خالص اللہ کے لیے ہو۔

❁ اہلِ ذکر صابر و شاکر ہوتا ہے۔

❁ جس ذاکر کو حضوری حاصل نہیں وہ خطرات میں گھرا رہتا ہے۔

❁ دانشمند وہ ہے جو عشق میں کامل ہو۔

باب پنجم
علماء، فقراء اور ذکرِ اَللّٰہُ کے بارے میں

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''اگر علماء میں حسد نہ ہوتا تو وہ مرتبۂ انبیاء پر فائز ہوتے۔''

❁ علماء طالب علم ہیں اور فقراء طالب مولیٰ ہیں۔

❁ بے معرفت علم ایسے ہے جیسے کہ نمک بے طعام۔

❁ جسے بھی حضوریٔ حق نصیب ہوئی صحبتِ اہل اللہ سے ہوئی کہ وہ غرقِ توحید ہوتے ہیں۔

❁ فقیر اپنے دل میں دنیا و اہلِ دنیا سے رغبت اور غیر ماسویٰ اللہ سے طمع نہیں رکھتا۔

❁ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے ''اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر (دنیا) سے دوسرے گھر (آخرت) میں منتقل ہو جاتے ہیں۔''

❁ عالم فقیر کا محتاج ہے جبکہ فقیر عالم کا محتاج نہیں کہ اس کے پاس علم فیض ہے۔

❁ تجھے جو کچھ مانگنا ہے اللہ سے مانگ۔

❁ جسے اللہ پاک کے قرب و دیدار کی طلب ہے وہ فقر اختیار کرے۔

❁ راہِ حق کا تعلق علم اور جہالت سے نہیں ہے بلکہ خالص محبتِ الٰہی سے ہے۔

❁ سن! اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ سمجھتا ہے اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کرتا ہے تو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

❁ عالم وہ ہے جو انبیاء و آثارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وارث اور امینِ خدا ہو۔

❁ جو عالم علم پر عمل نہیں کرتا علم اُس کے لیے وبالِ جان بن جاتا ہے۔

❁ انبیاء کا ورثہ وہ عالم ہیں جو قدم بقدم انبیاء کی پیروی کرتے ہیں۔

❁ صاحبِ فقر عالم ہے اور عالم اللہ کا دوست ہے اور جو اللہ کا دوست ہے وہ پیوستہ خدا ہے۔

❁ فقیر دنیا و اہلِ دنیا سے بیزار رہتا ہے۔

❁ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔

❁ علماء صاحبِ شعور و صاحبِ فہم ہیں اور فقرا اہلِ حضور و صاحبِ وھم۔

❁ عالم اہلِ دانش و صاحبِ شعور ہے اور فقیر عاشق دیوانہ بحق حضور ہے۔

❁ فقیر خادم و عالم مخدوم ہے۔

❁ علماء ناصح ہیں اور فقرا مسیح ہیں اور مسیح قبروں کے مردوں کو زندہ کرتا ہے۔

❁ علماء (ظاہر) کی نظر لذتِ دنیا پر لگی رہتی ہے اور فقیر کی نظر خوفِ روزِ قیامت پر ہوتی ہے۔

❁ ظالم کا چہرہ دیکھنے سے دل کی سیاہی بڑھتی ہے۔

❁ ہر چیز کی چابی ہے اور جنت کی چابی فقراء کی محبت ہے۔

❁ جو بھی واصل بحق ہوا وہ انسان ہی ہوا نہ کہ کوئی جن و فرشتہ۔

❁ فقیر کی زبان اللہ کی تلوار ہے۔

❁ فقیر وہ ہے جو صاحبِ تسلیم و رضا ہو بلکہ خارج از قدر و قضا ہو۔

❁ فقراء اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے جب تک کہ عرش ان کی نگاہ کے سامنے نہ ہو۔

❁ اگر عمل کے بغیر علم کو فضیلت حاصل ہوتی تو ابلیس کو حاصل ہوتی اور وہ گمراہی کا شکار نہ ہوتا۔

❁ جس کا دین و ایمان مردہ ہو جائے وہ منافقت، کفر، معصیت اور حبِّ دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

باب ششم
مراقبہ و مشاہدہ، خواب و تعبیر اور غرق فنافی اللہ کے بارے میں

❁ مراقبہ محبتِ الٰہی کا نام ہے۔

❁ جس شخص کے وجود میں ذکرِ قلب خاص جاری ہو جاتا ہے اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ ذکرِ اَللّٰہُ اور اسم اَللّٰہُ ذات کے سوا کسی اور چیز کو نہیں دیکھتا۔

❁ مراقبہ سوائے اللہ کے کسی اور شے سے کوئی غرض نہیں رکھتا۔

❁ مراقبہ اس طرح کرنا چاہیے کہ جیسے غواص سمندر میں غوطہ زنی کرتا ہے اور ہر بار سمندر سے موتی نکال لاتا ہے۔

❁ طالبِ ذات کی شان ہی نرالی ہے کہ وہ شش جہات

کی کسی بھی چیز کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا، بھلا وہ آنکھ ہی کیا جو یار کے علاوہ کسی اور طرف اُٹھے۔

❁ طالبِ اللہ جب مراقبہ میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کو دیکھتا ہے تو اسمِ اَللّٰہُ ذات اسے مقامِ عین پر پہنچا دیتا ہے جہاں وہ اپنے مطلوب کو دیکھتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کے امرِ کُن کی وہ سیاہی جو نوکِ قلم پر بچ گئی تھی، فقرا کی زبان پر لگا دی گئی ہے۔

❁ شیطان کو یہ چند صورتیں اختیار کرنے کی ہرگز قدرت نہیں۔ اللہ عزوجل کی صورت، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت، آفتاب و ماہتاب کی صورت، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے اور مدینہ شریف کی صورت اور کعبہ و بیت اللہ و قرآن کی صورت، کہ یہ سب صورتیں ہادی ہیں اور شیطان ہادی اور ہدایت کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ شیطان اور اس کی راہ باطل ہے اور باطل حق سے نہیں مل سکتا۔

❁ مرشد کو چاہیے کہ طالبِ اللہ کو مراقبہ میں ریاضت کرائے لیکن زہد و تقویٰ والی ریاضت نہیں بلکہ تصور و تفکر والی ریاضت کرائے۔

❁ مرشد صاحبِ تحقیق ہوتا ہے اس لیے اہلِ صفات اور اہلِ ذات کو فوراً پہچان لیتا ہے۔

❁ بیت: اے باھُوؒ! جو شخص طالبِ مولیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لیے اس سے بہتر اور کوئی عمل نہیں کہ وہ کسی مرشد کامل کو اپنا پیشوا بنا لے۔

❁ طالبِ اللہ کے لیے صدق ضروری ہے۔

❁ وہ شخص صدق دل سے خالی ہے جس کے دل میں حبِ دنیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ ہر وقت بندے کے ساتھ رہتا ہے مگر بندہ اسے فراموش کیے رہتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

❁ بیت: فقر سات پشتی میراث نہیں کہ کسی کو بھی وراثت میں مل جائے اور نہ ہی زبانی گفتگو سے حقیقتِ فقر تک پہنچا جا سکتا ہے۔

❁ فقر بھی موجِ دریا کی طرح موجِ عطا ہے جس کے انتظار میں فقیر مدتوں بیٹھے رہتے ہیں اور یہ اسی کو نصیب ہوتی ہے جسے اللہ بخشتا ہے۔

❁ دنیا دو قسم کی ہے، ایک حلال اور ایک حرام۔ اور یہ دونوں بُری ہیں کہ حلال پر حساب ہے اور حرام پر عذاب۔

❁ دنیا باطل ہے اور ذکرِ اَللّٰہُ حق ہے۔

❁ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''دنیا مکر و فریب ہے اور مکر و فریب سے ہی ہاتھ آتی ہے۔''

❁ جب تو اقرار کرتا ہے ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' تو پھر غیر کے آگے ہاتھ کیوں پھیلاتا ہے۔

❁ اہلِ دنیا پر عقبیٰ حرام ہے اور اہلِ عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہلِ دیدارِ حق پر دنیا و عقبیٰ دونوں حرام ہیں۔

❁ جس قدر کوئی دنیا سے دوستی رکھتا ہے اسی قدر قربِ حق تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے کہ بندے اور مولیٰ کے درمیان حجاب ہی دنیا ہے۔

❁ جو کوئی دنیا سے محبت کرتا ہے دنیا اس کو اپنا دیوانہ بنا کر اس قدر اُلجھا دیتی ہے کہ پھر وہ اس سے نجات پا ہی نہیں سکتا۔

❁ بیت: سونے کا رنگ زرد کیوں ہے؟ اس لیے کہ اہلِ ہمت کے سامنے آ کر اس کے چہرے پر زردی چھا جاتی ہے۔

❁ طالبِ مولیٰ وہ مرد مذکر ہے جو دنیا سے وضو اور آخرت سے غسل کر لیتا ہے۔

❁ ذاکرِ قلب وہ ہے جو اپنے دل میں غیر ماسویٰ اللہ کی طلب نہیں رکھتا ورنہ وہ کلب (کتا) ہے۔

❁ فقر اللہ کے سوا کسی چیز کا محتاج نہیں لیکن ہر چیز اس کی محتاج ہے۔

❁ دو لاکھ اسی ہزار (280000) صورتیں فقیر کے وجود سے نکل کر اس سے ملاقات کرتی ہیں اس کے بعد وہ مرتبہ فقر کو پہنچتا ہے۔

❁ دنیا ایک فتنہ ہے اور یہ فتنہ بندے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے۔

❁ فقیر اس طرح نماز پڑھتا ہے کہ خود امام اور خود ہی مقتدی بن کر اللہ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول رہتا ہے۔

❁ مراقبہ یک دلی کا نام ہے کہ دو دلی منافقت ہے۔

❁ بیت: جب تو مذہب عاشقی نہیں جانتا تو کسی درویش سے علمِ عاشقی کیوں نہیں سیکھتا۔

❁ فقیر وہ ہے کہ جس کے دل میں اسرارِ دو جہان آشکارہ ہوں۔

❁ علمِ دانش کو چھوڑ اور علمِ باطن حاصل کر کہ اس کے ایک ہی لفظ سے جملہ علومِ دانش آ جاتے ہیں۔

❁ دل بیدار نہ ہو تو دیدارِ الٰہی کہاں ہو سکتا ہے؟ سجدۂ دیوار سجدۂ دیدار تو نہیں۔

❁ معرفت درمیانہ مرتبہ ہے مقامِ لامکان اس سے بہت آگے ہے۔

❁ راہِ طلب میں قربِ غفلت ہے اور حضوری ذاتِ حق سے دوری ہے اس لیے باھُوؒ ذاتِ حق میں فنا ہو کر عین نور ہو گیا ہے۔

❁ خلوت میں شیطانی خلل پیدا ہوتا ہے۔ خلوت مکرِ عظیم ہے۔

❁ یار تیری بغل میں ہے اور تُو اسے خلوت میں تلاش کر رہا ہے۔ ایسی خلوت سے ہزار بار توبہ کر اور پاس بیٹھے ہوئے یار کا دیدار کر۔

❁ جب تو اپنے پیشوا کو اپنا یار اور ساتھی بنا لے گا تو میری اس بات کی صداقت تجھ پر واضح ہو جائے گی کہ اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

❁ خلوت ایک راہزن ہے جس نے ہزار ہا لوگوں کے منہ بند کر رکھے ہیں۔

❁ تو نے اپنا معبود و مقصود دنیا کو بنا لیا ہے جبکہ اہلِ اللہ عاشقوں کی نظر میں دنیا مردود ہے۔

❁ بزرگوں کا قول ہے کہ جو کہو مختصر مگر جامع کہو۔

❁ مشرک و کافر نہ بن اور راہِ راستی اختیار کر کہ راہِ شریعت کو چھوڑ کر فقیر اور کوئی راہ نہیں چلتا۔

❁ لوگ کثرتِ دنیا ہی کی وجہ سے کافر یا مشرک بنتے ہیں۔ کبھی کسی مفلس نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا، جب بھی کیا اہلِ دنیا نے ہی کیا۔

❁ فقیر وہ ہے جو ان دونوں کو ہی نہیں چاہتا یعنی نہ دنیا کو نہ آخرت کو۔ وہ ان دونوں کو ہی مسترد کرتا ہے۔

- زمان ولامکان پر مکمل تصرف رکھنے والا طریقہ قادری ہے اور قادری بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک زاہدی قادری اور دوسرے سروری قادری۔ سروری قادری طریقہ وہ ہے جو اس فقیر (باھُوؒ) کو حاصل ہے۔
- سروری قادری طریقہ کم حوصلہ نہیں یہ نہایت ہی فیض بخش طریقہ ہے۔
- کیا تو آدمی کو محض خاکی و خام سمجھتا ہے؟ ارے اس فانوس کو خالی نہ سمجھ کہ اس کے اندر ایک نوری چراغ روشن ہے۔
- ابتدائی درجے کا قادری دیگر سلسلوں کی انتہا پر ہوتا ہے اور انتہائی درجے کا قادری محبوبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے پر ہوتا ہے۔ یعنی وہ فنا فی اللہ بقا باللہ کے مرتبہ پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی اس سے یا اس کے طالب مرید سے عداوت رکھتا ہے تو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور وہ (عداوت رکھنے والا) مرتبۂ ابلیس پر جا پہنچتا ہے۔ جو اس پر شک کرتا ہے یا شک میں پڑ جاتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے کہ نائب محمد رسول اللہ، وارثِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کلید دو جہان حضرت محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ جو یہ اعتقاد نہیں رکھتا وہ گروہِ شیطانی کا راندۂ دو جہان سرگردان و پریشان ہے۔
- منافق کو علم و دانش حاصل ہوتا ہے نہ حقیقت و یقین۔
- منافق درویش کافر کا کافر ہی رہتا ہے، وہ دنیا کا ہوتا ہے نہ دین کا۔
- جس شخص کے وجود میں ذکرِ روح جاری ہو جاتا ہے اس کی چشمِ روح کھل کر روشن ہو جاتی ہے اور اسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔
- فقر سوائے اللہ کے کسی شے سے کوئی غرض نہیں رکھتا۔
- اگر تیرا مقصود خانہ کعبہ ہے تو وہ ہزاروں سال کی مسافت پر ہے لیکن عشق تیرا رہبر ہو تو یہ فاصلہ نصف قدم بھی نہیں۔
- مرشد اگر کامل نہ ہو تو طالب کا یقین کس کام کا؟ یقین تو نام ہے چشمِ بصیرت کی دید کا، نہ کہ کولہو کے چشم بند بیل جیسے اندھے مرشد کا۔
- مرشد کامل اکمل کعبہ کی مثل ہے جس کے حرم میں داخل ہونے والا اگر نیک ہے تو نیک ہی رہتا ہے اور اگر بد ہے تو بد ہی رہتا ہے۔
- علمِ دانش کو چھوڑ اور علمِ باطن حاصل کر کہ اس کے ایک ہی لفظ سے جملہ علومِ دانش آ جاتے ہیں۔
- فقیر وہ ہے کہ جس کے دل میں اسرار ہر دو جہان آشکار ہوں۔
- جس وجود میں ایک کے علاوہ دو یا تین خدا موجود ہوں وہ مردود ہے۔
- تو نے اپنا معبود و مقصود دنیا کو بنا لیا ہے جبکہ اہلِ اللہ عاشقوں کی نظر میں دنیا مردود ہے۔

باب ہفتم
ذکرِ جہر و ذکرِ خفیہ کے بارے میں

- تمام اذکار میں سب سے افضل ذکر کلمہ طیب 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ' کا ذکر ہے۔
- عبادت ذکرِ اَللّٰہُ کی محتاج ہے اور اہلِ ذکر اہلِ فقر کا محتاج ہے اور اہلِ فقر کسی کا محتاج نہیں۔ پس جسے تصدیقِ دل حاصل نہیں وہ ذاکر بھی نہیں۔
- خدا ترسی و صفائی و تصدیقِ دل ذکرِ اَللّٰہُ سے پیدا ہوتی ہے۔
- ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو۔
- ذکر نام ہے پاکیزگی کا۔
- جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے اسی طرح ذکرِ اَللّٰہُ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
- نماز میں پہلے ذکرِ اَللّٰہُ ہے اور بعد میں نماز ہے۔ جس میں سب سے پہلے بھی ذکرِ اَللّٰہُ ہے، پھر تکبیر تحریمہ بھی ذکر اللہ ہے اور آخر میں تمام نماز ہی ذکرِ اَللّٰہُ ہے۔
- قرآنِ مجید کے نزول کا آغاز بھی اسم اَللّٰہُ سے ہوا جو ذکرِ اَللّٰہُ ہے۔
- جس اعمال نامے پر سرِ فہرست اللہ کا نام ہوگا وہی اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
- جب اعمال نامے کو ترازو میں تولہ جائے گا تو جس پلڑے میں اسم اَللّٰہُ ہوگا وہی پلڑا بھاری ہوگا۔
- جو آدمی ذکرِ اَللّٰہُ کا مذاق اڑاتا ہے، یا غصہ کرتا ہے، یا ذکرِ اَللّٰہُ سے دشمنی کرتا ہے، وہ لعین ہے اور وہ تین حکمتوں سے خالی نہ ہوگا، یا تو وہ کافر ہوگا یا منافق ہوگا یا فاسق ہوگا اور یہ تینوں گروہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں بھی موجود تھے۔
- باطن میں نفس سے جنگ بھی ذکرِ اَللّٰہُ ہی کے ہتھیار سے کی جاتی ہے۔
- بیت: سالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی ہادی (مرشد کامل) کو اپنا پیشوا بنا لے تاکہ وہ اسے اسرارِ الٰہی سے آگاہی بخش کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری سے مشرف کر دے۔
- دل تین قسم کا ہوتا ہے۔ زندہ دل ہرگز نہیں مرتا۔

ایک دل اللہ والوں کا ہے جو ہر وقت ذکرِ اَللّٰہُ کے نور سے جگمگاتا رہتا ہے۔

دوسرا دل کافروں کا دل ہے جس میں حبِّ دنیا کی ظلمت بھری رہتی ہے۔

تیسرا دل اہلِ دنیا کا سلب شدہ دل ہے۔ اس دل کے مالک معرفتِ الٰہی سے محروم و خوار، باطن میں بے خبر گدھے کی طرح باربردار جانور ہیں۔

- جاہل آدمی ویران زمین کی مثل ہے کہ جس میں بیج کبھی نہیں پھوٹتا۔ عالم تر زمین کی مثل ہے۔
- عقل وہ ہے جو خدا تک پہنچائے۔ عالم وہ ہے جو وحدتِ الٰہی کی معرفت بخشے۔
- بیت: ذکرِ خاص وہ ذکر ہے جو ہر سانس کے ساتھ کیا جائے۔
- طالب کے لیے ایسے وجود کی ضرورت ہے جو ذکرِ معبود سے آرام و قرار پکڑے۔
- اسم اَللّٰہُ ذات پاک ہے اور پاک وجود میں ہی قرار پکڑتا ہے۔
- ذکر صابن کی مثل ہے اور طالب کا وجود ناپاک کپڑے کی مثل ہے۔

❀ سن! علماء (ظاہر) کو قرآنِ مجید میں اسمِ اعظم اس لیے نہیں ملتا کہ اسمِ اعظم صرف وجودِ اعظم ہی میں قرار پکڑتا ہے۔ جو یا تو فقیر کامل مکمل کے پاس ہوتا ہے یا علمائے عامل کے پاس، اور علمائے عامل فقیر کامل ہوتے ہیں۔

❀ اسمِ اعظم اسے نصیب ہوتا ہے جو صاحبِ مسمّٰی ہو اور جو صاحبِ مسمّٰی ہو جاتا ہے وہی اسمِ اعظم ہوتا ہے۔

❀ علمائے عامل اور فقیرِ کامل کے پیٹ میں حرام کا لقمہ ہرگز نہیں جاتا خواہ ظاہر و باطن میں زمین و آسمان کی ہر چیز حرام ہو جائے۔

❀ جس طرح نبی کا حق امت پر ہوتا ہے اسی طرح علمائے عامل اور فقیرِ کامل کا حق مخلوق پر ہوتا ہے۔

❀ سن اے صاحبِ دل! تیرا دل کعبۂ اعظم ہے، اسے بتوں (خیالِ غیر) سے پاک کر، تیرا دل بیت المقدس ہے اسے بت گروں کی دکان مت بنا۔

❀ قلبِ منیب وہ ہے جو ہر چیز سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔

❀ جس دل میں محبتِ الٰہی نہیں وہ آتشِ دوزخ میں جلے گا۔

❀ دل کے یہ حجاب اس وقت تک نہیں ہٹتے جب تک کہ اس پر مرشدِ کامل کی نظرِ کرم نہ پڑے۔

❀ دل اسرارِ معرفتِ وحدانیتِ الٰہی کا گنجینہ ہے۔

❀ باکمال مرید وہ ہے جو ظاہر باطن میں اپنے پیر و مرشد کے کسی بھی قول و فعل سے بدظن نہ ہو۔

❀ بیت: کسی نے بھی مجھ سے طلبِ خدا کا سوال نہیں کیا ورنہ میں اسے عرش و کرسی تک پہنچا دیتا۔

❀ ذکرِ اللہ ہو تو آتشِ عشق کی گرمی و حرارت سے ہو۔

❀ جب تک تُو فنا در فنا نہیں ہو جاتا اللہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

❀ طالبانِ نفس بہت زیادہ ہیں مگر اہلِ غم طالبانِ دیدارِ مولیٰ بہت کم ہیں۔

❀ نفس کافر و یہود سے خبردار ہو جا کہ وہ تجھے ہر حیلے، بہانے مصیبت میں ڈالتا ہے۔

❀ فقر کیا ہے؟ یہ کہ تُو طمع نہ کرے، اگر کوئی تجھے کچھ دے تو منع نہ کرے اور اگر کچھ ملے تو جمع نہ کرے۔

باب ہشتم
احوالِ ذکرِ عشق و محبت و فقر فنا فی اللہ وصال کے بارے میں

❀ جان لے کہ عشق بلند پروازی کا نام ہے۔ مکھی چاہے ہاتھ ملے یا سر مارے یا ہزار ہا اڑانیں کرتی پھرے مگر شہباز کے منصب و مرتبے کو نہیں پہنچ سکتی۔ اسی طرح زاہد جتنی بھی ریاضت کرے صاحبِ راز نہیں بن سکتا۔

❀ بیت: ''اللہ'' میرے لیے کافی ہے۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے کہ میں اپنے نفس کی گردن اڑا چکا ہوں۔

❀ جان لے کہ عاشق فقیر خدا کا بھید ہے، جو اس بھید کو پا لیتا ہے وہ اسے پہچان لیتا ہے اور اس کی معیت اختیار کرتا ہے۔

❀ فقیر صاحبِ تحصیل ہوتا ہے اور عالم صاحبِ تفصیل ہوتا ہے۔

❀ بندہ جب لاہوت میں پہنچتا ہے تو تب طالبِ مولیٰ مذکر بنتا ہے۔

❀ فقر کو مالک الملکی مراتب حاصل ہیں۔

❀ فقر کا تعلق غوثیت، قطبیت یا کشف و کرامات سے نہیں بلکہ عین ذاتِ حق تعالیٰ سے ہے۔

❀ فقر عطائے الٰہی ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

❀ فقر تو خود سے فنا ہو کر فنا فی اللہ بقا باللہ ہونے کا نام ہے اور یہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم سے ہی کسی کو بخشا جاتا ہے۔

❀ ابتدائے فقر محجوب ہے، متوسط فقر مجذوب ہے اور انتہائے فقر محبوب ہے۔

❀ حقیقتِ اسرارِ فقر یکتائی نسخۂ دل ہے جس کی دریافت بغیر مرشدِ کامل کے مشکل ہے۔

❀ ابتدائے فقر عبودیت ہے اور انتہائے فقر ربوبیت ہے۔

❀ ابتدائے فقر علم الیقین و عین الیقین ہے اور انتہائے فقر حق الیقین ہے۔

❀ سن فقرا کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں، ہو جاتا ہے۔

❀ فقیر منفرد مذکر مرد ہوتا ہے۔ منفرد فقیر کا نام ہی نور الہدیٰ ہے۔

❀ جو شخص چاہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی دوستی نصیب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ہر وقت نمازِ دائمی (تصورِ اسمِ اللہ ذات) میں مشغول رہے۔

❀ اہلِ ایمان کے لیے پانچ چیزیں باعثِ زوال ہیں جس نے ان کو بند نہ کیا اس پر راہِ فقر نہ کھلے گی۔ ان پانچ چیزوں سے توبہ کرنی چاہیے یعنی (بندے کے) کان، آنکھیں، زبان، ہاتھ اور پیر توبہ کریں۔

i جن باتوں کا سننا درست نہیں انہیں مت سنے۔
ii جن چیزوں کا دیکھنا درست نہیں انہیں مت دیکھے۔
iii جن باتوں کا کہنا درست نہیں انہیں مت کہے۔
iv جن چیزوں کا پکڑنا درست نہیں انہیں مت پکڑے۔
v اور جہاں جانا درست نہیں وہاں مت جائے۔

❀ صرف فقراء ہی ہیں جو ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔

❀ مجھے تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو دوسروں کا محاسبہ کرتے ہیں اور انہیں عذابِ قید میں مبتلا کرتے ہیں لیکن اپنا محاسبہ نہیں کرتے۔

❀ علم پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا فرض ہے۔

❀ جو عالم علم سے دنیا کا فائدہ اٹھاتا ہے اس (علم) سے دین کا فائدہ اٹھ جاتا ہے۔

❀ بیت: جو شخص دنیا کو اچھا سمجھتا ہے وہ منافق ہے۔

❀ نیکی کی راہ دکھانے والا بھی نیکی کرنے والا ہوتا ہے۔

❀ کلمہ طیب بہشت کی چابی ہے۔

❀ جس شخص کو تصدیقِ دل حاصل نہیں اس کے زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔

❀ ہر چیز کا دارومدار تصدیقِ دل سے ہے۔ تصدیقِ دل کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ ذکرِ قلب سے۔ ذکرِ قلب

کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ شیخ مرشد کامل سے۔

۞ اے اولادِ آدمؑ! کتے سے تو کمتر نہ ہو کہ کتا کسی چیز یا رہائش کو اپنی ملکیت قرار نہیں دیتا۔

۞ اہل اللہ فقیر بھی لا ملک ہوتا ہے اور مسجد کی طرح سجدہ گاہِ خاصانِ خدا ہوتا ہے۔

باب نہم

ذکرِ شراب، دنیا، حقائقِ اولیاء اللہ اور ترکِ ماسوئ اللہ کے بارے میں

۞ جان لے کہ شراب پینے والا شیطان کا دوست اور اس کا مقرب ہوتا ہے۔

i جو آدمی شراب پیتا ہے وہ گویا پانچ مرتبہ خانہ کعبہ کے اندر اپنی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ پچھتر (75) مرتبہ لعنت کرتا ہے۔

ii جو آدمی کھاتا ہے افیم وہ ہے احمق و نافہیم۔

iii جو آدمی پیتا ہے پوست (بھنگ) وہ ہے دشمنِ خدا اور ابلیس کا دوست۔

iv جو آدمی پیتا ہے تمباکو دود (تمباکو کا دھواں) وہ ادا کرتا ہے رسم کفاراں و یہود اور وہ ہے صاحب مراتب نمرود۔

v جو آدمی پیتا ہے بوزہ (ایک قسم کی ہلکی شراب) اس سے بیزار ہے نماز و روزہ۔

۞ بھلا جس آدمی کو سکر و مستی الٰہی نصیب ہو جائے اسے کسی اور مستی کی کیا ضرورت ہے۔

۞ بے نماز اہل بدعت، ذکرِ اَللّٰہُ قبول نہیں کرتے۔

۞ اہل اللہ فقرا اللہ تعالیٰ سے ایسا اخلاص رکھتے ہیں کہ جیسا اہل دنیا شیطان سے۔

۞ عجیب تماشا ہے کہ خدا سے دشمنی اور دنیا و شیطان پر اعتماد۔

۞ لوگ ذات سے گریز کرتے ہیں اور وسوسہ و خطرات کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

۞ حرصِ دنیا سراسر عذاب ہے اور اہل خراب ہے۔

۞ اہل دنیا طالب مردود ہیں لذتِ دنیا بمنزلہ لذت احتلام ہے۔ مردانِ خدا پر دنیا حرام ہے۔ دنیا زنِ بے حیا ہے اور اس کا طالب بے وفا ہے۔

۞ فقر و درویشی نام ہے بزرگی کا، جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء و اولیاء اور اہل صدق و اہل یقین بزرگانِ دین کے علاوہ کسی کو عطا نہیں کرتا۔

۞ ہر وہ چیز دنیا ہے جو بندے کو خدا سے غافل کر دے۔

۞ دنیا کو ہر کوئی بُرا سمجھتا ہے مگر اس برائی کو اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔

۞ خدا کو ہر کوئی بزرگ و برتر اور اپنا خالق مانتا ہے مگر لوگ اس کے قریب جانے سے گریز کرتے ہیں۔

۞ دنیا اور زر دونوں باعثِ ذلت ہیں کہ ان کا کوئی دین و مذہب نہیں۔

۞ جو آدمی اللہ کا نام بلند کرتا ہے لوگ اس سے لڑتے ہیں لیکن جو آدمی دنیا و شیطان کا نام بلند کرتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔

۞ جو شخص اللہ کا نام لینے پر ناراض ہوتا ہے وہ اہلِ دنیا ہے یا اہلِ شیطان ہے یا متکبر اہلِ نفس ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ حریص و طالب دنیا عالم سے پناہ دے۔

۞ خدا پناہ دے بے عمل عالم سے اور بے صبر و بے توکل فقیر سے۔

۞ فقیر چاہے مقامِ جمالی پر ہو یا مقامِ جلالی پر، اُس کا کوئی دم بھی ذکرِ اَللّٰہُ سے خالی نہیں ہوتا۔

۞ فقرا کا کھانا بھی ایسے ہے جیسے کہ لکڑیاں تنور میں، کہ جو کچھ اُن کے شکم میں جاتا ہے آتشِ عشق کے شعلے سے جل کر نور بن جاتا ہے۔

۞ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے ’’ظالم کے چہرے کی دید سے دین کا تیسرا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔‘‘

۞ بیت: طالبانِ حق کے لیے اتنی ہی عقل و تمیز کافی ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے سوا کسی بھی چیز سے دل نہ لگائیں۔

۞ جو جتنا بڑا عارف ہے اتنا بڑا ہی عاجز ہے۔

۞ خواص کے کام مشکل ہیں اور خواص کے لیے عوام کے کام مشکل ہیں۔ خاص فقر ہے اور عام زر و مال دنیا ہے۔

۞ اگر خاص کو دنیا بھر کا زر و مال دے دیا جائے تو وہ قبول نہیں کرتا اور عام کو فقر و فاقہ اور مرتبہ غوثیت و قطبیت دے دیا جائے تو وہ قبول نہیں کرتا۔

۞ اہلِ یَعْبُدُوْنَ[1] اہل عالم ہیں اور اہل یَعْرِفُوْنَ[2] اہل معرفت ہیں۔ پس عابد مبتدی اور عارف منتہی ہے۔

۞ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ’’جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے اپنی طرف متوجہ کر لے وہ تیرا بت ہے۔‘‘

۞ جان لے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ شریعت ہیں، حضرت عمر فاروقؓ طریقت ہیں، حضرت عثمان غنیؓ حقیقت ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ معرفت ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سِرّ ہیں۔

۞ ایک نکتہ ہزار کتابوں میں نہیں سماتا مگر ہزار کتاب ایک نکتہ میں سما جاتی ہے اور وہ نکتہ ’’اسم اَللّٰہُ ذات‘‘ ہے جو بظاہر صرف ایک ہے مگر دونوں جہان اس کے صدقے ایک طرف ہیں اور وہ ایک طرف ہے۔

۞ اہل اللہ فقیر کا ہم نشین عالم اہل خوشبو کی مثل ہے اور اہل دنیا مردار خور جعل کی مثل ہے۔ (جعل گوبر کا کیڑا ہوتا ہے۔)

۞ تارک و فارغ فقیر وہ ہے جو دنیا و اہلِ دنیا کو چھوڑ دے اور اُسے جو کچھ نذر نیاز ملے راہِ خدا میں خرچ کر دے۔ جس میں یہ وصف ہے وہ سلطان التارکین فقیر ہے۔

۞ دو شخص بے نیاز ہوتے ہیں ایک بادشاہ اور دوسرا گدا۔

۞ تمام مالِ دنیا، زر، سونا چاندی وغیرہ اور تمام اعمالِ صالحہ از قسم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآن مجید، صدقہ و خیرات، حفظ مسائل فقہ میں غرق، اہل عشق و محبت فقیر کے ایک دم کا بھی مول نہیں کہ یہ سب زوال پذیر ہیں مگر دم فقیر لازوال ہے۔

۞ رافضی، خارجی، فاسق، اہل دنیا کا مذہب سے کیا واسطہ۔

۞ بندے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ

[1] عبادت کرنے والے [2] معرفت رکھنے والے

واٰلہٖ وسلم جیسی نعمت کو ٹھکرا دے اور کتے کی طرح ہڈی (دنیا) کا طالب بن جائے۔

❁ دینا بھی خدا ہے اور دلواتا بھی خدا ہے۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''ترکِ دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حبِّ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔''

باب دہم
فنافی اللہ اور ترکِ دنیا و ماسوی اللہ کے بارے میں

❁ فقر جب کامل ہو جاتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔

❁ وہ آدمی ہرگز فقیر نہیں ہو سکتا جو اپنے نام و ناموس کے شور و غوغا سے خلل پذیر ہے۔

❁ مجلسِ فقراء میں ذکرِ خدا یا ذکرِ انبیاء یا ذکرِ اولیاء ہوتا ہے۔

❁ دنیا دریا کی مثل ہے اور اہلِ دنیا مچھلی و مگرمچھ کی مثل ہیں۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''فقر و فاقہ عبادت کا مغز ہے بشرطیکہ یہ فقر و فاقہ شریعت کے مطابق ہو۔''

❁ فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہلِ دنیا کو ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہ دیکھے کہ دنیا اور اہلِ دنیا کو دیکھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

❁ جان لے کہ درمِ دنیا کو جان سے زیادہ عزیز وہ شخص رکھتا ہے جو بے دین و بے عقل و بے تمیز ہو۔

❁ صاحبِ شعور درویش اور صاحبِ حضور فقیر وہ ہے جو اپنے دل کو حبِّ دنیا کی آلائش سے پاک رکھتا ہے۔

❁ جو آدمی ہوا و شہوت کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ شوق ہے۔ جو زرِ دنیا کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ ذوق ہے۔ جو غیر ماسوی اللہ کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ اشتیاق، مشتاق ہے اور جو آدمی ان تمام بلاؤں سے جان چھڑا لیتا ہے وہ عاشقِ حق تعالیٰ ہے۔

❁ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے شیطان اس سے دشمنی رکھتا ہے۔

❁ جو شخص روپے پیسے سے دوستی رکھتا ہے وہ یقیناً اللہ عزّوجل سے دوستی نہیں رکھتا۔

❁ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو بھی قتل (شہید) کیا تو درمِ دنیا نے کیا۔ پس اہلِ دنیا ابوجہل و یزید ہے نہ کہ رابعہؒ و بایزیدؒ۔

❁ دنیا ہی قاتلِ اصحابؓ اور قاتلِ امامؓ ہے۔

❁ دنیا ہرجائی عورت کی مثل ہے جو دونوں جہان میں روسیاہ و خوار و ناقابلِ اعتبار ہے۔

❁ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کونین سے فائق تر ہے۔

❁ زیر و زبر، عرش و کرسی، لوحِ محفوظ، ماہ تا ماہی، غرض کائنات کی ہر چیز اسی ذکرِ الٰہی یعنی کلمہ طیب میں موجود ہے۔

❁ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان 2022 سال کا زمانہ ہے۔

حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان 1100 سال کا زمانہ ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت داؤدؑ کے درمیان 570 سال کا زمانہ ہے۔

حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان 500 سال کا زمانہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان 1187 سال کا زمانہ ہے۔

حضرت عیسیٰؑ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان 600 سال کا زمانہ ہے۔

اس طرح آدمؑ سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت تک 5979 سال کا عرصہ ہے۔

❁ نقشِ اسمِ اَللّٰہُ شہد سے زیادہ شیریں ہے اور خود کو فنا کر کے غرق فنافی اللہ ہونا بال سے زیادہ باریک ہے۔

❁ بیت: پُر عافیت عاقبت کا دارومدار رضائے الٰہی پر ہے جس کے لیے معرفتِ الٰہی کی ضرورت ہے۔

❁ فیضِ اللہ درست یہ ہے کہ بندہ قربِ خدا میں مست مگر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہوشیار ہو۔

❁ اہلِ دکان، صاحبِ طمع اور اہلِ نفس مرشد و طالب بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی نیک کردار طالب و مرشد ہوتا ہے۔

❁ مرشد سمندر کی مثل ہے اور طالب موج کی مثل ہے۔

❁ علم رستگاری ہے، جہالت معصیت و خواری ہے اور فقر دریائے جاری ہے۔

❁ اگر علم و عامل و فقرائے کامل نہ ہوتے تو بچے کھیل کود میں، نوجوان تکبر و مستی و ہوا میں اور بوڑھے غیبت و بسیار گوئی میں مشغول رہتے اور بازی گری و مستی و ہوا اور غیبت سے ہرگز باز نہ آتے۔

❁ ذکر جوشِ دل کا نام ہے۔

☆☆☆☆

الٰہی تو مغفرت فرما اس شخص کی جس نے اس کتاب (عین الفقر) کو تحریر کیا، جس نے اس کو اپنے پاس رکھا اور جس نے اس کو پڑھا اور اس کی بھی مغفرت فرما کہ جس نے اس سے حسنِ اعتقاد رکھا۔

ابیاتِ باھُوؒ

جنہاں عشق حقیقی پایا، مونہوں نہ کُجھ اَلاوَن ھُو
ذِکر فِکر وِچ رہن ہمیشاں، دَم نوں قید لگاوَن ھُو
نفسی، قلبی، روحی، سِرّی، خفی اخفیٰ ذِکر کماوَن ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جیہڑے اِکس نگاہ جواوَن ھُو

جن طالبانِ مولیٰ نے عشقِ حقیقی پا لیا ہے وہ زبانی ذکر نہیں کرتے بلکہ دل اور سانس کو سلطان الاذکار میں لگا دیتے ہیں۔ اور ہر لحظہ نفسی، قلبی، روحی، سِرّی، خفی اور اخفیٰ کے ذکر میں مستغرق اور محو رہتے ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میں ایسے مرشد کامل کے قربان جاؤں جو ایک ہی نگاہ سے مردہ دلوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

راہِ فقر کے حجابات

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں

فائزہ سعید سروری قادری (زیورچ سوئٹزرلینڈ)

فقر کیا ہے؟ فقر میراثِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ فقر متاعِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اصل اتباع فقر ہے۔

عام طور پر فقر افلاس وتنگدستی کی حالت کو کہتے ہیں، اس کے لغوی معنی احتیاج کے ہیں لیکن حقیقی معنوں میں فقر سے مراد وہ منزلِ حیات ہے جس کی خاطر انسان کی تخلیق ہوئی اور جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ترجمہ: ''فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے''۔

فقر وہ مرتبہ ہے جہاں پر انسان اللہ کے قرب و دیدار کے سوا نہ اللہ سے کچھ مانگتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے کچھ مطلب رکھتا ہے۔ میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس فرماتے ہیں ''فقر کی منزل پر دنیاوی مال و دولت، منصب وتکریم، شان وشوکت، آرام و آسائش، خواہشات اور عزت و جان، اللہ کے عشق میں ختم ہو جاتے ہیں اور بندہ اللہ کی ''محبت'' میں دونوں جہان سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔''

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:

- فقر عین ذات پاک ہے۔
- فقر عطائے الٰہی ہے اللہ جسے چاہے بخش دے۔
- فقر دراصل دیدارِ الٰہی کا علم ہے۔
- جو شخص اللہ اور اس کا دیدار چاہتا ہے وہ فقر اختیار کرے۔ (عین الفقر)

فقر حقیقتاً دیدارِ الٰہی کی راہ کھولتا ہے۔ باطن میں سفر کر کے طالبِ مولیٰ اپنے ہی اندر اپنے رب کا دیدار کرتا ہے لیکن باطن کا یہ سفر بے انتہا کٹھن ہے جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''باطن میں راہِ فقر پر گامزن ہونا آسان کام نہیں کہ اس میں طبقاتِ ذات وصفات کا ہر مقام آفات سے پُر ہے، اس راہ میں ہزاروں ہزار بلکہ بے شمار طالب گم ہو گئے۔ اس راہ میں ایسے صاحبِ توفیق مرشد کامل اکمل کی رفاقت ضروری ہے جو طالب کو ظاہر و باطن میں ہر وقت اپنی نظر سے دور نہ ہونے دے۔'' (محک الفقر)

اس سفر کے دوران اگر طالب کہیں رک جائے یا کسی مقام و مرتبے کو اپنا لے تو اس کے اور ربّ کے درمیان ایک حجاب آ جاتا ہے جو اس کو دیدار اور قرب سے دور کرتا ہے۔ جب تک طالب اور اللہ کے درمیان حجاب رہتا ہے طالب بے قرار و پریشان رہتا ہے۔ جب مرشد کی مہربانی اور طالب کی کوشش سے حجاب دور ہو جاتا ہے تو طالب باطن میں ترقی حاصل کر کے قربِ الٰہی کی اگلی منازل طے کرتا ہے۔ لیکن اگر طالب لاپرواہی یا لاعلمی کے باعث وہ حجاب دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو نا صرف اس کا باطن پریشان حال رہتا ہے بلکہ باطنی خراب حالی ظاہری حالات پر بھی اثر انداز ہوتی ہے جس کی وجہ سے طالب سے بار بار کوتاہیاں سرزد ہوتی ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ ان حجابات کے بارے میں فرماتے ہیں:

- پس اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ آدمی کے دل پر ستر ہزار حجابِ ظلماتی اور شیطانی مثل تارِ عنکبوت[1] کے ہیں کہ جو دل کے آس پاس تنے ہوئے ہیں اور ان وساوس اور خطرات کی پیدائش آبِ منی سے ہے جن کے سبب سے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام میں بہشت میں جھگڑا ہوا تھا۔ اور جن کے بہکانے کے سبب وہ بہشت سے علیحدہ کیے گئے تھے۔ چونکہ ابلیس خبیث ہے پس اس کی تاثیر کفر اندرونی اور شرک بیرونی ہے۔
- ہر منزل و مقام جو تجھے فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور معرفت و توحید سے دور رکھے، مطلق حجاب ہے۔ (عقلِ بیدار)

---

[1] مکڑی کا جالہ

فرمانِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ تا تو در عشق ز خود باخبری همه در معرضِ خوف و خطری

۲۔ چوں ز خویشت نہ بود ہیچ خبر ز آب و آتش نہ بود ہیچ ضرر

۳۔ چوں کہ از ہستی خود وارستی روکہ بہ دلبر خود پیوستی

ترجمہ: ۱۔ تُو جب تک عشق میں خود سے باخبر رہے گا تیرا معاملہ معرضِ خوف وخطر میں رہے گا۔ ۲۔ اور جب تو خود سے بے خبر ہوجائے گا تو آب و آتش سے تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ ۳۔ جب تو اپنی ہستی سے آزاد ہوجائے گا تو تجھے دلبر (اللہ تعالیٰ) کا وصال نصیب ہوجائے گا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جاننا چاہیے کہ طالب اور دیدارِ الٰہی میں سالہا سال کی راہ اور میلوں کا فاصلہ نہیں ہے۔ طالب اللہ اور دیدارِ الٰہی میں پتھر کی دیوارِ سکندری حائل نہیں ہے، اس کے درمیان صرف دیوِ نفس کا حجاب ہے۔ جو کوئی دیوِ نفس کو تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی تلوار سے قتل کر دیتا ہے وہ دونوں جہان پسِ پشت ڈال کر اس پردہ کو اٹھا لیتا ہے اور اس معرفتِ تمام کو درست کرلیتا ہے۔ (دیدار بخش)

❁ جان لے کہ دیدارِ الٰہی اور اہلِ دیدار کے درمیان کوئی پتھر، پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہوسکتی بلکہ دیوِ نفس حائل ہوتا ہے جو پتھر اور دیوار سے بھی سخت تر حجاب ہے اور جس کا مارنا بے حد مشکل و دشوار ہوتا ہے۔ مرشد کامل سب سے پہلے اسی دیو خبیث، مصاحبِ ابلیس نفس کو تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی تلوار سے قتل کرواتا ہے اور جب تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی تلوار سے یہ دیوِ نفس مرجاتا ہے تو بندے اور رب کے درمیان سے بیگانگی کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور بندہ ہر وقت بلا حجاب دیدارِ پروردگار کرتا رہتا ہے۔ جو مرشد تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات طالب کو عطا نہیں کرتا وہ مرشد لائق ارشاد مرشد نہیں ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ بندے اور اللہ کے درمیان کوئی پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہے اور نہ ہی میلوں تک پھیلی ہوئی طویل مسافت ہے بلکہ پیاز کے پردہ سے بھی زیادہ باریک پردہ ہے جسے تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات اور صاحبِ راز مرشد کی توجہ سے توڑنا کوئی مشکل کام نہیں ہے تُو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو حق بے نیاز ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اے طالبِ صادق جان لے کہ خدا اور بندے کے درمیان دیوار پہاڑ اور کوسوں کی راہ نہیں ہے بلکہ بندے اور اللہ کے درمیان پیاز کے پردے کے برابر باریک حجاب ہے۔ (محک الفقر)

❁ جاننا چاہیے کہ جب اللہ کا طالب ابتداً اللہ کے شغل میں مشغول ہوتا ہے تو شیطان ہنستا ہے اور ہر حجت اور دلیل نفسانی اور زینتِ دنیا اس کے آگے لاتا ہے اور معرفتِ الٰہی کی ابتدا اور انتہا میں شیطان ہزاروں ہزار حجاب پیدا کرتا ہے۔ (محک الفقر)

انسان اور اللہ کے درمیان سب سے بڑا حجاب دنیا ہے۔ یہ وہ شے ہے کہ نہ ازل میں اس کا وجود تھا نہ ابد میں ہوگا۔ انسان اس دنیا میں آنے سے قبل اللہ کے قرب و دیدار کی نعمت سے لطف اندوز ہورہا تھا، جیسے ہی وہ دنیا میں آیا اللہ سے اس کا حجاب ہوگیا۔ اس لیے بندے اور اللہ کے درمیان سب سے بڑا حجاب اور سب حجابات کو پیدا کرنے والی یہ دنیا ہے، نفس اور شیطان بھی اسی دنیا کو آلہ بنا کر انسان کو بہکاتے ہیں۔ بندے اور اللہ کے درمیان اگر دنیا نہ رہے تو نفس اور شیطان بھی اسے کسی طرح بہکا نہ سکیں۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ دنیا مردار جیفہ ہے اس کا کوئی دین نہیں۔ بندے اور خدا کے درمیان اگر کوئی حجاب ہے تو یہی دنیا ہے۔ (عقل بیدار)

دیگر حجابات جو دنیا کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ان میں بندے کی خواہشاتِ نفس، خواہشاتِ درجات و مقامات (خواہ وہ راہِ حق میں ہی کیوں نہ ہوں) شیطان کے پیدا کردہ حجابات مثلاً غرور، لالچ، حسد وغیرہ، علم کے حجابات اور دیگر بے شمار حجابات شامل ہیں۔ دنیا کے خوبصورت رشتے، طرح طرح کی لذتیں، آسائشیں، عہدے، بندے کے نفس کو اپنی طرف راغب کرتے ہیں، اس میں اپنی طلب اور خواہش پیدا کرتے ہیں جن کی وجہ سے بندہ اللہ کی طلب چھوڑ کر ان خواہشوں کے پیچھے بھاگتا ہے۔ پس خواہشاتِ نفس اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب بن جاتی ہیں۔ جس شخص کو اللہ کا فضل اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ کوشش کر کے ان دنیاوی خواہشات کے حجابات سے نجات پالیتا ہے لیکن پھر شیطان اس شخص کو اس کی نیکیوں اور عبادات پر غرور دلاتا ہے اور یوں اس کی عبادات اور طاعات اس کا حجاب بن جاتی ہیں۔ اگر مرشد کامل اکمل کی مہربانی سے وہ اس حجاب سے بھی نجات پا لیتا ہے اور راہِ فقر پر اپنا سفر شروع کرلیتا ہے تو اس سفر کے مختلف درجات اور مقامات بھی اس کا حجاب بن جاتے ہیں۔ کئی بار اس پر کشف جاری ہو جاتا ہے یعنی وہ غیب دیکھنے لگتا ہے، یا اس کے ہاتھوں کرامات ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اللہ کے وصال کی راہ میں یہ سب بھی حجاب ہیں کیونکہ یہ اسے دیدارِ الٰہی سے ہٹا کر غیر ماسویٰ اللہ میں مشغول کر دیتی ہیں۔ پس صادق طالب تو وہ ہے جو کسی مقام پر نہ رکے اور ہر دم اللہ کی طرف اپنا سفر جاری رکھے، ہر لمحے حجابات کو اپنے اور اللہ کے درمیان سے ہٹانے کے لیے مجاہدہ کرتا

۱ دکھاوے کی اطاعت ۲ وہ اطاعت جس میں دکھاوا تو نہ ہو مگر غرور ہو

رہے۔ غور وفکر کو بروئے کار لا کر ان حجابات کی حقیقت کو سمجھے اور مرشد سے التجا کرے کہ اسے ان حجابات سے نکال کر قربِ الٰہی کی انتہا تک پہنچا دے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ ان حجابات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ نفس، دنیا اور شیطان یہ تین حجاب عام ہیں۔ دیدِ اطاعت، دیدِ ثواب اور دیدِ کرامت یہ تین حجابِ خاص ہیں۔ اگر کوئی سالک عرش پر نماز پڑھے یا لوحِ محفوظ ہمیشہ اس کے مطالعہ میں رہے یا روئے زمین کو ایک قدم میں طے کرے اور پانچوں وقت باجماعت کعبۃ اللہ میں نماز ادا کرے تو ان مراتب پر خوش ہونے والا مقامِ خواصِ منتہی سے حجاب میں ہے۔ جب تک سالک نفسِ فنا، روحِ بقا، دوام ہم صحبت و ہم مجلسِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صاحبِ قلب اور اہلِ مراتب بے حجاب اللہ واصل باخدا نہ ہوجائے، ہفت طبقاتِ ولایت، زمین وفلک، آسمان کے طیر سیر جیسے ہوا وہوس کی طرف مطلق توجہ نہ کرے۔ (عقلِ بیدار)

❁ یاد رہے کہ طاعتِ باریا[1] اور پندارِ طاعت بے ریا[2] ہر دو حجابِ اکبر ہیں کہ یہ ہر دو اللہ تعالیٰ کے قرب سے باز رکھتے ہیں۔ اے طالب! اگر تو عاشق ہے تو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نقش دل پر قائم کر اور اگر تو عالم فاضل ہے تو اس مطلوب کو اپنے مطالعہ میں لا۔ نیز اگر تو عاشق ہے تو جانِ فدا لقائے حق تعالیٰ کو اپنا مقصود ومطلوب بنا اور اس نصب العین اور منزلِ مقصود کی طرف ہوشیار ہو کر چلا جا۔ (عقلِ بیدار)

❁ معرفت کا مقام بھی ایک مقام ہے جو طالب اور مولیٰ کے مابین حائل ہے۔ اس سے گزر کر اگلے مقام میں پہنچنا چاہیے اور اسی کی محبت میں غرق رہ کر بے پرواہ رہنا چاہیے۔ (سیف الرحمٰن)

❁ پس اے طالبِ صادق! معلوم ہو تجھ کو کہ شریعت نام قول کا اور طریقت نام حال کا اور حقیقت نام احوال کا اور معرفت نام وصلِ الٰہی کا ہے۔ شریعت اور طریقت کے درمیان میں ستر ہزار پردے ہیں۔ جب تک طالب انانیت (اپنے آپ کو کچھ سمجھنا) اور غرور سے علیحدہ نہیں ہوگا ہرگز مقامِ طریقت تک نہ پہنچے گا اور طریقت وحقیقت میں کشف و کرامات کے ستر ہزار پردے یعنی حجابِ اکبر ہیں۔ پس جو شخص کشف وکرامات سے پاک وصاف نہ ہو حقیقت پر کما حقہ نہیں پہنچتا اور حقیقت ومعرفت میں ستر ہزار عظیم حجاب صفات کے ہیں۔ پس جب تک انسان صفات سے باہر نہ ہو دریائے معرفت ولاھوت میں غرق نہیں ہوسکتا اور ہرگز معرفتِ الٰہی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس اے درویش، معرفت اور غرقِ نورِ الٰہی میں ستر ہزار حجابات ہیں۔ (پس جب تک کہ) عارف لباسِ معرفت سے خالی نہ ہو مقامِ غرقِ نورِ الٰہی میں داخل نہیں ہوتا اور غرقِ نورِ الٰہی و مقامِ حی وقیوم یعنی مقامِ بقا باللہ میں (بھی) ستر ہزار حجابات ہیں۔ (پس جب تک کہ) جسم واسمِ ذاتِ الٰہی میں اللہ کے نام کے تصرف سے باقی باللہ نہ ہو (ہرگز) زندہ وجاوید نہ ہوگا کیونکہ اس مقام کا خطاب نعمت اللہ ہے جیسا کہ خود ارشادِ باری تعالیٰ ہے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تُو نے انعام کیا۔ (محک الفقر)

❁ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دید، طاعت وثواب و مراتب سب حجاب ہیں چنانچہ علم حجاب، ذکر فکر حجاب، ورد وظائف حجاب، لوحِ محفوظ کے مطالعہ سے نیک و بد طالع دیکھنا حجاب، عرش وکرسی پر نماز ادا کرنا حجاب، دونوں جہان کی حقیقتِ حال کا دن رات مطالعہ کرنا حجاب، اپنے آپ کو غوث وقطب دیکھنا حجاب، کشف وکرامات حجاب، جملہ مقامات حجاب، درجات حجاب، خلق، نفس، شیطان حجاب اور دنیا، ازل، ابد اور عقبیٰ حجاب ہیں۔ اگرچہ یہ جملہ چیزیں موجبِ خیر و باعثِ ثواب ہیں لیکن جو چیز بھی سالک کو اللہ سے روکے وہ حجاب ہے اور حجابِ ثواب میں نفس مغرور ہو کر انانیت میں آجاتا ہے اور انانیت طالب کے لیے موجبِ صد خرابی وہلاکت ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

دنیا، نفس، شیطان، درجات ومقامات، کشف وکرامات کے علاوہ راہِ فقر میں ایک اور بڑا حجاب علم کا ہے۔ راہِ فقر میں جب بندہ آگے بڑھتا ہے تو اکثر باطن میں اسے ایسے مشاہدات ہوتے ہیں جو اس کے ظاہری علم کے برعکس ہوتے ہیں۔ ایسے میں اگر وہ اپنے علم پر بھروسہ کرتے ہوئے باطن کے مشاہدے کو رد کر دے گا تو اس کا علم اس کی راہ کا سب سے بڑا حجاب بن جائے گا۔ ایسا وہی شخص کرتا ہے جو اپنے علم پر مغرور ہو۔ جو علم عاجزی کے ساتھ ہو وہ حجاب نہیں بنتا بلکہ مددگار ہوتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ انسان کا علم محدود ہے اور اللہ لامحدود ہے۔ اللہ کی ذات ظاہری کتابی علم سے ماورا ہے۔ ''علم'' الفاظ کا محتاج ہے اور حقیقت غیب ہے جس کا ذکر الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا علم اکثر حقیقت کی راہ میں حجاب بن جاتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ تصوف کی دنیا میں علم ایک طرح کا حجاب ہوتا ہے لیکن جب عالم علم کے حجاب میں سے نکلتا ہے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خُلق کو اپنا پیشہ بنا لیتا ہے۔ یوں اس کے دل میں الہام کا حکم پیدا ہوتا ہے جس کے باعث وہ اللہ کی قدرت کی طرف نزدیک ہوتا چلا جاتا ہے۔ (شمس العارفین)

❁ ہر وہ علم جو کہ دنیا دکھاوے کے لیے ہو اور جو معرفتِ الٰہی سے دور کرے اور جس سے نفس میں غرور پیدا ہو، حجاب ہے۔ پس اے طالب! علم کے جاننے سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں، اگر کسی نے خدا کو جانا وہ عارف باللہ ہوا اور علم اس کا، روح کے ساتھ حق کا یار ہوا۔ اور جس کسی نے اپنے آپ کو عالم جانا وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہوا اسی واسطے اَلْعِلْمُ الْحِجَابُ الْاَکْبَرُ کہا گیا ہے۔ صوفیا کہتے ہیں کہ یہی (علم کے غرور کی) مستی حجابِ اکبر ہے۔ اگر بیس حصے علم ہو اور ایک حصہ حلم ہو پس اگر دونوں کا وزن کیا جائے تو حلم کا پلہ بھاری نکلے گا اس واسطے کہ حلیم اللہ کا نام ہے اور اسی حلیم سے حلم ہے اور بعض صوفیا کہتے ہیں کہ اَلْعِلْمُ نَتِیْجَۃُ مِنَ الْحِلْمِ یعنی علم نتیجہ حلم کا ہے۔ (محک الفقر)

❁ پس اے طالبِ صادق! علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے درمیان جو حجابِ اکبر ہے وہ یہ ہے کہ وہ (عالمِ ظاہر) علمِ ظاہر کی حقیقت کو دلائل سے جانتے ہیں جس کو باطن والے نہیں جانتے اور باطن والے (یعنی صوفیائے کرام) جن باریکیوں، نکات اور معرفتِ الٰہی کی برکتوں کو جانتے ہیں وہ عالم نہیں جانتے اور جو لوگ اہل اللہ ہیں وہ ہر وقت تجلیاتِ الٰہیہ میں رہتے ہیں اور برابر انوارِ پروردگار کا عالمِ خواب و مراقبہ میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ بخلاف علماء کے، کہ یہ دلیل

میں ہیں اور وہ بے دلیل جانتے ہیں۔ پس اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہیے کہ علماء حجاب میں ہیں اور صوفیاء بے حجاب ہیں۔ (محک الفقر)

❁ جاننا چاہیے کہ تمام دنیا کے لوگ تین قسم کے ہیں۔ اوّل محجوب یعنی اہلِ دنیا۔ ان کے اور اللہ کے درمیان پردہ ہوتا ہے نیز اس دنیا میں علم کا حجاب بھی ہوتا ہے جو رحمٰن کے مخالف اور نفس، دنیا اور شیطان کے موافق ہے۔ چنانچہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ: اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ۔

ترجمہ: علم بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بہت بڑا حجاب ہے۔

دوم فرقہ وہ طریقہ ہے جنہیں مجذوب اہلِ کشف کہتے ہیں۔ یہ لوگ ولایتِ نور اور روشن ضمیری کے شروع میں ڈر کر افسوس، عبرت، حیرت اور جذب سے رجعت کھا کر نامکمل اور ادھورے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ اہلِ حجاب ہیں اور معرفت سے محروم رہتے ہیں۔

سوم۔ محبوب لوگوں کا فرقہ ہے یہ لوگ روحانی زندہ دل پورے کے پورے فانی النفس ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو لاھوت کی ابتدا ہی میں لوحِ ضمیر کا مطالعہ نصیب ہوتا ہے۔ ظاہر و باطن میں آفتاب کی طرح ہمیشہ بے حجاب ناظر ہوتے ہیں اور توحید و معرفت کے ہر مقام میں اور ہر نبی اور ہر ولی کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔ (محک الفقر)

❁ پس معلوم ہوا کہ علم جب وجود میں داخل ہوا اس وقت وجود میں جہل اور شرک اور کفر اور عُجب حجاباتِ ظلماتی کے ساتھ نہ رہیں اور (اصل) علم وہ ہے کہ حجاب سے بے حجاب کرے بلکہ علم سے معرفت کا انکشاف ہو اور نفس محکوم ہو۔ (عین الفقر)

علم کے حجاب سے نکلنے والے طالب کے لیے اکثر فقر کے خوبصورت مقامات حجاب بن جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک طالب کا نور اللہ کے نور میں مل کر واحد نہیں ہو جاتا تب تک ہر مقام و منزل حجاب ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جان لو کہ آدمی کے وجود میں سات قفل ہیں۔ زبان کا قفل، قلب کا قفل، روح کا قفل، سِرّ کا قفل، زبان کا قفل، خفی کا قفل، تخفی کا قفل، توفیقِ الٰہی کا قفل جسے سرّ الانوار الہدایت بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح سات قفل طبقاتِ زمین کے بھی ہیں اور سات قفل آسمان کے ہیں۔ اس کے علاوہ عرش کا قفل، قلم کا قفل، لوحِ محفوظ کا قفل، کرسی کا قفل۔ اسی طرح مقامِ ازل کا قفل، مقامِ ابد کا قفل، مقامِ دنیا کا قفل، مقامِ عقبیٰ کا قفل، مقامِ معرفتِ توحید کا قفل، مقامِ تجرید کا قفل، مقامِ تفرید کا قفل، مقامِ ناسوت کا قفل، مقامِ ملکوت کا قفل، مقامِ جبروت کا قفل، مقامِ لاھوت کا قفل، مقامِ لامکان الاّ اللہ کا قفل، مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قفل دوام۔

جان لو یہ اکتالیس قفل اللہ اور بندے کے درمیان پردہ کی مانند حائل اور حجاب ہیں۔ (اسرارِ قادری)

❁ یہ یقینی امر ہے کہ جس طرح ظاہری مراتب کے مختلف درجات ہیں اسی طرح اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کے باطنی مراتب ہیں اور ورد وظائف، تلاوت، تقویٰ، اطاعت، توفیق، ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، محاسبہ، مجادلہ، کشف و کرامات، ریاضت، مجاہدہ، خلوت، تنہائی، گوشہ گیری، چلہ، حجرہ وغیرہ سب کچھ عبادات میں شامل ہیں۔ ملاقاتی علم صحیح اور سیدھا راستہ ہے۔ نیک اعمال کا ثواب ملتا ہے لیکن مندرجہ بالا امور مقربِ حق کے نزدیک توحیدِ معرفت سے دوری اور مطلق حجاب ہیں۔ (قربِ دیدار)

❁ قرب و وصال حضوری کا حجاب ہے۔ قرب غفلت ہے اور حضوریٔ حق حقیقت میں دوری ہے۔ جب تو اس کے نور میں مل کر نور ہو جائے گا تو عین نور ہوگا۔ (سیف الرحمٰن)

❁ عارفوں کا مقام یہ ہے کہ معبود کے ساتھ ہمیشہ استغراق رکھتے ہیں بلکہ اس مقام میں توجہ اور تفکر اور دلیل اور عقل اور وہم اور خیال اور مراقبہ اور علمِ ظاہری یہ سب حجابِ اکبر ہیں۔ اس واسطے کہ عارف باللہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا، یا تو وحدت کے ساتھ غرق ہو یا شوق کے ساتھ مسرور ہو اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو۔ پس جو کوئی ان دو حالتوں سے تصور و تفکر کی جانب واپس آئے گا وہ دیوانہ یا مجنون ہو جائے گا یا استدراج میں پڑ جائے یا رجوعاتِ خلق کے مراتب میں پھنسا رہے گا۔ اسی واسطے کہا گیا ہے ”جو وصول (وصالِ الٰہی) کے حاصل ہو جانے کے بعد عبادت کا ارادہ کرے، پس تحقیق اس نے کفر کیا اور شرک

فرمانِ باھُو

الف اَللّٰہُ چنبے دی بوٹی، میرے مَن وِچ مُرشد لاندا ھُو
جس گت اُتے سوہنا راضی ہوندا، اوہو گت سکھاندا ھُو
ہر دم یاد رکھے، ہر ویلے آپ اُٹھاندا بہاندا ھُو
آپ سمجھ سمجھیندا باھُوؒ، آپے آپ بَن جاندا ھُو

میرے دِل میں میرے مرشد نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نقش جما دیا ہے اور اس کے تمام اسرار و رموز کو میرے اندر ظاہر کر دیا ہے اب میرے مرشد کامل کو میری جو حالت، عادات اور کیفیات پسند ہیں وہی مجھے سکھاتا ہے اور وہ مجھے ہر لحہ اور ہر آن یاد رکھتا ہے اور اس کی نظرِ رحمت و محبت اور شفقت کسی بھی لمحہ مجھ سے نہیں ہٹتی۔ اب تو میں مرشد کی ذات میں اس قدر فنا ہو گیا ہوں کہ میرے قول و فعل اور حرکات و سکنات تک اس کی رضا کے مطابق ہیں۔ وہ خود ہی مجھے راہِ حق کے اسرار و رموز سکھاتا ہے اور کبھی کبھی تو وہ میری ذات کو فنا کر کے خود ہی بن جاتا ہے۔ میں میں نہیں رہتا وہ تو وہ ہوتا ہے اور اس طرح اپنے اور میرے درمیان میں اور تُو کا فرق ختم کر دیتا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔"

یعنی جس کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہوا سے عباداتِ نوافل کب سماوے ہے۔ اس واسطے کہ توحید میں غرق رہنا فرض ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سنت ہے۔ پس وہ شخص جو کسی لمحہ بھی فرض وسنت سے فارغ نہ ہو، اس کو عباداتِ نوافل کی حاجت نہیں ہے یعنی اللہ بس باقی ہوس۔ (محک الفقر)

یہ تمام وہ مقامات ہیں جن سے اللہ کی طرف باطنی سفر کے دوران تمام طالبوں کو گزرنا پڑتا ہے لیکن ان تمام مقامات کو چند لمحوں کے پڑاؤ سے زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے کیونکہ طالبِ صادق کی منزل یہ مقام نہیں بلکہ انتہائے فقر یعنی خود باری تعالیٰ ہے۔ جہاں کوئی طالب کسی ایک مقام پر بھی رک گیا۔ بس وہ مقام اللہ اور اس کے درمیان دیوار کی طرح حائل ہو گیا مگر مرشد کامل ایک ہی نظر اور حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے طالبِ صادق کو ان تمام قفلوں سے آزاد کرا دیتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۞ مرشد کامل وہ ہے جو ایک دم اور ایک ہی قدم میں کلیدِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے، جس کی نص قرآن وحدیث، آیاتِ قرآن سے ثابت ہے، ہر قفل کھول کر دکھا دیتا ہے۔ (دوسری) کلید نود ونہ (99) نام باری تعالیٰ اسماء الحسنیٰ کے تبرکات کی ہے۔ (تیسری) کلید کلماتِ طیبات لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ کے طریق تحقیق کی ہے۔ جو مرشد (ان کلیدات میں سے) جب کسی چابی کو کسی تالہ میں داخل کرتا ہے اور اسے کھول کر دکھا دیتا ہے وہی مرشد مردِ کامل ہے۔ (اسرار قادری)

۞ عالم کو علم زبانی حاصل ہوتا ہے لیکن فقیر کو قلبی علم تصدیق کے ساتھ میسر آتا ہے۔ ظاہری علم میں تو شاگرد کو "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" کا سبق زبانی پڑھایا جاتا ہے لیکن فقیر عارف باللہ توجہ کے ساتھ صرف نظر سے طالب کو کفی باللہ اور حسبی اللہ کا سبق پڑھاتا ہے۔ عارف (مرشد کامل) کے پڑھائے ہوئے اس سبق سے طالب کے تمام حجابات اُٹھ جاتے ہیں جبکہ اہلِ ظاہر کے لیے باطن اور علم باطن سراسر حجاب ہوتے ہیں۔ (امیر الکونین)

۞ واضح ہو کہ سلک سلوک کے اس باطنی راستے میں بے شمار حجب حجاب پیش آتے ہیں۔ بعض حجاب سکر، صحو اور قبض، بسط نورانی، بعض حجاب فرشتگانِ مکانی، بعض حجاب خلق از قسمِ جہل و نادانی، چنانچہ شریعت حجاب، طریقت، حقیقت اور معرفت حجاب۔ غرض جملہ کُل وجز، ذاتی وصفاتی، کلماتی اور درجاتی ستر کروڑ تمیں لاکھ بہتر ہزار حجابات ہوتے ہیں۔ مرشد کامل ایک ہی توجہ، ایک ہی نظر، ایک ہی تصور، ایک ہی تصوف، تفکر اور توفیق سے بذریعہ حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور کنہِ کلمہ طیب طالبِ مردہ کو زندہ جاوید کر دیتا ہے اور ایک ہی ساعت میں جملہ حجب حجاب سے سلامتی سے گزار کر حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعلیم وتلقین دلاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

۞ صوفیا کہتے ہیں کہ دولاکھ ستر ہزار زنارِ عُجب اور کبر اور حسد اور بغض اور نفاق اور قہر اور غضب اور حرص اور کفر اور شرک حجاب شیطانی کے پردے ہیں۔ اب یوں سمجھنا چاہیے کہ حجاب شیطانی کے پردے اور کفرِ نفسانی کے زنار، علم اور فضیلت اور مسائل فقہ اور تلاوت قرآن اور حج اور زکوٰۃ اور نماز اور روزہ اور ریاضت اور تقویٰ اور وعظ اور حدیث اور وظائف وغیرہ سے نہیں علیحدہ ہو سکتے جب تک کہ اسمِ اَللّٰہُ کا تصور کامل نہ ہو اور مرشد کامل اکمل کی توفیق رفیق نہ ہو، سوائے اس کے کہ اسمِ اَللّٰہُ کا تصور کیا جائے اور باطن میں ذکر اِلَّا اللّٰہ ہو۔ صوفیا کہتے ہیں کہ اس صورت کے سوائے اور کوئی صورت ان حجابات کے طے کرنے کی نہیں ہے کیونکہ یہ تصور دل کی آتش کو اس قدر روشن کرتا ہے کہ خود بخود حجاب شیطانی اور زنارِ نفسانی دفع ہو جاتے ہیں اور جب تک مرشد کامل فنافی اللہ اور بذکر اللہ کی نظر کا وسیلہ نہ ہوگا یہ مراتب طے نہ ہوں گے۔

پس جو کوئی ان مراتب پر نہ پہنچے اور حجاب شیطانی اور زنارِ نفسانی کو نہ توڑے تو وہ شخص مسلمان اور درویش نہیں اور جو سوائے اس کے دعویٰ کرے کہ میں عارف باللہ ہوں اور پکا اور سچا مسلمان ہوں، تو وہ شخص کذاب ہے۔ (محک الفقر)

۞ جاننا چاہیے کہ سلطان الفقر کی ابتدا غیر مخلوق نورِ ایمان ہے اور اس کی انتہا غیر مخلوق نورِ ذاتِ رحمٰن ہے۔ پس معلوم ہوا انسان کے وجود میں نفس، قلب، روح وسرّ اور نفسی، قلبی، روحی اور سرّی بندگی چاروں ہی مخلوق حجاب ہیں۔ اگرچہ چاروں کے عمل سے عبادت وبندگی کا ثواب ہوتا ہے لیکن جب ظلماتِ نفس، قلب، روح اور سرّ کے حجاب تقلیدی اور ناسوتی وجود سے اُٹھ جاتے ہیں تو پھر چوبیس لطائف غیب الغیب کا نورِ غیر مخلوق اسمِ اَللّٰہُ کے تصورِ ذات سے آفتاب کی مانند چمکتا ہے اور سر سے قدم تک ہر ایک عضو روشن ہو جاتا ہے، قربِ الٰہی اور حضوری حاصل ہوتی ہے اور رب کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ (قربِ دیدار)

☆☆☆☆☆

فرمانِ باھُوؒ

جتھے رَتی عشق وکاوے اُوتھے مَناں ایمان دِیوے ھُو
کتب کتاباں ورد وظیفے اُوتر چا کچیوے ھُو
باجھوں مُرشد کُجھ نہ حاصل توڑے راتیں جاگ پڑھیوے ھُو
مریئے مرن تھیں اگے باھُوؒ تاں رب حاصل تھیوے ھُو

اے طالب اگر تو تمام زندگی شب بیداری اور ورد ووظائف میں گزار دے، لیکن مرشد کامل کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوگا ہاں اگر تمام مال ومتاع، تمام علوم جو تم نے حاصل کیے، اور تمام عبادات اور ورد ووظائف کا ثواب دے کر ایک رتی عشق کی کہیں سے ملتی ہو تو لینے میں دیر نہیں کرنی چاہیے یاد رکھ بغیر زندگی کی بازی لگائے معرفتِ حق تعالیٰ حاصل نہیں ہوتی۔

صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اور صاحبِ اسم مرشد

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کی تعلیمات اور سلسلہ فقر کی روشنی میں

تحریر: عنبرین مغیث سروری قادری ایم۔اے (ابلاغیات)

خدائے بزرگ و برتر کا ازل سے یہ اصول ہے کہ وہ کائنات میں جاری تمام عوامل کو کسی خاص ضابطے اور قانون کے تحت چلاتا ہے۔ ان اصول و ضوابط کو بروئے کار لانے کے لیے وہ اسباب اور وسیلے بھی پیدا فرماتا ہے اور کائنات کی کسی شے کی مجال نہیں کہ اس کے طے کردہ اصول و ضوابط سے سرِ مو بھی انحراف کر سکے۔ ایک نظام اس کائنات کا وہ ہے جو ہمیں دکھائی دیتا ہے، جس کے تحت دن رات گزرتے ہیں، موسم بدلتے ہیں، مخلوق پیدا ہوتی اور مرتی ہے، حکومتیں قائم ہوتی اور ختم ہوتی ہیں، ملک اجڑتے اور بستے ہیں، اسی طرح ایک نظام وہ غیب کا نظام ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے اور جس کی اہمیت ظاہری نظام سے کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ درحقیقت یہ ظاہری نظام اور تمام ظاہری عوامل اس باطنی اور غیبی نظام کا پرتو ہیں۔ ظاہر میں جو کچھ بھی وقوع پذیر ہونا ہوتا ہے وہ پہلے باطن میں ہوتا ہے پھر ظاہر ہوتا ہے، ہر ظاہری تبدیلی کا فیصلہ پہلے اس باطنی اور غیبی نظام کے تحت ہوتا ہے پھر اس کے مطابق وہ واقعہ یا تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔

یہ باطنی اور غیبی نظام ایک باقاعدہ ادارے کی حیثیت رکھتا ہے جسے نظامِ تکوین کہا جاتا ہے۔ اس نظامِ تکوین کو اللہ کے خاص چنے ہوئے بندے چلا رہے ہیں۔ اس نظام کے تحت کائنات میں ہر وقت 356 اولیاء اللہ موجود رہتے ہیں جو باطنی احکام کو ظاہری حالات پر منتقل کرتے ہیں۔ محک الفقر کلاں میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اس نظام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ ''منافع'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''میری امت میں چالیس ابدال ہمیشہ موجود رہیں گے۔ بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں، اُن میں سے جب کوئی فوت ہوگا تو اس کی جگہ خلق میں سے کسی کو ابدال بنا دیا جائے گا، یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔'' ابدالوں کی یہ تعداد چالیس سے ہرگز کم نہ ہوگی اور جب قیامت قائم ہونے کو آئے گی تو انہیں دنیا سے یکبارگی اٹھا لیا جائے گا۔ اس کے علاوہ تین سو چھپن اسامی اولیاء اللہ بھی ہیں جو ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں، زمانہ ان سے کبھی خالی نہیں رہتا۔ ان میں سے تین سو ابطال ہیں چالیس ابدال ہیں، سات سیاحین ہیں، پانچ اوتاد ہیں، تین قطب ہیں اور ایک غوث ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس مرتبے کے اولیاء اللہ کی تعداد کسی وقت بھی تین سو چھپن سے کم نہیں ہوتی البتہ آفات و احیان کے موقع پر اس تعداد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلے نمبر پر تین سو وہ اولیاء ہیں جنہیں راہِ سلوک میں ابطال کہتے ہیں، انہوں نے راہِ ہوا و ہوس کو باطل کر رکھا ہے۔ دوسرے نمبر پر وہ چالیس اولیاء اللہ ہیں جنہیں ابدال کہتے ہیں انہوں نے اپنے اخلاقِ ذمیمہ کو اخلاقِ حمیدہ میں تبدیل کر رکھا ہے۔ تیسرے نمبر پر اہلِ سیاحت ہیں ان کی تعداد سات ہے۔ اُن کا کام سیر و سفر اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی و ارادہ کے مطابق خلقِ خدا کی کارسازی ہے، وہ اسی کام میں مشغول رہتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا تین سو سینتالیس حضرات میں سے کوئی بھی مقامِ ارشاد پر فائز نہیں ہوتا (یعنی مرشد کامل کے مقام پر فائز نہیں ہوتا)۔ ان کے علاوہ نو اولیائے اللہ اور ہیں جو صاحبِ ارشاد ہیں، ان کی حقیقت تجلیاتِ ذاتیہ و اسمائے صفاتیہ کے بوجھ سے دب کر مضمحل و ناچیز ہو جاتی ہے اور حضرتِ واجب الوجود[1] تکمیلِ ناقصاں کی خاطر بار ہا ان کی تنزلی فرماتا ہے

---

1. ذاتِ حق تعالیٰ

جس سے ان کے مراتب میں تفاوت پیدا ہوتا رہتا ہے۔ ان میں سے پانچ حضرات وہ ہیں کہ جنہیں اوتاد کہتے ہیں پھر تین حضرات وہ ہیں کہ جنہیں اقطاب کہا جاتا ہے اور ایک قطب الاقطاب ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

ان اولیاء اللہ کی تعداد میں حالاتِ زمانہ کے مطابق کمی یا بیشی ہوتی رہتی ہے۔ حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں ان کی تعداد یہ بیان کی ہے ''اخیار۔ تین سو، اوتاد۔ چار، نقباء۔ تین اور قطب۔ ایک۔'' حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات میں ایک حوالے سے ان اولیاء اللہ کی تعداد یہ بتائی گئی ہے ''اخیار۔ تین سو، ابدال۔ چالیس، ابرار۔ سترہ، نجباء۔ پانچ، اوتاد۔ چار، نقباء۔ تین، قطب۔ ایک۔'' ان اولیاء اللہ کو طریقت و تصوف میں رجالِ غیب کے نام سے پکارا جاتا ہے کیونکہ یہ عام انسانوں میں انہی کی طرح رہتے ہیں لیکن اپنی حقیقت کو ان سے غیب (پوشیدہ) رکھتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کو 'اپنا لشکر' قرار دیا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ط (سورۃ مدثر۔31) ترجمہ: ''اور تیرے رب کے لشکر کوئی نہیں جانتا مگر وہ۔'' اللہ نے انہیں اپنا لشکر اس لیے قرار دیا کہ اللہ ان کے ذریعے سے اس کائنات پر اپنے احکام نافذ کرتا ہے۔ ہر لشکر کی طرح اس لشکر کا بھی ایک سپہ سالار ہے جس کے قلب پر احکامِ الٰہی کا بلاواسطہ نزول ہوتا ہے اور پھر وہ ان احکام کو آگے منتقل کرتا ہے اور تمام لشکر تک درجہ بدرجہ یہ احکام پہنچتے ہیں جن کی تکمیل ان پر لازم ہوتی ہے۔ یہ سپہ سالار اپنے زمانے کے غوث، قطب الاقطاب، قطبِ مدار کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور انہی ناموں سے اہلِ تصوف میں معروف ہوتا ہے۔ یہ ہر زمانے میں صرف ایک ہی ہوتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا تمام اقوالِ اولیاء میں قطب الاقطاب کی تعداد صرف ایک ہی بیان کی گئی ہے اور بلاشبہ یہ قطب الاقطاب وہی انسانِ کامل ہے جو قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہے، امانت و خلافت کاملہ کا حامل اور زمین پر اللہ کا حقیقی نائب ہے جس کے متعلق حضرت عبدالکریم الجیلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''انسانِ کامل وہ قطب ہے جس پر اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی اس وقت سے لے کر ابدالآباد تک ایک ہی شے ہے پھر اس کے لیے رنگا رنگ لباس ہیں اور باعتبار لباس کے اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے کہ دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا۔ اس کا اصلی نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے اور اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبداللہ اور اس کا لقب شمس الدین ہے۔ پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لائق ہوتا ہے۔'' (انسانِ کامل[1])

یہ قطب الاقطاب کائنات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قائم مقام ہوتا ہے جس کے سپرد کائنات کا تمام نظام ہوتا ہے اور اس نظام کو چلانے کے لیے اس کو تصرف و اختیارات بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کامل و مکمل طور پر تفویض کیے جاتے ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اس کے متعلق فرماتے ہیں ''غوث عرش کے اوپر ستر ہزار پردوں کی خبر رکھتا ہے۔''

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ غوث و قطب کی اقسام اور مراتب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ مراتبِ غوث و قطب تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک ''غوث و قطب دہقانی'' کہ جن کے تصرف کی حد بارہ کوس تک ہوتی ہے، دوسرے ''غوث و قطبِ روحانی'' کہ جو صاحبِ استغراق ہوتے ہیں ان کا نفس مردہ اور روح زندہ ہوتی ہے وہ روزِ الست سے مست چلے آ رہے ہیں کہ انہوں نے روزِ ازل سے ہی ساقیٔ توحید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک سے ساغرِ شوق پی رکھا ہے اور ہر وقت مستی و سوزشِ ازل سے آہیں بھرتے رہتے ہیں۔ نہ انہیں طالب بنانے کا شوق اور نہ مرید بنانے کی طلب کہ وہ ہر دم غرقِ توحید رہتے ہیں۔ اس مرتبے کے غوث و قطب صاحبِ تجرید و تفرید ہوتے ہیں۔ تیسرے وہ غوث و قطب کہ جنہیں ''غوث و قطبِ وحدت'' کہا جاتا ہے جیسے کہ قدرتِ سرِّ سبحانی، معشوقِ ربانی، غوث الجن والانس و ملائکہ شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز ہیں، یہ مرتبہ ان اہلِ نظر عارفوں کا ہے جو مشتاقِ دیدارِ الٰہی ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

اپنے تصرف و اختیار اور مقامِ وحدتِ حق تعالیٰ کی بنا پر قطب الاقطاب دیگر تمام اولیاء، ابدال، اوتاد، اخیار، نجباء وغیرہ پر حاکم کا درجہ رکھتا ہے۔ ان سب کی تمام قوتیں اور تصرفات اسی قطبِ مدار اور غوث کی بدولت ہوتے ہیں جو تمام قوائے الٰہیہ کا منبع و مصدر ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا جا سکتا ہے کہ جس طرح ایک بجلی گھر پورے شہر کو بجلی سپلائی کرتا ہے لیکن شہر کے ہر علاقے کا اپنا ایک ٹرانسفارمر ہوتا ہے۔ اصل کرنٹ اور بجلی تو بجلی گھر سے آ رہی ہوتی ہے لیکن ٹرانسفارمر اپنی قوت (Capacity) کے مطابق اسے بجلی گھر سے وصول کر کے اپنے اپنے علاقوں میں سپلائی کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اصل باطنی قوت اسی قطب الاقطاب کی ہوتی ہے جسے وہ اپنے ماتحت کام کرنے والے تمام اولیاء اور ابدال کو منتقل کر رہا ہوتا ہے۔

ان رجالِ غیب کو ان کی خاص باطنی و ظاہری صلاحیتوں کی بنا پر چنا جاتا ہے۔ نچلے درجے کے اولیاء و ابدال کا تعلق کسی بھی سلسلۂ تصوف مثلاً سہروردی، نقشبندی، چشتی، قادری وغیرہ سے ہو سکتا ہے لیکن یہ اپنے سلسلہ میں تلقین و ارشاد یعنی مرشدی کے منصب پر فائز نہیں ہوتے۔ بلکہ کئی بار یہ بھی ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ ان کا تعلق لازماً کسی سلسلۂ تصوف سے ہو، قطب الاقطاب دنیا میں سے جسے بھی چاہے چن کر اس کی باطنی تربیت کر کے اسے اس کے عہدے پر فائز کر دیتا ہے۔ مناسب ظاہری و باطنی تربیت کے بعد انہیں ساری دنیا میں فرائض کی ادائیگی کے لیے پھیلا دیا جاتا ہے اور ان کے زیادہ تر فرائض کا تعلق ظاہری دنیاوی حالات کو کنٹرول کرنے سے ہوتا ہے۔ جبکہ قطب الاقطاب کے بعد آنے والے پانچ یا سات قطب عموماً اپنے اپنے سلسلہ کے خلیفۂ اکبر اور مرشد کامل کے مرتبہ کے اولیاء اللہ ہوتے ہیں، ان کے ذمے ظاہری کے ساتھ ساتھ باطنی روحانی فرائض کی ادائیگی بھی ہوتی ہے یعنی یہ ظاہری دنیاوی

[1] ناشر نفیس اکیڈمی کراچی

حالات پر بھی کنٹرول رکھتے ہیں اور روحانی دنیا میں طے پانے والے امور میں بھی شریک ہوتے ہیں، مستقبل کے لیے ہونے والے فیصلوں میں اپنی رائے بھی دے سکتے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنے مریدوں کی روحانی باطنی ترقی بھی ان کے ذمے ہوتی ہے۔ یہ تمام رجال غیب باطنی دنیا میں ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے اور ایک دوسرے سے رابطہ میں ہوتے ہیں اگرچہ ظاہری دنیا میں ایک دوسرے سے دور ہوں اور بظاہر ایک دوسرے کو نہ پہچانتے ہوں۔

ہر زمانے کا قطب الاقطاب دنیا کو پانچ یا سات خطوں میں تقسیم کر کے ہر ایک خطے کی ولایت ان پانچ یا سات قطبوں میں سے ہر ایک کو عطا کرتا ہے اور وہ اپنے اپنے خطے کے تمام امور کے ذمہ دار و نگہبان ہوتے ہیں اور قطب الاقطاب کے سامنے اپنے اپنے خطے کے متعلق جواب دہ ہوتے ہیں جیسا کہ یہ روایت مقبول و معروف ہے کہ جب سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ترجمہ: ''میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے'' تو اس وقت حضرت خواجہ غریب نوازؒ ملک خراسان کے ایک پہاڑ کی کھوہ میں مجاہدہ و ریاضت کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ بغداد مقدس میں یہ اعلان ہوتے ہی آپؒ نے اپنا سر جھکا دیا اور اتنا جھکا دیا کہ سر مبارک زمین سے لگ گیا اور وہیں سے جواب دیا بَلْ قَدَمَاكَ عَلٰی عَیْنِیْ وَ رَاْسِیْ ترجمہ: ''بلکہ آپؓ کا قدم مبارک میری آنکھوں اور سر پر''۔ اسی نیاز مندی پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے خواجہ غریب نوازؒ کو معین الدین کا لقب عطا فرمایا اور سلسلہ چشتیہ کا سربراہ مقرر کر کے ہندوستان کی ولایت آپؒ کے سپرد فرمائی۔ اسی مجلس وعظ میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ بھی موجود تھے انہوں نے بھی قَدَمِیْ هٰذِهٖ کا اعلان سن کر فوراً اپنی گردن جھکا دی۔ بعد ازاں وہ سلسلہ سہروردیہ کے امام مقرر کیے گئے۔

یعنی حضور غوث الاعظمؓ اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور غوث ہیں جبکہ دیگر سلاسل کے امامین ان کے ماتحت قطب ہیں۔ شیخ ابو یوسف انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ رغبت رجی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ قطب اعلیٰ ہیں اور تمام اقطاب امت ان کے زیر سایہ ہیں، تمام افراد ان کے تابع ہیں، وہ علوم و معارف کی سلطنت کے شہنشاہ ہیں، ان پر یہ مقام منتہی ہوتا ہے، وہ معلم حق کے شہسوار ہیں اور ان کے ہاتھ میں (زمانے کی) مہاریں ہیں۔ عارفوں میں جتنے بھی شہباز طریقت ہوئے ہیں وہ تمام کے سردار ہیں۔ (تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ)

یہی سلسلہ آج بھی جاری ہے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ فقر سلسلہ سروری قادری کا اپنے زمانے میں امام، جو حضور غوث الاعظمؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک پر ہوتا ہے اور ان کا نائب و مظہر ہوتا ہے، قطب الاقطاب اور غوث چنا جاتا ہے جبکہ دیگر ماتحت قطب میں سے کچھ تو اسی سلسلہ میں سے چن لیے جاتے ہیں اور کچھ دیگر سلاسل کے امامین میں سے منتخب کر لیے جاتے ہیں۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ترجمہ: ''میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے'' سے جہاں یہ مراد ہے کہ آپؓ کا مرتبہ تمام اولیاء سے بلند ہے وہیں اس سے یہ بھی مراد ہے کہ آپؓ کا سلسلہ دیگر تمام اولیاء کے سلاسل سے بلند ہے جیسا کہ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جس نے بھی غوثیت و قطبیت و درویشی و فقیری و اولیائی و ولایت و ہدایت کی دولت و نعمت و سعادت پائی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے پائی کیونکہ دونوں جہان کی چابی آپؓ کے ہی ہاتھ میں ہے، جو آپؓ کا منکر ہوا وہ دونوں جہان میں مردود الحق ہو کر ابلیس خبیث کی طرح پریشان ہوا۔ ہر مومن بندۂ خدا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہے یا امتی تھا یا غوث و قطب ولی اللہ ہے حضور غوث پاک کا مرید ہے۔'' (محک الفقر کلاں)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ ''تفہیمات'' میں فرماتے ہیں ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے سپرد تمام جہان کو فیض پہنچانے کا شعبہ ہے۔ اسی لیے جب ان کا وصال ہوا تو ان کی روح ملاء اعلیٰ کی صورت اختیار کر گئی اور ان کا وجود تمام جہان کے لیے فیض رساں بن گیا۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ فرماتے ہیں:

چوں پائے نبیؐ شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا

ترجمہ: جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدم مبارک آپؓ کے سر اقدس کا تاج ہے تو آپؓ کا قدم مبارک تمام جہان کے سر کا تاج ہے۔ تمام عالم کے اقطاب آپؓ کے در پر اس طرح پڑے رہتے ہیں جس طرح بادشاہ کے سامنے گدا۔

یعنی دیگر تمام سلاسل کے امام اور مرشدین بھی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فیض کے محتاج اور ان کے مرید ہیں۔ آپؓ کی بلند شان کی بدولت آپؓ کا سلسلہ بھی سب سلسلوں سے اعلیٰ و برتر ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- تمام سلاسل چراغ کی مانند ہیں جنہیں نفسانی، شیطانی، دنیاوی آفتوں اور بلاؤں کی ہوا بجھا سکتی ہے لیکن سلسلہ قادریہ آفتاب کی مانند ہے کیونکہ اسے مخالف ہواؤں کا ڈر نہیں۔ چراغ کی کیا مجال کہ آفتاب کے سامنے چمکے۔ (اسرار قادری)
- جان لے کہ قادری طریقہ بادشاہ ہے اور دوسرے تمام طریقے اس کی فرمانبردار و محکوم رعیت ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- ہر خانوادہ (سلسلہ) کی انتہا قادری طریق کی ابتدا سے لگا نہیں کھا سکتی خواہ تمام عمر ریاضت میں سرگردان رہے۔ (توفیق الہدایت)
- جان لو! قادری طریقہ ہر دوسرے طریقہ پر قادر و قوی ہے۔ قادری کی ابتدا تمام طریقوں کی انتہا کے برابر ہے۔ (گنج الاسرار)

قادریہ سلسلہ کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں:

- یاد رہے کہ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے، ایک زاہدی قادری طریقہ ہے جس میں طالب عوام کی نگاہ میں صاحب مجاہدہ و صاحب ریاضت ہوتا ہے جو ذکر جہر سے دل پر ضربیں لگاتا ہے، غور و فکر سے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، ورد و

وظائف میں مشغول رہتا ہے، راتیں قیام میں گزارتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے لیکن باطن کے مشاہدہ سے بے خبر قال (گفتگو) کی وجہ سے صاحبِ حال بنا رہتا ہے۔ دوسرا سروری قادری طریقہ ہے، جس میں طالب قرب و وصال اور مشاہدۂ دیدار سے مشرف ہو کر شوریدہ حال رہتا ہے اور ایک ہی نظر سے طالبِ اللہ کو معیتِ حق تعالیٰ میں پہنچا دیتا ہے اور وصالِ پروردگار سے مشرف کر کے حق الیقین کے مراتب پر پہنچا دیتا ہے۔ ایسا ہی سروری قادری فقیر قابلِ اعتبار ہے کہ وہ قاتلِ نفس ہوتا ہے اور کارزارِ حق میں پیش قدمی کرنے والا سالار ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

طریقت اور تصوف کی دنیا میں کسی بھی ولی اللہ کو حضور غوث الاعظمؓ کے اعلیٰ ترین مرتبے سے انکار نہیں پس جو آپ رضی اللہ عنہ کو ولایت کا شہنشاہ مانتا ہے اسے آپ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سروری قادری کے سب سے اعلیٰ ترین سلسلہ ہونے سے انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ پس یہ بات از خود ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ واحد غوث جو قطب الاقطاب اور اپنے زمانے میں انسانِ کامل کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہوتا ہے، آپ ہی کے سلسلہ سروری قادری سے چنا جاتا ہے اور اپنے زمانے کے دیگر تمام روحانی سلاسل کے پیشواؤں، ابدال، اوتاد، اخیار، نجباء وغیرہ کا امام اور ان پر حاکم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "سروری قادری اسے کہتے ہیں جو نر شیر پر سواری کرتا ہے اور غوث و قطب اس کے زیرِ بار رہتے ہیں۔" (محک الفقر کلاں)

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ طریقت و تصوف کے تمام سلاسل میں یہ اصول رائج ہے کہ ہر مرشد کا خلیفۂ اکبر صرف ایک ہوتا ہے جبکہ خلفائے اصغر بہت سے ہو سکتے ہیں۔ خلیفۂ اکبر وہ ہوتا ہے جسے مرشد اس کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی بنا پر اپنا تمام تر روحانی ورثہ، اپنی تمام قوتیں اور اپنا مقام و مرتبہ بھی منتقل کرتا ہے یعنی خلیفۂ اکبر اپنے مرشد کے مرتبہ نعم البدل پر فائز ہوتا ہے۔ صورت و سیرت، قوت و تصرف، صفات و خصوصیات میں اپنے مرشد کا عین بعین ہوتا ہے جبکہ خلیفۂ اصغر کو مرشد اپنی کسی ایک یا دو صفات سے متصف کر کے اسے کسی ایک دو خاص ڈیوٹیوں پر متعین کر دیتا ہے۔ اس کا کام محدود ہوتا ہے جبکہ خلیفۂ اکبر اپنے سلسلے کا سربراہ ہوتا ہے۔ سلسلے کو آگے چلانا، مریدوں کو روحانی طور پر آگے بڑھانا اور آنے والے زمانے کے لیے خلیفۂ اکبر کو چننا، تیار کرنا اور روحانی ورثہ منتقل کرنا اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ مریدوں کو بیعت کر کے ان کی روحانی تربیت کرنے کا حق اور صلاحیت صرف اسی کے پاس ہوتی ہے خلفائے اصغر کے پاس نہیں۔ خلیفۂ اکبر ہی قطب کے مرتبہ پر فائز ہو سکتا ہے خلیفۂ اصغر نہیں۔ البتہ نچلے درجہ کے ابدالوں، اوتاد یا اخیار وغیرہ کے لیے ان خلفائے اصغر کو چنا بھی جا سکتا ہے اور نہیں بھی۔ یہ معاملہ مکمل طور پر قطب الاقطاب کی صوابدید پر ہوتا ہے۔ جب کسی سلسلہ کا شجرۂ طریقت لکھا جاتا ہے تو اس میں صرف خلیفۂ اکبر کا نام شامل کیا جاتا ہے خلفائے اصغر میں سے کسی کا نہیں جیسا کہ سلسلہ چشتیہ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ہی خلیفۂ اکبر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے واحد خلیفۂ اکبر حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور یونہی آگے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت بہاؤ الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفۂ اکبر خواجہ علاؤ الدین عطارؒ اور ان کے خلیفۂ اکبر حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ اور یونہی سلسلہ آگے چلتا ہے۔ سلسلہ سہروردیہ میں حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفۂ اکبر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ، ان کے خلیفۂ اکبر حضرت شیخ صدر الدین محمد رحمتہ اللہ علیہ، سلسلہ قادریہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے خلیفۂ اکبر حضرت شیخ عبد الرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلیفۂ اکبر حضرت شیخ عبد الجبار جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ دنیا میں ہر سلسلہ اس کے خلیفۂ اکبر کے نام سے ہی جانا جاتا ہے، وہی لوگوں میں معروف ہوتا ہے۔ تصوف و طریقت کی تاریخ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کے سوا کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ ان کے خلیفۂ اکبر ایک سے زیادہ ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی چار خلفائے اکبر تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ، حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ اور حضرت علی رضی اللہ عنہٗ، جبکہ دیگر صحابہ کرامؓ خلفائے اصغر تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کے بھی چار خلفائے اکبر تھے، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ، حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ اور حضرت کمیل بھی زیاد رضی اللہ عنہٗ۔ یہ اس لیے کہ اس وقت تمام سلاسل اور علمِ تصوف و طریقت و شریعت و حقیقت ایک ہی مقام پر مجتمع تھے بلکہ اس وقت تو ان علوم کو علیحدہ علیحدہ ان کے ناموں سے بھی موسوم نہ کیا گیا تھا اور نہ ہی سلاسل کا نظام قائم ہوا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ نے سلاسل کا علیحدہ علیحدہ نظام ترتیب دیا اور انہیں ان کے اماموں کے سپرد کیا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ کے بہت سے خلفاء اصغر تھے لیکن چونکہ آپ رضی اللہ عنہٗ نے سلاسل کا نظام قائم کرنا تھا اس لیے آپ رضی اللہ عنہٗ کے خلیفۂ اکبر دو ہوئے حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبد الواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ۔ لیکن حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ امانتِ فقر کے وارث ہونے کے لحاظ سے خلیفۂ اکبر اوّل ہیں جن سے آگے چل کر سلسلہ سروری قادری حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ تک پہنچا جبکہ خلفائے اصغر سے دیگر سلاسل کا نظام شروع ہوا۔ سلسلہ سروری قادری کے خلفاء کو ہمیشہ سے ہی دیگر سلاسل کے خلفاء پر اوّلیت حاصل ہے اور امانتِ الٰہیہ کا حامل انسانِ کامل جو قطب الاقطاب کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے ہمیشہ سے اسی سلسلہ سے چنا جاتا رہا ہے البتہ مختلف زمانوں میں اس سلسلہ کے نام مختلف رہے۔ جب امانت حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی تو سلسلہ کا نام عجمیہ رکھا گیا۔ جب حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچی تو سلسلہ کرخیہ کہلایا جب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ کی امامت سنبھالی تو جنیدیہ کے نام سے موسوم ہوا (حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ بھی سلسلہ جنیدیہ سے ہیں)۔ جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ تک سلسلہ پہنچا تو اس کا نام سلسلہ قادریہ ہوا جس کی آگے چل کر دو شاخیں ہو گئیں زاہدی قادری اور سروری قادری۔ امانتِ الٰہیہ، دیدارِ الٰہی اور

معرفتِ ذات کا تعلق سلسلہ سروری قادری سے ہے جبکہ معرفتِ صفات، عبادات، ورد وظائف وغیرہ کا تعلق سلسلہ زاہدی قادری سے ہے۔

دیگر تمام سلاسل کی طرح سلسلہ سروری قادری میں بھی خلیفۂ اکبر صرف ایک ہی ہوتا ہے جو امانتِ الٰہیہ کا حامل قطب الاقطاب انسانِ کامل ہوتا ہے جبکہ خلفائے اصغر ایک یا دو یا زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ خلیفۂ اکبر کو سلسلہ سروری قادری میں ''صاحبِ مسمّٰی اسمِ ذات'' مرشد کامل کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہوتا ہے جبکہ خلفائے اصغر صاحب اسم ہوتے ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ اسم اور صاحبِ مسمّٰی مرشد کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

صاحبِ اسم: صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحب اسم مقامِ خلق پر ہوتا ہے۔ (یہ خلفاء ہوتے ہیں ان کے مریدین ساری عمر اسم نقش کرنے میں گزار دیتے ہیں۔)

صاحبِ مسمّٰی: صاحبِ مسمّٰی فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ ہوتا ہے۔ امانتِ الٰہیہ، خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور مرشد کامل جامع نور الہدیٰ ہوتا ہے۔ فنا فی اللہ فقیر اسے کہتے ہیں جو فنا فی الرسول ہو، فنا فی فقر ہو اور فنا فی ''ھُو'' ہو۔ (عین الفقر)

صاحبِ مسمّٰی

مسمّٰی سے مراد وہ ذات ہے جس پر کسی اسم کا اطلاق ہوتا ہے کہ جب اس اسم کو پکارا جائے تو اس ذات کا چہرہ نظروں کے سامنے آجائے۔ وہ ذات اُس اسم کی تمام خصوصیات کی حامل ہو اور اس کے سوا اس اسم کا اطلاق کسی اور پر نہ ہوتا ہو۔ یوں تو کائنات کی ہر شے ذاتِ حق تعالیٰ کی مظہر ہے لیکن ہر شے سے اللہ کے کسی ایک اسم کی صفت ظاہر ہے جیسا کہ علامہ ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جملہ ممکنات عالم اسی ذات احد کے اسماء کے ظاہر ہیں۔ نیز موجودات میں سے ہر ایک موجود کا ایک خاص رب ہے اور وہ موجود اسی رب کا مربوب ہے یعنی ہر موجود ایک خاص اسم کا مظہر ہے۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)[1]

❁ ہر شخص موجودات میں سے ایک اسم ہے اور وہ اسم اس شخص کا رب ہے۔ وہ اسم جسم ہے اور وہ شخص اس اسم کا دل ہے یعنی ہر موجود ایک اسم کا مظہر ہے یا ہر موجود کے لیے ایک اسم ہے جو اس موجود کی تربت کرتا ہے۔ وہ اسم مثل جسم کے ہے اور وہ موجود مثل دل کے ہے۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)[2]

وہ واحد ہستی جو اللہ کے تمام تر اسماء و صفات اور ذاتِ حق تعالیٰ کا مکمل جامع اظہار ہے انسانِ کامل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہے اور حقیقتاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی وہ صاحبِ مسمّٰی ہستی ہیں جن پر اسم اَللّٰہُ کا اطلاق جائز و درست ہے۔ حضرت علامہ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مخلوقات میں اسم اَللّٰہُ کا اطلاق صرف اور صرف جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صادق آتا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے لیے مراۃ تامہ اور مجلّی اعظم ہیں۔'' حضرت علامہ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول قرآن کے عین مطابق ہے کیونکہ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے جا بجا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ذات کا عین اور اپنے اسم کے لیے مسمّٰی ذات قرار دیا ہے البتہ قرآن کا اندازِ مخفیانہ ہے جسے صرف عشق والے ہی سمجھتے ہیں اور عقل والے صرف چوں چرا کیوں کیا کیسے کی بحث میں الجھے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ، ان کے کلام کو اپنا کلام اور ان کے عمل کو اپنا عمل قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

❁ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح۔10)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

❁ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم 3-4)

ترجمہ: اور (یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی مرضی سے کلام نہیں فرماتے بلکہ یہ وہی کہتے ہیں جو ہم ان کی طرف وحی کرتے ہیں۔

❁ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال۔17)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میدانِ جنگ میں) وہ کنکریاں آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کامل نور ہے، وہ ہاتھ پیر چہرہ وغیرہ سے ماورا ہے لیکن قرآن میں جب وہ يَدُ اللّٰهِ یعنی ''اللہ کا ہاتھ'' یا وَجْهُ اللّٰهِ[3] یعنی ''اللہ کا چہرہ'' کے الفاظ استعمال کرتا ہے تو اس سے صاحبِ مسمّٰی اسمِ ذات کامل انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ اور چہرہ مراد ہے جو اللہ کی ذات کا عین ہیں اور جن پر اس کے اسم (اَللّٰہُ) کا اطلاق ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد یہ مقام اس ولیٔ کامل صاحبِ مسمّٰی کو حاصل ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عین ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے عین ہیں۔

علامہ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف مبارکہ فصوص الحکم میں ہے کہ: چونکہ اسم اَللّٰہُ تمام اسماء کا اجمال اور سب کو حاوی و شامل ہے اور تمام اسماء اسی کی تفصیلات ہیں اس لیے اسم اَللّٰہُ (بمعنی الوہیت) کا مظہر عین الاعیان یا عین کلی یا عین محمدی ہے۔ وہ تمام اعیان کو شامل ہوگا اور تمام اعیان اس کی تفصیل ہوں گے۔ یہ عین الاعیان جب موجود فی الخارج ہوگا تو خلیفہ ہوگا اور سب پر حاکم رہے گا اور وہی انسانِ کامل ہوگا۔ انسانِ کامل کا ہر زمانے میں ہونا ضروری ہے جس میں شانِ خلافت ہوگی۔ انسانِ کامل کے دو درجے ہیں: (1) انسانِ کامل بالذات جو ساری خدائی میں ایک اور باعثِ ایجادِ خلق اور عین الاعیان ہے وہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ (2) انسانِ کامل بالعرض' جو ہر زمانے میں زیر پرتو محمدی رہتا ہے اور اس زمانے کا پیغمبر (اگر قبل ظہور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو) یا غوث یا قطب الاقطاب (اگر بعد ظہور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو) ہوتا ہے اور نظر الٰہی اسی پر رہتی ہے جب انسانِ کامل دنیا میں نہ رہے گا تو قیامت برپا ہو جائے گی۔ (شرح فصوص الحکم)[4]

یہ ولیٔ کامل کائنات میں صرف ایک ہوتا ہے کیونکہ اللہ کی

1، 2 شرح محمد ریاض قادری۔ ناشر علم و عرفان پبلیشرز لاہور۔ 3 فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ۔115) ترجمہ: پس تم جدھر منہ پھیرو گے وہیں اللہ کا چہرہ ہے۔ 4 شرح مولانا عبدالقدیر صدیقی۔ نذیر سنز لاہور صفحہ 2۔

ذات بھی واحد ہے اور اس کا محبوب بھی واحد ہے۔ اسی صاحبِ مسمّٰی اسم ذات کے متعلق علامہ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہر زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازل سے ابد تک لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں'' (شرح فصوص الحکم والایقان)۔ حضرت سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلیؒ اپنی تصنیف انسانِ کامل میں فرماتے ہیں ''حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر زمانے میں اس زمانے کے اکمل کی صورت میں اس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے۔'' پس ہر زمانے کے انسانِ کامل ولیٔ کامل اور صاحبِ مسمّٰی ذات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ہیں اور صاحبِ مسمّٰی ولیٔ کامل کو صاحبِ اسم مرشدین پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیگر تمام انبیاء پر۔ حضرت شیخ مویدالدین جندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ''اسم اعظم (اسم اَللّٰہُ ذات) کی صورت ولیٔ کامل (انسانِ کامل صاحبِ مسمّٰی) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔'' [1]

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مسمّٰی آں باشد لازوالی
نہ آں جا ذکر و فکر نہ وصالی
بود غرقش بہ وحدت عین دانی
فنا فی اللہ شود سرِّ نہانی

ترجمہ: مقام مسمّٰی لازوال مقام ہے جہاں پر ذکر، فکر اور وصال کی گنجائش نہیں۔ وہ وحدتِ حق تعالیٰ میں یوں غرق ہوتا ہے کہ عین ذات بن جاتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر وہ یوں فنا فی اللہ ہوتا ہے کہ خود سرِّ نہانی (چھپا ہوا راز یعنی ذات حق تعالیٰ) بن جاتا ہے۔

مقام مسمّٰی توحیدِ مطلق کا مقام ہے جس کے متعلق حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جب عارف باللہ واصل فنا فی اللہ فقیر اسم اَللّٰہُ ذات کے نقش کو تصور سے اپنے دل پر لکھ لیتا ہے تو اسے دکھائی دیتا ہے کہ اس کا جسم اسم اَللّٰہُ ذات میں غرق ہو کر غائب ہو گیا ہے اور جسم کی بجائے اسم اَللّٰہُ ذات ظاہر ہو گیا ہے تو وہ ظاہر باطن کا ہر مشاہدہ اسم اَللّٰہُ ذات سے ہی کرتا ہے۔ پھر اس کے وجود میں ذکر اذکار کی لذت باقی نہیں رہتی اور نہ ہی سوزشِ ذکر اسم اَللّٰہُ ذات کی وجہ سے ذکر اذکار میں اس کا دل لگتا ہے۔ وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اسے اسم اَللّٰہُ ذات ہی نظر آتا ہے خواہ وہ اسم اَللّٰہُ ذات کی طرف توجہ نہ بھی کرے۔ اسے اللہ کے سوا کوئی چیز پسند نہیں آتی، اسے ہر چیز کے مغز و پوست میں اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے اور اس پر عنایاتِ ربانی کا اتمام ہو جاتا ہے۔ اس کا نفس قلب بن جاتا ہے، قلب روح کی صورت اختیار کر لیتا ہے، روح سِرّ بن جاتی ہے، سِرّ خفی بن جاتا ہے، خفی اَنَا میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اَنَا مخفی میں ڈھل جاتی ہے اسے توحیدِ مطلق کہتے ہیں یہاں پہنچ کر ابتدا انتہا بن جاتی ہے کہ ابتدا نورِ توحید ہے۔ (عین الفقر)

پس اس نورِ توحید تک پہنچ کر ولیٔ کامل کی روح، نفس، قلب اور ذات مکمل طور پر نورِ الٰہی میں ڈھل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اسم اَللّٰہُ کے لیے مسمّٰی ذات بن جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ، اس کا چہرہ اللہ کا چہرہ، اس کا وجود اللہ کا وجود بن جاتا ہے۔ اور اللہ کا نور اس کا نور، اس کی معرفت اللہ کی معرفت، اس کا فیصلہ اللہ کا فیصلہ۔ اللہ کو اب جو کرنا ہے اس کے توسط سے کرتا ہے۔ علامہ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''چونکہ اسم اَللّٰہُ ذات جامع جمیع صفات ومنبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات ورب الارباب کہلاتا ہے اور اس کا مظہر (یعنی صاحبِ مسمّٰی) جو عین ثانیہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا۔ عبداللہ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ربِ محمد رب الارباب اور اسم اعظم ہے۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے۔ وہ بالکل بے ارادہ تحت امر وقرب وفرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اس کے توسط سے کرتا ہے۔'' (فصوص الحکم)

اپنے اسی مقام ومرتبے کی بنا پر صاحبِ مسمّٰی انسان کامل تمام غوث وقطب وابدال پر حاکم ہوتا ہے اور دنیا کے متعلق تمام فیصلوں کا اختیار رکھتا ہے، انہیں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وصول کر کے ماتحت غوث وقطب تک پہنچاتا اور ان کے ذریعے دنیا پر احکام الٰہی نافذ کراتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''سن فقرا، کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے، وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ سرِّ فقرا، سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے ہے۔ فقیر باھو کہتا ہے کہ مقام استغراق فنا فی اللہ کا منفرد مقام ہے جو تمام نقباء، نجباء، ابدال، اوتاد، اخیار، عمداء، غوث، قطب، شیخ مشائخ، عابد، زاہد اور اہل تقویٰ سے اعلیٰ وبالاتر ہے کہ فقیر ولایت وحدت کا والی ہوتا ہے۔ فقیر منفرد مذکر مرد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے صاحبِ قاب قوسین اَوادنیٰ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔'' (عین الفقر)

پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں ''غوث جسے قطب الاقطاب، قطب مدار، قطب ابدال بھی کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اس کے قلب پر جو کچھ القاء ہوتا ہے اس کے مطابق وہ آگے امر کو جاری کرتا ہے۔ روزانہ وہ ابدال کے ساتھ دربار میں بیٹھتا ہے، امتِ محمدیہ اور اقوامِ عالم کے بارے میں فیصلے صادر کرتا ہے۔ جو امر اللہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے وہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ غوث تک پہنچتا ہے۔'' (حقیقت ابدال ورجال غیب) [2]

دیدارِ الٰہی صرف اسی صاحبِ مسمّٰی ذات مرشد کامل اکمل کے توسط سے روا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ اسی لیے صرف اس کے مریدین دیدار و وصالِ الٰہی کی منزل تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے ''دنیا کے طالب بہت ہیں اور عقبیٰ کے کم اور طالب مولیٰ بہت کم ہیں۔'' جو سچے طالبان مولیٰ ہیں وہ دنیا میں کہیں بھی موجود ہوں اللہ پاک ان کی رسائی صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل تک خود کروا دیتا ہے۔

---

[1] تفسیر روح البیان۔ جلد اول ترجمہ: مولانا محمد فیض احمد اویسی بہاولپور۔ صفحہ 41 [2] ناشر غلام دستگیر اکیڈمی دربار سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ جھنگ

طالبانِ مولیٰ کی دنیا میں کم یابی کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ ان کے خالص مریدین کی تعداد کچھ کم ہو لیکن ان کا کمال یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پاس پہنچنے والے طالبانِ دنیا و عقبیٰ کو بھی اپنی ذات اور نگاہ کے کمال سے طالبِ مولیٰ بنا دیتے ہیں اور اپنے مریدین کو تسلیم و رضا کی اس منزل تک پہنچاتے ہیں جہاں اللہ ان سے فرماتا ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے (البینہ۔8)۔ اور اُن کی انتہا وہ مقامِ احسان ہے جہاں وہ ہر لمحہ دیدارِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلٰی ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَ ھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ۠ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ O (البقرہ۔112) ترجمہ: ہاں جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا وہ محسن (دیدارِ الٰہی کرنے والا مومن) ہے اور اس کے لیے اپنے رب کی طرف سے اجر ہے اور اس کے لیے نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم"۔

صاحبِ مسمّٰی ذات مرشد کامل کا مقام ھاھویت (احدیت) ہے جہاں ذاتِ حق تعالیٰ کے سوا کچھ موجود نہیں اور اس کے طالبِ صادق کا کم از کم مقام عالمِ لاھوت لامکان ہے جو انسان کا اصلی وطن ہے اور جہاں دیدارِ الٰہی اور ذات کی لذتِ معرفت ہے۔

امانتِ الٰہیہ امانتِ فقر جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اور ان سے آگے منتقل ہوتے ہوتے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچی اسی صاحب مسمّٰی ذات کے قلب میں پوشیدہ ہوتی ہے اور وہی اسے آگے منتقل کرتا ہے۔ عموماً یہ عام لوگوں اور دنیا میں مشہور و معروف نہیں ہوتا جیسا کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں "جس طرح خزانے ویرانوں میں ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی 'امانت' بھی ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔ جس طرح خزانہ غیر معروف ویرانہ میں ہوتا ہے اسی طرح حقیقی خوشی بھی غم میں مخفی ہوتی ہے۔" (مثنوی۔ دفترِ سوم)

اور امانت سے مراد خود ذاتِ حق تعالیٰ ہے۔

صاحبِ اسم

صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل کے علاوہ سلسلہ قادری یا سلسلہ سروری قادری سے تعلق رکھنے والے دیگر مرشدین اپنے بلند ترین مقام پر پہنچ کر بھی صرف صاحبِ اسم ہی رہتے ہیں اور ذات تک ان کی رسائی کبھی نہیں ہوتی۔ یعنی یہ اللہ کو صرف اس کے اسماء و صفات کے حوالے سے جانتے ہیں اور ذات کی کنہہ کی کوئی خبر نہیں رکھتے۔ لہٰذا اپنے مریدین کو بھی یہ اللہ کی معرفت صرف اس کے چند اسماء و چند صفات کے حوالے سے عطا کر سکتے ہیں۔ ان کے مریدین ساری عمر اپنے قلب پر اسمِ اَللّٰہُ نقش کرنے میں گزار دیتے ہیں اور جو چند ایک اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں وہ اسی کو بہت بڑی کامیابی اور بلند مقام سمجھ لیتے ہیں حالانکہ ذات تک پہنچے بغیر ہر منزل محض سراب اور ہر مقام خام و ناقص ہے۔

صاحبِ اسم مرشد کا انتہائی مقام بھی صرف عالمِ جبروت تک محدود ہے جہاں یہ فرشتوں کی سی پاکیزگی تن حاصل کر لیتے ہیں اور جس طرح فرشتے مخلوق کی طرف اللہ کے کارندے ہیں اسی طرح یہ بھی اللہ کے کارندے بن جاتے ہیں۔ تعویذ، دم درود، وظائف وغیرہ کے ذریعے لوگوں کو مصائب و بیماریوں سے نجات دلاتے ہیں کیونکہ اللہ کی طرف سے انہیں اس قدر قوت ضرور حاصل ہوتی ہے۔ لیکن تسلیم و رضا کی اس منزل تک جہاں ہر مصیبت و بیماری کی حالت میں بھی بندہ اللہ سے راضی رہتا ہے اور تعویذ و دم درود کی حاجت سے بے نیاز ہوتا ہے، نہ یہ خود پہنچے ہوتے ہیں نہ مریدین کو پہنچا سکتے ہیں۔

دنیا میں زیادہ تعداد طالبانِ دنیا کی ہے جو دنیا کے مسائل میں الجھے ہوتے ہیں اور ان سے نجات پا کر اپنی دنیا کو کسی نہ کسی طریقہ سے بہتر بنانا چاہتے ہیں اور چونکہ صاحبِ اسم مرشد کو ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اپنے مریدین کو یا اپنے پاس آنے والوں کے وقتی دنیاوی مسائل کو تعویذ یا عملیات وغیرہ کے ذریعے دور کر سکتے ہیں اس لیے عموماً یہ دنیا میں مشہور بھی ہو جاتے ہیں اور ان کے مریدین کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔ طالبانِ عقبیٰ بھی اپنی آخرت بہتر بنانے اور ثواب کے لالچ اور عذاب سے نجات کی طلب میں انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ صاحبِ اسم مرشد یا تو لمبے لمبے ورد و وظائف میں الجھا دیتے ہیں یا اسم اَللّٰہُ ذات دے کر اسے قلب پر نقش کرنے کی مشق پر لگا دیتے ہیں اور پھر وہ مریدین تمام عمر اسی مشق میں پھنسے رہتے ہیں۔ صادق طالبانِ مولیٰ یا تو صاحبِ اسم مرشد کی طرف رخ ہی نہیں کرتے اور اگر غلطی سے آ بھی جائیں تو زیادہ دیر ٹکتے نہیں۔

صاحبِ اسم مرشد کو اپنے محدود مقام اور قوتوں کا اندازہ ہوتا ہے اور وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے اوپر ایک قطب الاقطاب موجود ہے جس کا مقام اس کے مقام سے کہیں بلند ہے اور جس کی رسائی ذاتِ حق تعالیٰ تک ہے لیکن مریدوں کے حلقہ میں اپنا اثر و رسوخ قائم رکھنے کے لیے اس حقیقت کو ظاہر نہیں کرتا۔ یہ صاحبِ مسمّٰی قطب الاقطاب کی مرضی اور صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ اپنے ماتحت کام کرنے کے لیے صاحبِ اسم مرشد کو قطب، غوث، ابدال یا اوتاد وغیرہ کے عہدے کے لیے چنے یا نہ چنے۔

واضح ہو کہ صاحبِ اسم مرشد سے وہ جعلی پیر ہرگز ہرگز مراد نہیں جو گلی گلی اپنی دکان کھولے بیٹھے ہیں اور لوگوں کو جھوٹے تعویذ دھاگوں کے ذریعے محض مال کمانے کے لیے بیوقوف بناتے ہیں۔ ایسے دھوکہ بازوں کے لیے تو "پیر" کا لفظ بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے کہ پیری مریدی ایک اعلیٰ روحانی عمل ہے۔ صاحبِ اسم مرشد سے مراد سلسلہ سروری قادری سے تعلق رکھنے والے وہ حقیقی مرشد ہیں جو اپنے مریدین کو فیض پہنچانے کی قوت رکھتے ہیں خواہ وہ محدود ہی کیوں نہ ہو۔

صاحبِ اسم اور صاحبِ مسمّٰی میں فرق

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "من نفس و زبان مخلوق اور قلب و جسم و روح

بھی مخلوق ہیں جبکہ اسمِ اَللّٰهُ غیر مخلوق ہے لہٰذا غیر مخلوق کو غیر مخلوق سے ہی یاد کرنا چاہیے۔ اسم و مسمّٰی کے درمیان کیا فرق ہے؟ صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ مسمّٰی صاحبِ استغراق ہے۔ صاحبِ اسم مقامِ خلق پر ہوتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی مقامِ غیر مخلوق پر۔ صاحبِ مسمّٰی پر ذکر حرام ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں ہر وقت غرق فنافی اللہ ہوتا ہے۔''

مقامِ خلق مقامِ جبروت سے شروع ہوتا ہے جہاں اللہ کی ذات سے اس کے اسماء اور صفات کا اظہار ہوا، جہاں فرشتے محوِ کار ہیں، جہاں سے واحد ذاتِ حق تعالیٰ نے کثرت کی طرف سفر کا آغاز کیا۔ اس مقام سے قبل عالمِ لاھوت، عالمِ یاھوت یا وحدت، عالمِ ھاھویت یا احدیت میں ذاتِ حق تعالیٰ واحد ہے، ان مقامات پر مخلوق کا وجود موجود ہی نہیں صرف غیر مخلوق ذاتِ حق تعالیٰ موجود ہے۔ صاحبِ مسمّٰی کا مقام مقامِ وحدتِ ذات ہے جو غیر مخلوق ہے اور اسمِ اَللّٰهُ بھی غیر مخلوق[1] ہے۔ لہٰذا اسمِ اَللّٰهُ کی حقیقت بھی صاحبِ مسمّٰی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ پس صاحبِ مسمّٰی ہی حقیقتاً صاحبِ اسم بھی ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۞ ''اسمِ اعظم اسے نصیب ہوتا ہے جو صاحبِ مسمّٰی ہو جاتا ہے اور جو صاحبِ مسمّٰی ہو جاتا ہے وہی صاحبِ اسمِ اعظم ہوتا ہے۔'' (عین الفقر)

اسمِ اعظم اسمِ اَللّٰهُ ذات ہے جو اسم بھی ہے اور ذات بھی۔ اللہ واحد ہے اس لیے اس کا اسم اور ذات جدا جدا نہیں بلکہ اسم اَللّٰهُ ہی ذات ہے جیسا کہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اسمِ اَللّٰهُ ذات عین ذات پاک ہے'' (عین الفقر)۔ پس اسمِ اَللّٰهُ عین مسمّٰی ہے اور صاحبِ مسمّٰی عین اسم اَللّٰهُ ہے یعنی جو صاحبِ مسمّٰی قطب الاقطاب مرشد کامل ہے وہی حقیقی اسم اَللّٰهُ ذات ہے، اسی کے وجود میں اسم بھی ہے اور ذات بھی۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''درویش واحدانیتِ الٰہی میں غرق معمائے اسم و مسمّٰی کی کتاب ہوتا ہے یا یوں سمجھیے کہ درویش کتابِ عکس[2] اور معکوس[3] ہوتا ہے یا کتابِ طلسمات اسم اَللّٰهُ ذات ہوتا ہے۔ پس انسانِ کامل کا وجود اسم و مسمّٰی کا گنج معمہ ہے'' (نور الہدیٰ)۔ اسم و مسمّٰی کا گنج معمہ سے مراد یہ ہے کہ تمام اسماء و صفات اور ذاتِ الٰہی کا خزانہ اس کے وجود میں جمع ہے، معمہ اس لیے کہ اس کے مقام و مرتبے کو سمجھنا اور پانا کسی کے لیے ممکن نہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کی بنا پر صاحبِ اسم مرشد اور صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل میں مندرجہ ذیل فرق پائے جاتے ہیں:

۱۔ صاحبِ اسم مقامِ خلق (عالمِ جبروت، ملکوت یا ناسوت) پر ہے، صاحبِ مسمّٰی کا مقام غیر مخلوق ذاتِ حق (مقامِ احدیت، ھاھویت) ہے۔

۲۔ صاحبِ اسم صرف چند صفاتِ الٰہیہ کی معرفت تک محدود ہے، صاحبِ مسمّٰی کامل معرفتِ ذات کی صورت ہے۔ معرفتِ ذات کا تعلق عالمِ امر اور ربوبیت سے ہے جبکہ معرفتِ صفات کا تعلق عالمِ خلق اور عبودیت سے ہے۔ معرفتِ ذات کی ابتدائی منزل ہی لقائے الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری ہے جبکہ معرفتِ صفات کی انتہائی منزل سدرۃ المنتہیٰ اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ مقامِ جبرائیلؑ ہے جس کے آگے مخلوق کے داخلے کی گنجائش نہیں لیکن انسانِ کامل کا مقام اس سے بھی آگے دیدار و وصالِ الٰہی ہے۔

۳۔ صاحبِ اسم مرشدین چونکہ حاملِ صفاتِ الٰہیہ ہوتے ہیں اس لیے صفاتِ الٰہیہ کی طرح ہی ایک سے زائد بلکہ کئی ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے کسی میں اللہ کی کوئی صفت ظاہر ہوتی ہے کسی میں کوئی، جبکہ صاحبِ مسمّٰی صاحبِ ذات ہوتا ہے اسی لیے ذات کی طرح واحد ہوتا ہے اور تمام کی تمام صفاتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے۔

۴۔ صاحبِ مسمّٰی محبوب بھی ہے مطلوب بھی اور مقصود بھی جبکہ صاحبِ اسم صرف محبّ اور طالب ہے۔

۵۔ صاحبِ اسم مزدور ہے جو ہر وقت ورد و وظائف کی محنت و مشقت میں مصروف رہتا ہے اور اس کے اجر کا منتظر ہوتا ہے۔ صاحبِ مسمّٰی مقبول ہے جسے بارگاہِ الٰہی کی دائمی حضوری اور ذاتِ حق تعالیٰ میں ہر وقت استغراق کی کیفیت حاصل ہے، اسے ورد وظائف یا ذکر اذکار کے ذریعے

فرمانِ باھُو رحمتہ اللہ علیہ

مرشد مینوں حج مکّے دا، رحمت دا دروازہ ھُو
کراں طواف دوالے قبلے، نت ہووے حج تازہ ھُو
کن فیکون جدو کا سنیا، ڈِٹھا مرشد دا دروازہ ھُو
مُرشد سدا حیاتی والا باھُوؒ اوہو خضر تے خواجہ ھُو

اس بیت میں مرشد کے دیدار کو آپؒ نے حج کا درجہ دیا ہے اور اُسے بابِ رحمتِ الٰہی بتایا ہے اور آپ مرشد سے ملاقات کو ''طواف'' کا درجہ دیتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ جب سے ''کن فیکون'' سنا ہے ہمیں اپنے مرشد کی پہچان نصیب ہوگئی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میرا مرشد ہمیشہ کے لئے زندہ اور حیات ہے اور وہی ہمارا راہبر و راہنما ہے۔

---

[1] یعنی یہ اسم تخلیق نہیں کیا گیا بلکہ جب سے اللہ موجود ہے تب سے یہ اسم بھی اس کے لیے موجود ہے البتہ اس اسم کو پکارنے والی مخلوق کی تخلیق بعد میں ہوئی۔ [2] مخلوق [3] ذاتِ حق تعالیٰ

منازلِ قربِ الٰہی طے کرنے کی حاجت نہیں۔

۶۔ صاحبِ اسم صرف سبب ہے ان تمام دیگر اسباب کی طرح جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو نفع پہنچانے کے لیے پیدا فرمائے۔ وہ لوگوں کی مشکلات حل کرنے، رزق میں اضافہ کرنے، بیماریاں دور کرنے وغیرہ کے لیے اللہ کا کارندہ ہے، دوسری طرف صاحبِ مسمّٰی سبب بھی ہے، مسبب بھی اور مسبب الاسباب بھی۔ وہ اپنے مریدین کو دنیا سے نکال کر دیدار و وصالِ الٰہی میں مستغرق کر دیتا ہے۔ پس دنیا کے تمام مسائل یا تو ان کے لیے غیر اہم و بے معنی ہو جاتے ہیں یا صاحبِ مسمّٰی مرشد خود ان کے حل کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

۷۔ صاحبِ مسمّٰی صاحبِ نور ہے اور اپنی روحانی و نورانی قوت کے لیے کسی کا محتاج نہیں جبکہ صاحبِ اسم اپنی قوت کے لیے صاحبِ مسمّٰی کا محتاج ہے۔ صاحبِ اسم کی تمام قوتیں بھی صاحبِ مسمّٰی کی بدولت ہیں۔

۸۔ صاحبِ مسمّٰی لارجعت ہے یعنی وہ ایسے مقام پر ہے جہاں اس کا ہر عمل اللہ کا عمل ہے لہٰذا اس سے غلطی ہوتی ہے نہ رجعت۔ جبکہ صاحبِ اسم کی کسی غلطی پر اسے رجعت بھی ہو سکتی ہے یعنی اس کی قوتوں اور مقام میں کمی ہو سکتی ہے اور کبھی کبھی کسی بڑی غلطی پر اُسے اس کے مقام سے محروم بھی کیا جا سکتا ہے۔ ایسے میں صاحبِ مسمّٰی کے قلب سے اس خلیفہ کے قلب تک آنے والا نور بند ہو جاتا ہے۔

۹۔ صاحبِ مسمّٰی امانتِ الٰہی، امانتِ فقر، خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور زمین پر حقیقتاً اللہ کا نائب ہوتا ہے جبکہ صاحبِ اسم صرف ایک خلافت کا حامل ہوتا ہے۔

۱۰۔ صاحبِ اسم صاحبِ درجات تو ہے لیکن کائنات کی سب سے بڑی نعمت قرب و دیدارِ الٰہی سے محروم ہے جبکہ صاحبِ مسمّٰی کی پہلی منزل ہی لقائے الٰہی ہے۔

جس طرح اس دنیا میں مرشد کامل اکمل اسمِ اَللّٰہُ ذات کے لیے مسمّٰی ذات ہے اور اللہ کا مظہر ہے اسی طرح روزِ قیامت آخرت میں بھی اللہ اسی صاحبِ مسمّٰی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اور جس طرح اس دنیا کے نظام پر اس کا کامل اختیار اور تصرف ہے اسی طرح قیامت میں بھی ہر فیصلے کا اختیار اور تصرف اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ لہٰذا نجات، خواہ وہ طالبانِ دنیا ہوں، طالبانِ عقبیٰ ہوں یا طالبانِ مولیٰ ہوں، اسی کامل ولی صاحبِ مسمّٰی ذات مرشد کامل کی بارگاہ تک رسائی اور اس کے دامن سے وابستہ ہو جانے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے زمانے کے کامل ولی صاحبِ مسمّٰی ذات کو تلاش کرنے، اس کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرنے اور اس کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فرمانِ باھُوؒ

مرشد مکّہ تے طالب حاجی، کعبہ عشق بنایا ھُو
وِچ حضور سدا ہر ویلے، کریئے حج سوایا ھُو
ہک دَم میتھوں جدا نہ ہووے، دِل ملنے تے آیا ھُو
مرشد عین حیاتی باھُوؒ، میرے لُوں لُوں وِچ سمایا ھُو

آپؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح ایک حاجی کعبہ کی زیارت کا شوق دل کے اندر رکھتا ہے۔ اسی طرح مرشد کے لئے میرا عشق بھی وہی درجہ رکھتا ہے۔ میرا مرشد سینکڑوں میل دور ہوتے ہوئے بھی میرے پاس ہوتا ہے اور کبھی بھی مجھ سے جدا نہیں ہوتا اور ہر لحہ ہر وقت وہ مجھے اپنے اندر دکھائی دیتا ہے اور وہ ایسا جوہرِ حیات ہے جو میرے لُوں لُوں میں سما چکا ہے۔

مُرشد کامل اوہ سَہیڑیئے، جیہڑا دو جگ خوشی وِکھاوے ھُو
پہلے غم ٹکڑے دا میٹے، وَت رب دا راہ سمجھاوے ھُو
اِس کلر والی کندھی نوں، چا چاندی خاص بناوے ھُو
جس مرشد ایتھے کُجھ نہ کیتا باھُوؒ اوہ کوڑے لارے لاوے ھُو

مرشد کامل ایسا ہونا چاہیے جو دونوں جہانوں میں نجات دہندہ ہو۔ پہلے طالب کے اندر سے مادیت کو نکال کر معرفت اللہ کی راہ دکھلائے اور پھر طالب کے اندر سے دنیاوی خواہشات و محبت نکال کر اللہ کی محبت اور عشق میں غرق کر دے۔ جو مرشد ایسا نہ کر سکے وہ کذاب اور جھوٹا ہے۔

اسرارِ حروف

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں

فائزہ سعید سروری قادری (زیورچ سوئٹزرلینڈ)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں فقر کی اصطلاحات کی حقیقت کو ان کے حروف کے مطابق بیان فرمایا ہے جو ان کو سمجھنے میں بے حد معاون و مددگار ہے۔ چند اصطلاحات کی شرح ان کے حروف کے مطابق بیان کی جا رہی ہے:

اسمِ اَللّٰہُ

پس اے درویش! جس کسی نے پایا ہے اسمِ اَللّٰہُ سے پایا ہے۔ چونکہ اسمِ اَللّٰہُ سے چار حروف نکلتے ہیں یعنی اوّل اسم، اسمِ اَللّٰہُ ہے جو کہ فضلِ خدا ہے۔ جب اسمِ اَللّٰہُ سے الف دور کیا لِلّٰہ رہ گیا کیونکہ اس کا ذکر فیضِ اللہ ہے اور جب لِلّٰہ سے ل دور کیا تو لَہٗ رہا کہ اس کا ذکر عطائے الٰہی ہے اور جب لَہٗ سے ل دور کیا ھُو رہا۔ پس ذکرِ ھُو عنایتِ اللہ ہے۔ پس مردِ عارف کے واسطے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کافی ہے۔ یعنی اللہ بس باقی ہوس۔

دوسری تشریح اس کی یہ ہے کہ ذکرِ اَللّٰہُ سے حضور اور ذکرِ لِلّٰہ سے سرور اور ذکرِ لَہٗ سے مقہور یعنی قہر کیا گیا اپنے نفس پر اور ذکرِ ھُو سے مغفور ہے۔ یہ سب مراتب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے ہیں اور زیادہ خوبی اس تشریح کی یہ ہے کہ ھُو اسمِ مصنفِ کتاب ہے اور یہی کلمہ ذات ہے۔ (محک الفقر)

شرح اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے عزیزِ من! اسمِ محمدؐ کے چار حروف ہیں جن سے دونوں جہان روشن ہیں۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (حدیثِ قدسی) ترجمہ: ''اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ہوتے تو میں کائنات ہی پیدا نہ کرتا'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ہے۔ معراج کا مشاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم المکانی پر دال ہے۔ عالم باللہ وہ شخص ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حرف میم کے تصور سے مشاہدہ کرا دے۔ حرف ح سے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری دکھلا دے۔ حرف میم دوم سے دونوں جہان کا تماشا دکھا دے۔ حرف د سے درد پالے۔ تمام مقصود یہی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کنہہ (حقیقت) کو معلوم کرنا۔ محمد، احمد، حامد، محمود صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ چاروں اسماء کفار کے قتل کے لیے ننگی تلوار ہیں۔ حدیثِ مبارکہ ہے ترجمہ: ''جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا حق تعالیٰ کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا''۔ شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم مبارک سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے کافر۔ (توفیق الہدایت)

فقر

❁ فقر اپنے آثار سے لائقِ معرفتِ مولیٰ دیدار ہے اور یہ تین حروف ''ف ق ر'' سے یوں پہچانا جا سکتا ہے کہ حرف ''ف'' سے فقیر پر فرضِ عین ہے کہ وہ فنائے نفس حاصل کر کے بقائے قلب، لقائے روح اور شفائے بدن حاصل کرے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں اس کا ہم مجلس رہے۔ حرف ''ق'' سے قالب کو قبر بنائے، قلب کو قربِ حق سے سنوارے، قاتلِ نفس بن کر اس پر قہر برسائے اور قبلہ رو ہو کر سر بسجود رہے۔ ایسا ''ق'' قوائدِ فقر کا پہلا قاعدہ ہے اور حرف ''ر'' سے رویئتِ رب العالمین کے شرف اور راس دیدنی (راستے کو دیکھ کر چلنا یعنی فقر کے راستے کی پاسداری) سے صاحبِ حق الیقین اور غالب بر شیطان لعین ہو۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ فقر کے تین حروف ہیں۔ حرف ''ف'' سے فنا، ''ق'' سے قریب اور ''ر'' سے راستی راہ۔ نیز فقر کے ''ف'' سے

فنائے نفس، ''ق'' سے قہر بر نفس اور ''ر'' سے راضی برضا بر قضائے خدا۔ نیز ''ف'' سے فخر، ''ق'' سے قرب اور ''ر'' سے راز۔ یہ مرتبہ فقرِ محمدی محب کو نصیب ہوتا ہے۔

نیز ''ف'' سے فضیحت، ''ق'' سے قہرِ خدا اور ''ر'' سے منہ کے بل گرانے والے فقر کا رد نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ ترجمہ: ''میں منہ کے بل گرانے والے فقر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں'' (حدیثِ مبارکہ) فقر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر اور دونوں جہان کا بادشاہ اور دنیاوی بادشاہ سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔ (توفیق الہدایت)

❁ جس شخص کے وجود میں فقر کی ''ف'' تاثیر کرتی ہے اسے نفس پر فتح، روح کی فرحت، فیض قالب، ہمیشہ کی جمعیت، سلامتیٔ ایمان، فقرِ لایحتاج حاصل ہوتا ہے اور وہ بدعت، شرک، کفر اور استدراج سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ''جو اس میں داخل ہوا وہ امن و امان میں آ گیا'' کے ہیں۔

جو کوئی فقر کو صرف ''ف'' سے پکڑتا ہے وہ الفقر فخری کے بحر (سمندر) کی ب کو پالیتا ہے یعنی فقر کا تیسرا حصہ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔

جو فقر کے ''ق'' کے ذریعے قرار حاصل کرتا ہے اس کی زبان ذوالفقار کی طرح ہو جاتی ہے (یعنی وہ سیف الرحمٰن ہو جاتا ہے)۔ (توفیق الہدایت)

❁ جان لے کہ فقر کے تین حروف ہیں یعنی ف ق ر۔ حرف ''ف'' سے فنائے نفس، حرف ''ق'' سے قوتِ روح اور حرف ''ر'' سے رحیم دل یا حرف ''ف'' سے فخر، حرف ''ق'' سے قرب اور حرف ''ر'' سے رحمت۔ جو شخص اس فقرِ عظیم کو اختیار کرتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر قربِ دنیا کی طرف رجوع کرتا ہے وہ نالائق بدبخت ہے، اس کے لیے ''ف'' سے فضیحت، ''ق'' سے قہرِ خدا اور ''ر'' سے رد ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

مرشد کامل

❁ جان لے کہ مرشد کے چار حروف ہیں یعنی م ر ش د۔ حرف ''م'' سے مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور زندہ دلوں کو ایک ہی توجہ سے واحدانیتِ اِلَّا اللّٰہُ کا مشاہدہ کرا کے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری بخشتا ہے۔ حرف ''ر'' سے طالب کو ریاضت سے رہائی دلا کر راز بخشتا ہے۔ حرف ''ش'' سے شر یعنی نفس و شیطان و خلق و دنیا و سیاہ دلی کے شر اور ہر اُس شر سے طالب کو نجات دلاتا ہے کہ جس نے اس کے وجود کو جکڑ رکھا ہوا اور اسے اس قابل بناتا ہے کہ اس کے ساتوں اعضائے بدن یعنی ہڈیاں، مغز، گوشت، چمڑا، رگیں اور بال وغیرہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر میں زبان کھولیں کہ ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اس کا جسم اور دل اس طرح پاک و صاف ہو جاتا ہے جس طرح کہ بہتے ہوئے دریا کا پانی اور اس کے جسم کا ہر عضو اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے اور وہ اپنے لب بند کر کے استغراق مع اللہ میں گم ہو جاتا ہے اور حرف ''د'' سے طالب اللہ کا دم و دل نگاہِ مرشد سے بذریعہ قدمِ اثبات غرق فنا فی اللہ ذات ہو کر دنیا و آخرت میں زندہ و جاوید ہو جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ مرشد کے چار حروف م ر ش د ہیں۔ ان کے تکسیری معانی میں ''م'' سے مشاہدۂ حضور، معرفت اور معراج ہے۔ ''ر'' سے رازِ حق غرق فی التوحید نور ہے۔ ''ش'' سے شہسوار عارف بہ روحانیت اہلِ قبور اور پھر ''د'' سے دوام بخش الہام ہے۔

مرشد کامل کی اوّلین پہچان یہ ہے کہ وہ حاضراتِ اسمِ باری تعالیٰ کے باعث پہلی ہی نظر میں کل و جز کو طے کر لے۔ (امیر الکونین)

❁ کامل کے تین حروف ہیں۔ ک م اور ل۔ اس میں ''ک'' سے کامل تصرف ہے کہ اس میں سے جتنا بھی خرچ کیا جائے کچھ کمی واقع نہ ہو۔ ''م'' سے مراد یہ ہے کہ مردہ دل کو ایک ہی نظر میں زندگی بخشی جائے اور مشرف بہ حضوری کرنے میں تاخیر نہ ہو اور فوراً دیدارِ حق سے فیض یاب کر دیا جائے۔ ''ل'' سے یہ معنی لیے جاتے ہیں کہ لقائے الٰہی سے طالب کو محروم نہ رکھا جائے بلکہ طالب کو فوری طور پر لایحتاج بنا دیا جائے۔

اے لوگو! تمہیں اس امر کا علم ہونا چاہیے کہ کامل درجہ تو انسان کا ہے، مکمل پریشان کا اور اکمل حیوان کا ہے اور مرشد کامل کا رتبہ نور الہدیٰ ہے۔ اس سے وہ طالب کو اوّل دن ہی لاہوت لامکان میں پہنچا سکتا ہے اور یہ ساری طاقت مرشد سروری قادری کو اللہ کی جانب سے ودیعت ہوتی ہے۔ کامل مکمل اور اکمل کی یہ ساری تشریحات الفاظ کے اعتبار سے نہیں بلکہ یہ بلحاظِ علمِ تصوف ہیں۔ کامل مرشد پر اللہ کا فضلِ عظیم اور فیض لاانتہا ہوتا ہے۔

تصرفِ گنج سے مشرف بہ دیدار کرنا ایک طرح سہل اور آسان امر ہے لیکن دوسرے کے وجود پر مسلسل نگاہ رکھ کر اسے عصیاں اور گناہ سے بچائے رکھنا ایک بڑا اور کٹھن کام ہے۔ (امیر الکونین)

❁ مرشد کے چار حروف ہیں: م ر ش د۔ حرف ''م'' سے مرد خدا از خدا جدا، خادم محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، صاحب صفا، حرف ''ر'' سے روانہ رکھے غیر ماسویٰ اللہ کو بجز توحیدِ الٰہ۔ حرف ''ش'' سے شوق ریز (عاشق) قلب خیز (زندہ دل)، عشق و محبت کا متوالہ غرق وحدت عارف باللہ۔ حرف ''د'' سے دائم غرق فنا فی اللہ صاحبِ حضور۔ (عین الفقر)

طالبِ مولیٰ

❁ طالب کے چار حروف ط۔ا۔ل۔ب ہیں۔ اس کے تکسیری معانی یہ ہیں: ''ط'' سے طوقِ بندگی سرافگندگی اور دوام درِ حق پسندی ہے۔ ''ا'' سے ارادۂ حق اور ادب اور جو کچھ بھی ہو جائے اس پر آہ نہ کرنا ہوتا ہے۔ ''ل'' سے لقا کے لائق، لایحتاج اور لاف زنی سے بچنا ہے۔ پھر ''ب'' سے طالب باوقار، باوفا، باحیا، قلب باصفا اور قضا و رضا کو تسلیم کرنے والا ہوتا ہے۔ مرشد کے چاروں حروف طالب کے چاروں حروف میں خود بخود تبدیل ہو جاتے ہیں گویا مرشد کا جسم، وجود، قلب، زبان، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور روح وغیرہ سب طالب کے ہو جاتے ہیں، اسی لیے کہتے ہیں کہ طالب وہی ہے جو فنا فی الشیخ ہونے کی تمنا کرے۔ مرشد کا ہر ایک عمل اور رسم طالب میں آ جائے۔ دونوں بلحاظِ احوال ایک ہی ہو جائیں اور پھر مرشد کامل کی توفیق کے ساتھ وہ یداللہ فوق ایدیھم[1] کہنے لگے۔ (امیر الکونین)

[1] ترجمہ: ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے (الفتح۔10)

❁ طالب کے چار حروف ہیں یعنی ط ا ل ب۔ حرف ''ط'' سے طالب ایک ہی بار تین طلاقیں دیتا ہے ہوا و لذتِ نفس کو، تین طلاقیں دیتا ہے دنیا کو، کہ دنیا راہزن بوڑھی عورت ہے اور تین طلاقیں دیتا ہے معصیتِ شیطانی کو، کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ یوں ایک ایک کر کے طالب جب جملہ ناشائستہ خصائل کو طلاق دے کر تائب ہو جاتا ہے تو بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ نیز حرف ''ط'' سے طالب طلبِ مولیٰ رکھتا ہے اور اُس کا مقصود و مطلوب فقط اللہ ہوتا ہے اس لیے وہ لائقِ معرفتِ ذاتِ الٰہ ہوتا ہے۔ حرف ''ا'' سے ارادۂ صادق یعنی طالب صدیق با تصدیق ہوتا ہے اور حقیقی معنوں میں طالبِ مولیٰ ہوتا ہے، ظاہر و باطن میں اتنی کثرت سے عبادت کرتا ہے کہ سونے کے لیے زمین سے پہلو تک نہیں لگاتا اور توفیقِ الٰہی سے مراقبہ و استغراق میں رہتے ہوئے ہمیشہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتا ہے اور غلط قدم کبھی نہیں اٹھاتا اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ حرف ''ل'' سے لائق و باحیا طالب جو کبر و ہوا سے پاک ہو، جس کا نفس مردہ اور روح زندہ ہو۔ ایسے طالب کو حضورِ حق سے خوش آمدید و مرحبا کہا جاتا ہے اور حرف ''ب'' سے باربردارِ حق یعنی حق کو اپنانے والا اور باطل کو چھوڑنے والا باادب بزرگ اور اپنے اختیار سے دست بردار ہونے والا اور حکمِ مرشد کی تعمیل میں ہوشیار رہنے والا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ طالب کے چار حروف ہیں: ط ا ل ب۔ حرف ''ط'' سے طلاق دینے والا جملہ علائق غیر ماسویٰ اللہ کو۔ حرف ''ا'' سے الوہیت ربوبیت میں غرق، اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس کے اصول پر قائم۔ حرف ''ل'' سے لائقِ درگاہ، علائقِ خلق سے بیزار۔ حرف ''ب'' سے بدکاری سے پاک، باادب و بامراد، بے ریا، صبح سے شام اور شام سے صبح تک طلبِ خدا میں غرق، غیر ماسویٰ اللہ سے دل کو پاک رکھنے والا، مرشد سے بااخلاص رہنے والا جس طرح کہ ندی کا پانی ندی سے بااخلاص رہتا ہے۔ جو آدمی یہ اوصاف نہیں رکھتا وہ مرشد ہے نہ طالب۔ (عین الفقر)

❁ پس اے طالب! اب میں تجھ کو مولیٰ کے حروف کے معانی بتاتا ہوں۔ یعنی مولیٰ کے چار حروف ہیں۔ م و ل ی۔ پس مولیٰ کا طالب وہ ہو سکتا ہے جو چار چیزیں اختیار کرے۔ یعنی ''م'' سے موت کو اختیار کرے۔ جس کسی نے اپنی زندگی میں موت کو اختیار کیا اور بار بار موت کو یاد کیا وہ زندہ جاوید ہوا۔ اور حرف ''و'' سے واحد میں فنا فی اللہ ہو کر گوشۂ خلوت اختیار کرنا ہے اور حرف ''ل'' سے دنیا پر لعنت کرنا ہے۔ حرف ''ی'' سے یگانۂ خدا ہونا ہے۔

پس اے طالب! جو شخص ان صفات سے موصوف ہے وہ طالبِ مولیٰ ہے۔ (محک الفقر)

شوق

شوق کے تین حروف ہیں۔ ش و ق۔ ''ش'' سے شہادت مراد ہے، ''و'' سے معرفتِ الٰہی کے احوال سے واقفیت مراد ہے، ''ق'' سے قتلِ نفس مراد ہے۔ اس قسم کا شوق رحمانی ہے اور قاتلِ قربانی ہے۔ جو شوق ان صفات سے موصوف نہیں وہ شیطانی ہے۔

شوق شریعت کا لباس، شہادت اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منع کی ہوئی چیزوں سے شرم کرنا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے معرفت میں فقیر باتوفیق ہونا ہے۔ (فضل اللقاء)

تقویٰ

لفظ تقویٰ کے چار حروف ہیں ت۔ق۔و۔ی۔ ان تمام حروف سے کیا مراد ہے؟ تقویٰ والے کو دو ''ت'' چاہئیں ایک ''ت'' ترک کی اور دوسری ''ت'' توکل کی۔ دو ''ق'' چاہئیں ایک ''ق'' قہر کا جو اپنے نفس پر ہو اور دوسرا ''ق'' قادر ہونے کا اپنے نفس پر۔ دو ''و'' چاہئیں ایک ''و'' واحد کا اور دوسرا ''و'' وحدت کا۔ دو ''ی'' چاہیے ایک ''ی'' یگانہ بحق کی اور دوسری ''ی'' یا حق کی۔

پس اے صادق طالب! معلوم ہونا چاہیے کہ تقویٰ مخفی، بے ریا اور صالح عمل کو کہتے ہیں اور پوشیدہ عمل سے بندہ کو معرفت حاصل ہوتی ہے اور نجات اسم اَللّٰہُ ذات یعنی تصورِ حق سے حاصل ہوتی ہے جو اسرارِ اصل اور تقویٰ ہے۔ (فضل اللقاء)

علم

❁ علم کی تکسیری شرح اس طرح سے ہے کہ ''ع'' اعلیٰ مقام پر پہنچاتا ہے اور ''ل'' بندے کو لایحتاج بنا دیتا ہے اور ''م'' بندے کو مردِ حق بنا کر محبت، معرفت، مشاہدہ اور مجلسِ انبیاء میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ بھی علم ہے کہ بندہ صدقِ دل کے ساتھ اپنے اللہ کا ہی ہو رہے اور ظاہر میں بھی تصوف کا مطالعہ اور مشاہدہ کرتا رہے۔ (امیر الکونین)

❁ علم سہ حرف است سہ از بہ ہر سہ
الف اللہ ب با توکل ترک ت
ہر کہ خواند غیر ازیں دنیا طلب
طالبِ دنیا بود اہل از کلب

ترجمہ: علم کے تین حروف (ا ب ت) ہیں۔ یہ تین حروف تین اشارے ہیں اس بات کی طرف کہ ''ا'' سے اللہ، ''ب'' سے باتوکل اور ''ت'' سے ترکِ ماسویٰ اللہ۔ جو آدمی ان تین حروف کے علم کے علاوہ کوئی اور علم پڑھتا ہے وہ طالبِ دنیا ہے اور طالبِ دنیا کتا ہے۔

❁ علم کے معنی ہیں ''جاننا'' اور اس کے تین حروف ہیں یعنی ع ل م۔ اگر علم کو سر سے پکڑا جائے تو علم کا سر ''ع'' ہے اور علمِ ''ع'' عالم کو عین العنایت، عین الولایت، عین الہدایت، عین علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب پر پہنچاتا ہے اور باطل سے بیزار کر کے حق رسیدہ کرتا ہے۔ اگر علم کو درمیان سے پکڑا جائے تو درمیانی حرف ''ل'' ہے۔ علمِ ''ل'' عالم کو لایحتاج کرتا ہے اور ''لا'' نفی ہے اور نفی سے مراد فنائے نفس ہے۔ اگر علم کو آخر سے پکڑا جائے تو علم کا آخری حرف ''م'' ہے۔ جس نے علمِ ''م'' حاصل کر لیا اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجلس و ملاقات نصیب ہو گئی۔ اس کے برعکس جس نے احکامِ علم سے بغاوت کی اور علم کی مخالفت میں نفس و ہوا سے اتحاد کر کے مراتبِ علماء کو نظر انداز کیا تو وہ علم کے حرف ''ع'' سے عاق، حرف ''ل'' سے لادین اور حرف ''م'' سے مردار خور ہو کر ہمیشہ کے لیے نفسِ مردود اور ہوا و ہوس کا غلام ہو گیا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ علم کے تین حروف ہیں۔ حرف ''ع'' کی تاثیر سے

علائق عقل میں گرفتار، حرف ''ل'' کی تاثیر سے ''لَایُسَبِّحُ'' (تسبیح سے غافل)، طالبِ دنیا، فکرِ معاش میں غرق اور حرف ''م'' کی تاثیر سے میراثِ والد کا طالب۔

دین و دنیا

دنیا کے چار حروف ہیں۔ د۔ن۔ی۔ا۔ حرف ''د'' سے دنیا داری رکھنا اور حرف ''ن'' سے دنیا نافرمان اور فرعون بنادیتی ہے اور حرف ''ی'' سے شیطان کا یار اور حرف ''ا'' سے اظلم اور آدم کش بناتی ہے۔ اے احمق! دنیا سے وہ شخص علیحدہ ہوتا ہے جو دین ہاتھ میں لائے اور دین کے بھی تین حروف ہیں۔ د۔ی۔ن۔ حرف ''د'' سے معرفتِ الٰہی کا دیدہ (آنکھ) کھلتا ہے اور مولیٰ پر دیوانہ ہوتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طالب ہوتا ہے۔ اور حرف ''ی'' سے اللہ تعالیٰ کی یاری طلب کرتا ہے مومن بھائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ۔ اور حرف ''ن'' سے نیت صفا، ہر امیر اور فقیر کا خیر اندیش، جو دین کو ہاتھ میں لائے، دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اور دنیا کے خطرات سے فارغ ہوتا ہے اور منہ مولیٰ کی طرف لا کر فقر کا لباس اپنے تن پر پہن کر اور صدقِ اعتقاد سے دنیا سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر)

تصوف

تصوف کے چار حروف ہیں یعنی ت۔ص۔و۔ف۔ اب ان کے معانی ملاحظہ ہوں۔ ''ت'' سے مراد یہ ہے کہ راہِ مولیٰ میں اپنے آپ پر تصرف کرنا۔ حرف ''ص'' سے مراد صراطِ مستقیم ہے یعنی سیدھی راہ پر چلنا اور حرف ''و'' سے مراد وعدہ خلافی نہ کرنا اور حرف ''ف'' سے مراد فتح الغیب اور فنا فی النفس ہونا ہے۔ پس جو کوئی ان حروف کے معانی سے واقف نہیں اور ان کا عامل نہیں وہ ہرگز تصوف سے آشنا نہیں ہے۔

دوسرے معنی تصوف کے یہ ہیں کہ تصوف اسمِ اَللّٰہُ سے ہے یعنی علم الف سے اور الف سے مراد آیت وعلم آدم الاسماء کلہا ہے یعنی سکھلادیئے آدم علیہ السلام کو کل اسماء۔ (محک الفقر)

فقہ

❁ پس اے طالب اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ فقہ کے تین حروف ہیں۔ ف۔ق۔ہ۔ پس ''ف'' کے حرف سے فضیحت مراد ہے اور ''ق'' کے حرف سے قباحت مراد ہے اور ''ہ'' کے حرف سے ہوائے نفس پرور مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علمِ فقہ کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرضِ عین ہے۔ (محک الفقر)

تفکر

❁ پس اے طالب! اب میں تجھ کو شرح تفکر بتاتا ہوں یعنی تفکر کے چار حروف ہیں ت۔ف۔ک۔ر۔ ''ت'' کے حرف سے ترکِ ہوا ہے۔ ''ف'' کے حرف سے فنائے نفس ہے، ''ک'' کے حرف سے کرامتِ روح ہے اور حرف ''ر'' سے رازِ حق مراد ہے۔ جس میں یہ حرف نہ ہوں وہ تفکر سے خالی ہے۔ (محک الفقر)

عارف

❁ اے طالب! عارف کے چار حرف ہیں۔ ع۔ا۔ر۔ف۔ پس حرف ''ع'' عبادتِ عین ہے اور عین عبادت اس کو کہتے ہیں کہ اس کا ''ع'' واحدانیت میں غرق ہو اور اس تجلی سے عین نور اللہ کا پائے۔ جس نے عین کو پالیا، عین رب کو پہچان لیا اور جس نے عین رب کو پہچانا عین عارف باللہ ہوگیا۔ اور حرف ''ا'' سے سوائے حق تعالیٰ کے کسی سے الفت نہ پکڑے اور حرف ''ر'' سے رازِ حق الیقین ہو اور حرف ''ف'' سے اس سے عبادتِ ظاہری فرض اور واجب اور سنت ومستحب فوت نہ ہو۔ جو اس صفت سے موصوف ہو وہی اللہ کا عارف ہے ورنہ مثل کتے کے بے ادب ہے۔ پس عارف ہونا آسان کام نہیں ہے بلکہ معرفت میں اللہ تعالیٰ کے عظیم اسرار ہیں۔ (محک الفقر)

❁ اے طالب اگر تو حق حاصل کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا سے واصل ہو جائے تو چار ''م'' جمع کر۔

اوّل میم سے مراد، مرادِ نفس (خواہشاتِ نفس) کا ترک کرنا۔

دوم میم سے مراد مردِ میدان ہونا

سوم میم سے مراد دیدارِ الٰہی کا میلان ومشتاق ہونا۔

چہارم میم سے مراد محرمِ اسرار ہونا۔

نیز (طالبِ مولیٰ) بارہ شین بھی جمع کرے۔ چار شین فقراء کے لیے، چار شین اہلِ علم کے لیے اور چار شین اہلِ دنیا کے لیے۔

❁ فقراء کے چار ''شین'' یہ ہیں:

اوّل ''شین'' شرم کرے نافرمانی خدائے عزوجل سے۔

دوم ''شین'' شوق وشغل اللہ (میں مصروف رہے)۔

سوم ''شین'' شب بیداری (معمول بنائے) اور دل کی بیداری حاصل کرے۔

چہارم ''شین'' شہوت اور ہوائے نفسانی سے نفس کی نگہداری کرے۔

❁ اہلِ علم کے چار شین یہ ہیں:

اوّل ''شین'' شرائطِ دینِ اسلام بجالانا۔

دوم ''شین'' شریعت پر نگاہ رکھے۔

سوم ''شین'' شعور ودانش سے علم کی پرکھ کرے۔

چہارم ''شین'' شوم بھی نہ بنے اور طمع کو بھی چھوڑ دے۔

❁ دنیادار کے چار شین یہ ہیں:

اوّل ''شین'' سے شرِ شیطان ہوتا ہے۔

دوم ''شین'' سے شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔

سوم ''شین'' سے جلد باز مثل شیطان ہوتا ہے۔

چہارم ''شین'' سے شعلہ آتشِ حرصِ دنیا اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ (عین الفقر)

مراقبہ

❁ جان لے کہ مراقبہ چار چیزوں سے تعلق رکھتا ہے اور وہ محض چار ''م'' ہیں۔ پہلی ''م'' مراقبۂ محبت ہے۔ مراقبۂ محبت سے اسرارِ پروردگار کا مشاہدہ کھلتا ہے۔ یہ مراقبہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ''اَللّٰہُ'' کے ذریعے ہوتا ہے۔ دوسری ''م'' مراقبۂ معرفت ہے۔ مراقبۂ معرفت سے توحید یعنی نورِ الٰہی نمودار ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ''لِلّٰہ'' کے ذریعے ہوتا ہے۔ تیسری ''م'' مراقبۂ معراج الصلوٰۃ سے دل کا مشاہدہ کھلتا ہے اور ایسا ذوق بخش وفرحت انگیز ذکر جاری

ہوتا ہے۔ جس سے تمام وجود ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور جسم کے ہر بال کی زبان سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ یہ مراقبہ اسمِ ''لٗہٗ'' کے تصور سے ہوتا ہے۔ چوتھی ''م'' مراقبہ مجموعۃ الوجود[1] ہے۔ مراقبہ مجموعۃ الوجود سے سر سے قدم تک وجود کے ساتوں اعضاء نور نوادر کے مشاہدہ میں غرق ہو جاتے ہیں جس سے صاحبِ مراقبہ اپنے نفس و شیطان پر غالب و قادر ہو جاتا ہے اور صاحبِ مراقبہ جب تک مجلسِ انبیاء و اولیاء میں ہر ایک سے ملاقات نہیں کر لیتا مراقبہ سے باہر نہیں آتا۔ اگرچہ باطن میں وہ ستر سال مراقبہ میں رہتا ہے مگر ظاہر میں لوگوں کے نزدیک اس کا آنکھیں بند کرنا محض پلک جھپکنے کی دیر کے لیے ہوتا ہے۔ یہ مراقبۂ ہفت اندام صاحبِ مراقبہ کے لیے انتہائی کامل و مکمل مراقبہ ہے بلکہ صاحبِ مراقبہ کے ہر ایک اندام سے ذکرِ اللہ مذکور کی بدولت ستر ہزار صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اور جونہی مراقبہ ختم کر کے صاحبِ مراقبہ ہوش میں آتا ہے تو یہ سب صورتیں جسم میں واپس آ جاتی ہیں۔ بعض صاحبِ مراقبہ ان مراتب کو جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ یہ مراقبہ اسمِ ذات ''ھُو'' کے تصور کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ (کلید التوحید خورد)

دعوت

❁ جان لے کہ دعوت ایک علمِ تکسیر ہے اور دعوت کے چار حروف ہیں اور ہر حرف کو طاعت و شرائط کے اعتبار سے ایک خاص بزرگی و عزت و شرف حاصل ہے۔ وہ چار حروف دعوت یہ ہیں: د ع و ت۔ حرف ''د'' سے دل کو ذکرِ دوام سے دائم پاک رکھنا ہے اور ذکرِ دوام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود عطا فرماتے ہیں۔ حرف ''ع'' سے علمِ غیبی و فتوحاتِ لاریبی کہ جس کی تفصیل عالمِ غیب کے مؤکلاتِ رحمانی و روحانی سے حاصل ہوتی ہے۔ حرف ''و'' سے ورد و ظائفِ کلام الٰہی کو عزت و ادب و اعتقاد کے ساتھ ترتیب وار پڑھنا اور حرف ''ت'' سے ترک کرنا ہر اس چیز کا جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے اصحاب پاکؓ نے ترک کیا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ دعوت کے چار حروف ہیں د ع و ت۔ حرف ''د'' سے دوام صاحب مشاہدۂ حضور، شہسوارِ اہل القبور۔ حرف ''ع'' سے عیان بین، عیان بخش، عالم عین العلم۔ حرف ''و'' سے واردات جو ہر ایک آیت سے بذریعہ الہام ظاہر ہوتی ہے اور بذریعہ الہام جواب باصواب آتا ہے اور حرف ''ت'' سے صاحبِ توجہ، صاحبِ تصور، صاحبِ تصرف، صاحبِ تفکر، صاحبِ تہاون (دنیا کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے والا)، صاحبِ تمثل، صاحبِ ترک، صاحبِ توکل، صاحبِ توحید، صاحبِ تجرید، صاحبِ تفرید، صاحبِ تفحص محاسبہ نفس اور ایسا صاحبِ توفیق کہ ہر ایک ''ت'' کا عامل و حامل ہو کر اس کا پھل کھائے۔

نفس

❁ نفس کے تین حروف ہیں ن ف س۔ حرف ''ن'' سے نیتِ بد، نالائق، نان طلب، ایمان کش، ناقص اور ناپسند۔ حرف ''ف'' سے فریبی، فتنہ پرور، فضیحت پسند، فساد کش اور فاجر، حرف ''س'' سے سخت، آہن و سنگ سے زیادہ سخت، مخالفِ رحمٰن۔ یہ حقیقت نفسِ امارہ کی ہے جس کے مالک کفار و منافق و کاذب و ظالم دنیادار لوگ ہیں۔

نفسِ مطمئنہ کے بھی تین حروف ہیں یعنی ن ف س۔ حرف ''ن'' سے نالد یعنی رات دن خوفِ خدا میں رونے والا، نہی یعنی اللہ کی ممنوعہ باتوں سے پرہیز کرنے والا اور نیکی کو پھیلانے والا، نانِ حلال یعنی حلال کی کمائی کھانے والا، اطاعتِ بے ریا اختیار کرنے والا، ایمان کی سلامتی والا، ناصر التوفیق یعنی توفیقِ الٰہی سے مدد کیا ہوا اور ذکر، فکر و اشتغال اللہ یعنی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مدد سے مراقبہ و معرفت و مشاہدۂ نور میں مستغرق۔ نفس جب نورِ الٰہی میں غرق ہوتا ہے تو مغفور ہو کر نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے کہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ حرف ''ف'' سے فخرِ دین، کفر و اسلام کے درمیان فرق کرنے والا۔ حرف ''س'' سے سر راستی راہ با استغراق اللہ یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن اور تصورِ اسم اللہ ذات میں غرق، بظاہر مشغولِ سجدہ سجود لیکن بباطن غرق فنافی اللہ با معبود۔ (کلید التوحید کلاں)

مسلمان

مسلمان کے چھ حروف ہیں یعنی م س ل م ا ن۔ حرف ''م'' سے موافقِ رحمٰن و مخالفِ شیطان، موافقِ علم و مخالفِ جہالت، موافقِ روح و مخالفِ نفس، موافقِ رحمٰن و مخالفِ شیطان، موافقِ فقر و مخالفِ دنیا و اہلِ دنیا اور قاطعِ شہوات و حرص و طمع اور قاطعِ دیگر اوصافِ ناشائستہ۔ حرف ''س'' سے سلیم الطبع یعنی صاحبِ قلبِ سلیم، صاحبِ تسلیم و رضا اور خلقِ خدا سے خوش خلقی سے پیش آنے والا۔ حرف ''ل'' سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذاکر۔ حرف ''م'' سے متکلم نص و حدیث، متکلم علمِ مسائلِ فقہ اور متکلم علمِ توحید و تصوف۔ حرف ''الف'' سے ارادۂ صادق کا حامل صدیق باتصدیق اور حرف ''ن'' سے نیک نیت۔ یہ ہے صحیح مسلمان۔ (کلید التوحید کلاں)

مومن

مومن کے چار حروف ہیں یعنی م و م ن۔ حرف ''م'' سے مومن نفاق سے پاک ہوتا ہے، مدام تصدیق القلب، مولیٰ طلب میں غرق اور محبت افزا۔ یہ شان ہے ایک صاف دل و حیادار باادب مومن کی۔ حرف ''و'' سے واحد، واحدانیت میں غرق، لاسوی اللہ سے بیزار، مردہ دل لوگوں سے الگ، صاحبِ توحید، صاحبِ ترک و توکل، صاحبِ تجرید و تفرید، صاحبِ اخلاص، دوستِ روح بازید اور دشمنِ نفس یزید۔ حرف ''م'' دوم سے مومن موذی نفس کو مرادِ لذتِ ہوا مہیا نہیں کرتا۔ حرف ''ن'' سے نیتِ مومن اس کے عمل سے بہتر ہے۔ یہ ہے مومن کی شان۔ (کلید التوحید کلاں)

---

[1] یہ پورے وجود کا مراقبہ ہے جس میں جسم کے سارے اعضاء اور باطن کے سارے لطائف مراقبے میں آ جاتے ہیں

Regd. CPL # 53

Monthly Sultan-ul-faqr Lahore

www.tehreek-dawat-e-faqr.com www.sultan-ul-faqr.com www.sultan-ul-faqr.tv

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



محفل بسلسلہ

عرس پاک

سلطان العارفین

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

اور

عرس پاک

سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ



پروگرام

21 اپریل بروز اتوار

☆ وقت پروگرام: بعد نمازِ ظہر تا نمازِ عصر

☆ پابندیٔ وقت ضروری ہے

زیرِ صدارت

خادم سلطان الفقر

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

سروری قادری مدظلہ الاقدس

بمقام "سلطان الفقر ہاؤس" A/4-5، ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور

فون نمبر: 042-35436600 0322-4722766

sultan ul faqr.official

زیرِ اہتمام شعبہ نشر و اشاعت تحریک دعوتِ فقر (پاکستان)

"سلطان الفقر ہاؤس" A/4-5، ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور

sultan ul faqr.official